

پرکاشیکا - ۶

# تذکرہ الہی

میر محمد الدین الہی الحسینی ہمدانی

جلد اول

حصہ اول

ترتیب  
عبدالحق

राष्ट्रीय पाण्डुलिपि मिशन

॥ विज्ञानमुपास्य ॥

National Mission for Manuscripts

پرکاشکاسیریز

نمبر-۶

جنرل ایڈیٹر

دپٹی ایس. تراپاٹھی

# تذکرہ الہی

جلد اول  
(حصہ اول)

میر عماد الدین الہی الحسینی ہمدانی

Professor Abdul Haq  
Professor Emeritus  
Urdu Dept.  
University of Delhi  
110007

مرتبہ  
عبدالحق

پروفیسر ایمرٹس

شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی

राष्ट्रीय पाण्डुलिपि मिशन

॥ विज्ञानमुपास्य ॥

National Mission for Manuscripts

नیشنल मिशन फार मینسکرिپٹس

دیو پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

Handwritten text in Urdu, possibly a library stamp or signature.

ناشر

نیشنل مشن فار مینسکرپٹس

۱۱- مان سنگھ روڈ، نئی دہلی - ۱۱۰۰۰۱

فون: + 91 11 23073387

ای میل: director.namami@nic.in

ویب سائٹ: www.namami.org

بہ اشتراک

دیو پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

سکنڈ فلور، پرکاش دیپ

دہلی میڈیکل ایسوسی ایشن روڈ

دریا گنج، نئی دہلی - ۱۱۰۰۰۲

فون: + 91 11 43572647

ای میل: devbooks@hotmail.com

ویب سائٹ: www.devbooks.co.in

قیمت: Rs 2000

**Prakashika Series No. 6**

ISBN 978-93-80829-16-6 (Vol.6)

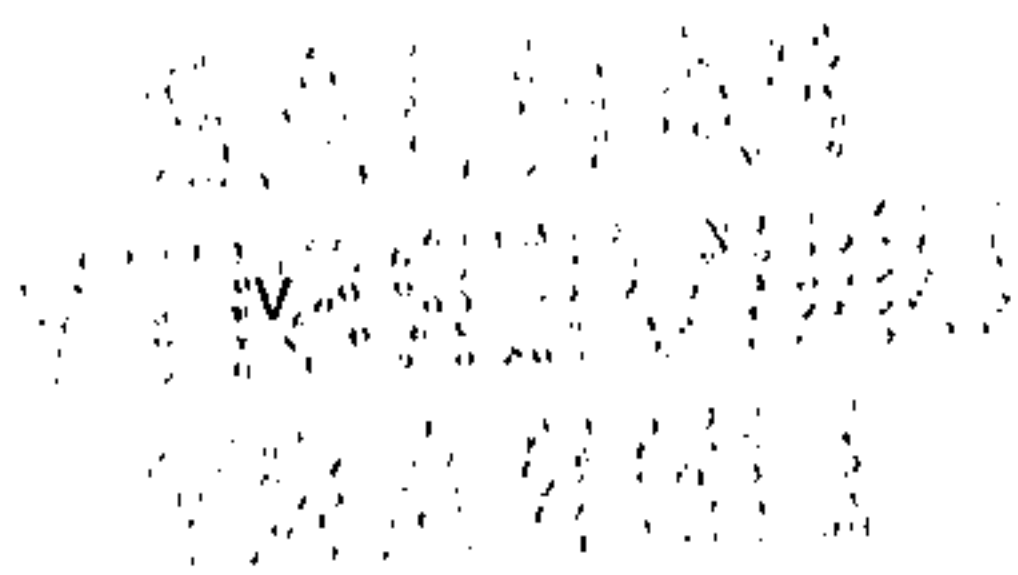
ISBN 978-93-80829-02-9 (Series)

اشاعت اول ۲۰۱۳ء

© 2013 نیشنل مشن فار مینسکرپٹس

## ترتیب

۶-۹	پیش گفتار
۱۰-۲۲	تقدیم
۲۳-۳۸	مقدمہ
۳۹-۶۲	فہرست
۱-۷۰۲	متن
۷۰۳-۷۰۴	مصادر



PAKISTAN  
UNIVERSITY  
LIBRARY

## پیش گفتار

جون پور شاہانِ شرقی کا صرف دار الخلافہ ہی نہ تھا بلکہ علم و دانش کا مرکز نور بھی تھا۔ یہاں بیش بہا علمی کتابیں لکھی گئیں اور نادر الوجود علمی ذخیرے کی حفاظت بھی کی گئی۔ زمانہ حال میں تین نایاب خطی نسخوں کی بازیافت نے جون پور کی عظیم الشان علمی خدمات کو ایک نئی برگزیدگی بخشی ہے۔ شہر کے علاوہ نواحی قریہ و قسبات میں کئی علم دوست گھرانے آباد تھے، جنہوں نے ذاتی سعی و سعادت سے ذخیرہ کتب جمع کیے۔ مچھلی شہر میں مولانا محمد عمر جعفری مرحوم کا کتب خانہ بڑی اہمیت کا مالک تھا۔ ان کی وفات سے چند سال قبل عالم اسلام کے محترم شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن اعظمی مچھلی شہر تشریف لائے۔ ”المصنف“ کے مخطوطے کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ انہوں نے مولانا جعفری مرحوم سے خدمتِ حدیث کی خاطر اسے مرتب کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مولانا جعفری مرحوم نے دنیا کا اکیلا اور سب سے قیمتی نسخہ مولانا اعظمی کو پیش کر کے علمی فیاضی و فراخ دلی کی نظیر قائم کی۔ کئی برسوں کی مشقت اور دیدہ ریزی کے بعد مولانا اعظمی مرحوم نے اسے کئی جلدوں میں مرتب کر کے بیروت سے شائع کیا۔ اب تک کی دریافت کے مطابق یہ مجموعہ احادیث دنیا میں اکیلا نسخہ تھا اور مقدس سرزمین میں لکھا گیا گیا جس کی قیمت اور اہمیت کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے۔

استاذی پروفیسر محمود الہی کئی بار خانقاہ رشید یہ جون پور تشریف لائے۔ راقم بھی ان کی مدد کے لیے وہاں موجود رہتا۔ یہ خانقاہ سال میں صرف عاشورہ کے دنوں میں کھلتی ہے۔ مخطوطات سے ان کا انہماک دیکھ کر رشک آتا۔ دیوانِ حافظ کا نادر الوجود خطی نسخہ اسی خانقاہ سے انھیں حاصل ہوا تھا جسے انہوں نے پروفیسر نذیر احمد کے حوالے کر کے بے مثال علمی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے۔ دنیا کا یہ بیش بہا دیوان شاہ ایران کی سرپرستی میں شائع ہوا۔ گرد آلود بوسیدہ اور کرم خوردہ کتابوں کے ڈھیر اور بند کمرے سے مجھے قدرے وحشت بھی ہوتی، مگر مخطوطات

پڑھنے کا شوق بھی بڑھتا گیا۔

اس دیار کی تیسری گراں ماریہ وراثت نسخہ تذکرہ الہی کے حصہ اول کی دونوں جلدیں ہیں جنہیں راقم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ فارسی زبان و ادب کی تاریخ و تذکرہ نگاری میں یہ مخطوطہ ایک ناگزیر حیثیت کا حامل ہے۔ یہ اب تک کی دریافت کے مطابق دنیا کا واحد قلمی نسخہ ہے جو میر الہی کی حین حیات کا ہے۔ یہ ۲۸ فن کاروں کے احوال و آثار پر مشتمل ایک علمی گنجینہ گہر ہے جسے دائرۃ المعارف بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ حصہ متقدمین کے ذکر پر محیط ہے۔ دوسری جلد متوسطین سے متعلق ہے جو برلن کے ذخیرے میں محفوظ ہے۔ یہ ابتدائی خاکہ ہے۔

۱۹۷۲ء میں تذکرہ الہی کا مخطوطہ نظر سے گزرا۔ چونکہ میری وابستگی اردو اور اقبالیات سے تھی، اس لیے خاطر خواہ توجہ نہ دے سکا۔ کچھ چیزیں قلم بند کر لی تھیں۔ دل جمعی کے ساتھ کبھی متوجہ نہیں ہوا، اس لیے کہ مخطوطات سے دل لگانا سودائے جنوں ہے اور حاصل، زیاں کے سوا کچھ نہیں۔ ان یادداشتوں کی بنیاد پر میں نے نومبر ۱۹۷۳ء میں معارف اعظم گڑھ میں ایک مختصر تعارفی مضمون شائع کیا تھا۔ کچھ صاحبان نظر نے خط لکھ کر ہمت افزائی بھی کی۔ خاص طور پر جناب محمد امین دارابو (داراب، کشمیر) اور پروفیسر سید حسن عسکری (پٹنہ) نے خاص توجہ فرمائی۔ عسکری صاحب نے تو نے لکھا: "It's importance is unparalleled and needs our special attention. Hundred of verses are unknown in our knowledge." میری دوسری مصروفیات حائل رہیں۔ تذکرے کا مطالعہ مدتوں ملتوی رہا۔

مگر رہن سہم ہائے روزگار کے باوجود تذکرے کی تدوین و اشاعت سے غافل نہیں تھا۔ بیشتر تذکروں کا مطالعہ اور خود الہی کی تخلیقات کی جمع و فراہمی کے لیے کوشاں تھا جو کوہ کنی اور جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ الہی کے تذکرے کا ذکر بھی بیشتر تذکروں میں نہیں کے برابر پا کر مایوسی ہوئی۔ ڈاکٹر اشپرنگر اور اسٹوری کے کیٹلاگ کی مدد سے برلن کے نسخے کا سراغ ملا۔ اس کی نقل کا حصول بھی کار دیوانگی سے کم نہ تھا۔ ۱۹۸۰ء کے دوران نسخے کی مانگرو فلم موصول ہوئی۔ پھر اسے کاغذ پر اتارنا ایک آزمائش تھی۔ جنون شوق کی خود رفتگی بھی دیدنی تھی۔ مدتوں مرحلہ شوق کو آہے گا ہے طے کرنے کی تمنا کرتا رہا۔ یہ میرے رب کا بڑا احسان ہے کہ اب دونوں نایاب نسخوں کو شائع کیا جا رہا ہے۔ ذاتی نسخے کے ساتھ نسخہ برلن کا متن تیسری جلد میں شامل ہے۔

تلاش بسیار کے باوجود ان مخطوطات کی کسی دوسری نقل یا نسخے کا اب تک سراغ نہ مل سکا۔ ترتیب و تدوین کا حق ادا کرنے میں محذوری مقدر بن گئی۔ صرف ایک نسخہ کی موجودگی میں یہ کام ممکن نہ تھا۔ متن بہت زیادہ کرم خوردہ، آب زدہ اور موسمی اثرات سے متاثر ہوا ہے۔ ایک نسخہ کی موجودگی میں تصحیح متن ناممکن ہے۔ ہو بہو



نقل کی اشاعت پر اکتفا کرنا پڑا۔ کہیں کہیں قیاسی تصحیح سے کام لیا گیا ہے۔ حاشیے میں اشارہ موجود ہے۔ 'ت' کی علامت قیاسی تصحیح کے لیے حاشیہ میں درج کی گئی ہے۔ آخر کے چند صفحات بہت خراب تھے۔ انہیں کمپوز کر کے داخل متن کیا گیا ہے۔ جلد ساز نے ذاتی نسخہ کی ترتیب میں بڑی بے احتیاطی سے کام لیا۔ بیشتر صفحات کی ترتیب بدل گئی تھی۔ اسے درست کرنے میں بڑی دقتوں کا سامنا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ شاید ایک دو جگہ اب بھی درست نہ ہو سکا ہو۔ میرا الہی سے متعلق ایران و پاکستان، ہندوستان و کشمیر میں موجود مواد کا جمع کرنا بھی آسان نہ تھا۔ جہاں تک ممکن ہو سکا استفادہ کیا گیا ہے۔ عکسی تحریر میں روشنائی کا مدھم ہو جانا بھی ایک فطری عمل ہے۔ مگر اس میں اصل تحریر کی شکل برقرار رہتی ہے۔ مصنف اور قدیم دور کا اندازِ خط بھی اس طرح محفوظ ہو گیا ہے۔ آئندہ کوئی مردِ غیب برآمد ہو تو متن کی ترتیب و تصحیح کو انجام دے سکے گا۔ میری آرزو یہی ہے کہ فارسی شعر و ادب کا یہ نایاب نسخہ خاص و عام کے استفادے کے لیے منظرِ عام پر آجائے۔ قارئین حسبِ ذوق اکتساب فیض کر سکیں گے۔

معترف ہوں کہ فارسی یا تذکرہ و تاریخ میرا موضوع مطالعہ نہیں ہے۔ اردو درس و تدریس سے وابستہ ہوں۔ فارسی کی شد بد برائے نام ہے لیکن شعاعِ آفتاب کے روبرو قطرہٴ شبنم کی جرأت کا منظرِ قابلِ رحم ہوتا ہے۔ اس خام حوصلے نے اس کام کے لیے آمادہ کیا۔ غلطیوں کا درآنا میری بے بضاعتی اور محرومی کے باعث ہے۔ قارئین سے درگزر کرنے اور دعائے خیر کی درخواست کرتا ہوں۔

علیم مکن کہ در شبِ ہجران نوشتہ ایم

یہ میری تالیفی زندگی کی سب سے مشکل آزمائش تھی جسے طے کرنے میں توفیقِ الہی اور تائیدِ غیبی کے سوا ذرا راہ کچھ بھی نہ تھا۔ ربِ کریم کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے نایاب نسخے کی دستیابی اور اشاعت کے اسباب پیدا کیے۔ میں صمیم قلب سے پروفیسرِ دہشتی ایس۔ تریپاٹھی اور ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ بسو کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے دیوانِ زادہ کے بعد اس تذکرہ کی اشاعت میں بے انتہا دلچسپی لی اور ہر قدم پر ناچیز کی ہمت افزائی فرمائی۔ ان کی علم دوستی اور سرپرستی کے لیے ناچیز سراپا سپاس گزار ہے۔

نازم فروغ بادہ زنگس جمال دوست

عبداللہ الحق

پروفیسر ایمرطس، شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی

۱۵ دسمبر ۲۰۱۲ء

## تقدیم

جون پور شیراز ہند است۔ این شهر تنها دارالخلافت سلطانی شرقی نبود، بلکه در حصول علمی و ادبی مقام این شهر تاریخی و بے عدیل است۔ درین زمانہ عصریاز یافت سه نسخہائے خطی قابلِ فخر است۔ قدیم ترین نسخہ المصنف (مجموعہ احادیث نبویؐ) و دیوان حافظ حاصلِ ثقافتِ جون پور است۔ بعد از ان نسخہ نادر الوجود تذکرہ الہی قابلِ توجہ است۔ این نسخہ کامل است مگر تعلق از آن دیار دارد۔

در سال ۱۹۷۲ م نسخہ نایاب "تذکرہ الہی" زیارت کردم۔ اما چونکہ من بہ ادبیات اردو و اقبال شناسی پیوستہ بودم نتوانستم توجہ در خوری را بہ آن مبذول نمایم۔ فقط چند مورد را تحریر نموده قید کرده بودم و اما در انتظار دریافت مجدد نسخہ اصلی ماندم۔ و هیچ وقت بطور کامل بسوی آن متوجہ نشدم چونکہ گرویدگی بانسخ خطی چیزی جز جنونی نیست کہ حاصلی بجای ضرر و زیان ندارد۔ من در نوامبر سال ۱۹۷۴ م بر اساس یادداشتہای مذکور در جملہ "معارف" چاپ اعظم گره یک مقالہ مختصر معرفی را چاپ کردم۔ بعضی از صاحبانِ نظر با ارسال نامہ از من تشویق تیز کردند۔ و بخصوص جناب آقای محمد امین داراب از کشمیر و پروفیسور سید حسن عسکری از پتنہ توجہ خود را بسوی من مرحمت نمودند۔ ایشان مرقوم فرمودند: "اہمیت آن بیہمتا است و محتاج توجہ مخصوص مامی باشد۔ صدہا شعر بماملوم نبودہ۔"

سرگرمی ہای دیگری من مانع این کار ماندند و مطالعہ تذکرہ بتعویق افتاد۔

در سال ۲۰۰۴ م من بعنوان استاد مهمان در دانشگاه کشمیر در سری نگر منصوب شدم آثار مقبره میرالهی همدانی و باغ الہی اشتیاق تازه ای را در من پروراندید. گور میرالهی در سمت غرب شیخ بہاء الدین گنج بخش کشمیری مرجع معروف خلائق بزرگ واقع است.

خواجہ محمد اعظم مولف 'واقعات کشمیر' می گوید کہ مزار الہی در سال ۱۱۴۸ھ موجود بود. مولف تاریخ حسن در سال ۱۳۱۴ھ قبر الہی دیدہ بود. ہیچ نشان از قبر الہی امروز در قبرستان حضرت بہاء الدین گنج بخش نظر نمی آید. در احاطہ قبرستان ہزارہا مزار وجود دارند. یقین است کہ مزار الہی وجود داشتہ باشد چون کتیبہ سنگی جدا شدہ است. نشان زد کردن ممکن نیست. شکر است کہ کتیبہ مزار در دیوار جنوب مزار حضرت بہاء الدین نصب است. این قبرستان بہ اسم "مزار کلان" در کشمیر مشہور است. گنج بخش از صوفیای برگزیدہ دورہ سلطان زین العابدین بہ شمار می رود. وی از شاہ اسحق ختلانی (خلیفہ امیر کبیر سید علی ہمدانی) تربیت حاصل کردہ بود. گنج بخش در سن ۸۴۹ھ بدست راہزنان شہید شد و در این قبرستان مدفون گشت. بادشاہ و اہالیان باو ارادت داشتند.

لوحہ سنگی مزار ایشان از محل افتادہ و آنرا در یک جای مناسب محفوظ ساختہ اند. امرای متعدد عہد تیموریان (معروف بہ مغل) نیز در این محل دفن می باشند. بر این سکو در میان قبر ہای مختلف دیگری لوحہ ای نصب بودہ کہ بران "از جہاں رفت مریم دوران" حک شدہ است. این قبر از یک بانوی صالحہ و عابدہ می باشد. و از آن بیانات تاریخ اعظمی تصدیق می شود. و در آن ہمراہ با علل آمدن بکشمیر، انتخاب اشعار و کتبہ روی قبر بحسب عبارت ذیل نیز شامل می باشد:

میرالہی مَلِكُ مُلْكِ نَظْمِ  
 بود ز سرِ حلقہ اہل یقین  
 ہر کہ بعہدش ز سخن لاف زد  
 گشت ز کشتِ سخنش خوشہ چین

نظم ازوداشت نظام دگر  
 بود در اقلیم سخن بیقربین  
 باز نماید آب بجوی سخن  
 رفت چو حسان سخن آفرین  
 دیده نبارد ز چه نیشان اشک  
 شد صدف گوهر آن تن زمین  
 کلك بتعزیتش از دود دل  
 گریه برون آورد از آستین  
 سال وفاتش طلبیدم ز عقل  
 گفت، بگو: "بود سخن آفرین"

ه ۱۰۶۳

این جا الف ممدوده بدو حساب برده شد. ملا محمد طاهر غنی معاصر میر الهی نیز تاریخ را تحریر کرده که در دیوانش مرتبه محمد امین در ابوداراب موجود می باشد. تاریخ الهی همدانی بعد از قطعه تحریر شده از وفات ابوطالب کلیم حسب ذیل می باشد:

نیست دور از اثر صحبت او  
 که لب گور در آید بسخن  
 بر سر گور او ارباب زمان  
 جامه پوشیده سیه چون سوسن  
 گفت تاریخ وفاتش طاهر  
 "برد الهی ز جهان گوی سخن"

علاوه بر آن تاریخ وفات شان در متون دیگری نیز درج شده است. نیز صحت دارد که اختلاف نظری در مورد تاریخ وفات در چند کتاب وجود دارد. نیز ۱۰۵۷ ه و ۱۹۶۰ ه درج شده است که فاقد اعتبار می باشد. يك پیچیدگی بزرگی در

قبال مخطوطه زیر بحث (نسخه مرتب) ایجاب شده است که تحریر شده سال ۱۰۶۵ هـ می باشد. شاید آن نسخه خطی رونوشت. يك نسخه اصل باشد که در سال ۱۰۶۵ هـ کتاب شده باشد. و هیچ شواهدی نظاهر از رو نوشت آن بچشم نمی خواند. و در صورت دیگری، آن احتمالاً نتیجه قلم خود مصنف باشد. و اگر بر آن یقین کرد، پس تاریخ در گذشت میر الهی رابه ۱۰۵۶ هـ قبول کنیم که باقطعات تاریخ مطابقت ندارد. و این نسخه خطی فاقد درج نام مقام کتابت می باشد. اما صیغه حال نوشته شده در این نسخه در جاهای متعدد در حاشیه ها "موف این تذکره الهی" نیز درج شده است که گمان آن می رود که اگر خودشان از آن کتابت نکردند بالاخره از نظر شان گذشته باشد. قرائن های از آنند که این نسخه دوران قیام آگره تالیف شده. قسمت دوم (نسخه برلن) در آگره تکمیل یافت که در کتب خانه بیگم نور جهان موجود بود او در سال ۱۰۵۲ م بکشمیر رفت.

چه اتفاق عجیبی که مولف تذکره مورد نظر ما، احوال و آثار دیگران را جمع آوری می نمود اما از ثبت رویدادهای شب و روز خود قاصر آمد. ما علاقم متعددی را در نکات مختلف تصانیف تاریخی، اشعار و در این تذکره در می یابیم. بر اساس بیانی موجود در این تذکره می توان یقین کرد که او حدوداً در سال ۹۹۴ هـ (۱۰۸۵ م) چشم بر جهان گشوده. اسم پدر شان امیر حجت الله الحسینی بود و شهر ونداسعد آباد همدان بوده. او یک شخص عالم و ادیب بوده. همدان در قدیم هگمتانه پایه تخت مادها بوده است. این شهر در دامن کوههای سبز و خرم قرار گرفته که شاید در ایران به مثل باشد. این خطه زمین از سه جانب محصور به کوهستان است. رودخانه های بسیار از دامنه کوه الوند جاری میشود. همدان دادای مدفن ابوعلی سینا و باباطاهر عریان است.

میر الهی نیز از سرمایه پدری خود مستفید شد. و بخاطر حصول علم و کمال در سال ۱۰۱۰ هـ بمسافرت شیراز پرداخت. حدوداً برای ۳ سال ونیم در خانقاه شاه داعی تحصیل کرد و همین جاذوق شعری شان بدرجه کمال رسید. بعداً از عراق و اصفهان

نیز دیدن نمود. ایشان با جنبش نقطوی پیوسته بود. و بعلت ترس تادیب و سرکوبی  
پسی خانی ها و بخاطر حفظ جان با عبور از قندهار و کابل در سال ۱۰۲۱ هـ به آگره  
رسید در دیوان او ذکر قندهار موجود است.

خوش آن که در همدان یا در اصفهان گویند  
الهی از طرف قندهار می آید

معلوم می شود که الهی در سال ۱۰۲۰ هـ به قندهار رسید و یک سال بعد به  
آگره آمده است. ملا عبدالباقی نهاوندی که یکی از شاعران معاصرو دوست الهی بود  
ذکر کرده است.

”در هزار و بیست هجری حکومت قندهار و آن دیار که گرم سیر و زمین داور  
بوده باشد، حسب فرمان فرمان روای هندوستان نورالدین محمد جهانگیر پیرزای  
مومی الیه متعلق گشت، و آن نوجوان نامدار را چندان عنایت و شفقت باین خلاصه  
روزگار بود زبان قلم از تعریف و توصیف آن عاجز است، و در ایام سلطنت قندهار  
میرزا تقرب خان مومی الیه (=مرشد خان، مرشد بروجردی) و اکثری از مستعدان  
ایران مثل طالب آملی و محوی اردبیلی و سروری یزدی و ملا اسد قصه خوان از آنجا  
دو باره بکابل برگشتند و بعداً در سال ۱۰۲۴ هـ مجدد به آگره تشریف آورد. و در  
همین محل ایشان باتذکره نویس معروف تقی اوحدی ملاقات و دوستی نمود. آن  
زمان اوج شباب میر الهی بود. اولین بار در سال ۱۰۲۴ هـ در آگره در سن ۳۰ سالگی  
بالحباب پر لطف هندی بمشروب خوری پرداخت.

”روزگاری ساله بر من بگذرد، هر گز دستم پیمانه آشنا نبود، امروز  
بتقاضای مشرب اهل هندوستان الاکیش افتاده و عمری بیهوده می گزارم.“<sup>۱</sup>  
ایشان در بار جهانگیر و شاه جهان ارتباط و با امر اقرب داشت. و شهرت بر  
آستانه او می زد، تمام تذکره نویسان از صفات، برجسته کلام شان اعتراف کردند.  
در شاه جهان نامه این چنین درج شده:

<sup>۱</sup> تذکره الهی (نسخه برلین)، در تذکره مولانا آگهی (حاشیه) ص ۳۰

”طراز سخنش بسیار تازه و اشعارش بلند آوازه لطف کلامش از  
قیاس افزون جزالت الفاظش از خیال بیرونست.“

در کلمات الشعراء ایشان را شاعر نازک مزاج و خوشخیال بوده. ”ذکر کرده اند  
حتی عبارت مجموعه النفائس نیز قابل ذکر من باشد.“

”در درستی مضمون و زبردستی زبان و تازگی خیال میر مذکور مسلم  
الثبوت است و همه باستانی او قابل اند.“

در سرو آزاد آمده که ”کلامش لطافتی و عذوبتی دارد. حد مذاقها و لذتی خاص  
بخشد“ تقی اوحدی معاصر او و آشنای او بود. او در تذکره عرفات العاشقین، خود  
همراه با ”مجموعه کلام همدانی“ از فن ادراک عالی شان نیز تعریف نموده است تقریباً  
هر تذکره نگار صلاحیت شعری ایشان راستوده است. که تفصیلات همه شان در  
تذکره شعر ای کشمیر، موجود می باشد.

میر الهی شاعر بی نظیر بود. صاحب شمع انجمن می گوید که دیوانش پنج  
هزار بیست دیده شد. کلیات او مشتمل هر غزل، قصائد، مثنوی، رباعی، ترکیب بند  
و ترجمیع بند است هیچک از آثار نظم و نثر الهی تاکنون چاپ نشده است:

هست نظم حسن ما روی شما دیوان ما

انتخاب جمله دیوانهاست دیوان ما

شاهجهان يك امیر معروف بنام ظفر احسن خان داشت او هم جناغ شاهجهان  
است. و شاه جهان مجدداً در سال ۱۰۴۲ هـ وی را فرماندار کشمیر منصوب کرد.  
ظفر احسن خان بالاجازه شاهجهان میر الهی را همراه خود بکشمیر برد و او علاوه  
بر سرپرست و شاعر بودن بر سرپرست و شاعر بودن، هم مشرب و هم راز میر الهی  
بود. محرومیت فضای دلکش و صفای ایران در سرزمین شاداب کشمیر تلافی می شد.  
عمادالدین اینجا خوشحال و مطمئن بود. در نواحی شهر يك باغ زیبایی را بناء نمود  
که بنام باغ الهی شهرت یافت.

گریبان می کشد خواهی نخواهی

بسوی خود مرا باغ الهی  
فلك آشفته بود از بهر سالش  
ملك گفت با گو باغ الهی

۱۰۵۰ هـ

باغ الهی ده کیلومتر دور در شمال شهر سری نگر واقع است. مولف تاریخ  
حسن می نویسد:

”الهی باغ قرین موضع بچه پوره علاقه آردی از تعمیرات شاه جهان  
مشهور است. چهار طبقه داشت. نهر شاهی میان آن جاری بود و از راه  
بوته کدل بسواری سفینه تا الهی باغ می رفتند.“

باغ الهی تاحال درختهای چنار چیزی از آن باغ باقی نه ماند است.

آنرا نیز باغ چنار می گویند. تا سال ۱۹۳۳ م این باغ يك درخت قدیمی چنار  
۴۸ پا بلند داشت. ایشان ۱۵ سال آخر حیات خود را در این باغ با آسودگی تمام  
سیری نمودند، کشمیر و رفاقت ظفرخان احسن خان زندگی شان را از هر لحاظ  
خوشحال ساخت. در حالیکه اینجا شعر امانند عرفی و نظیری یاصائب و کلیم  
موجود نبودند، اما با وجود آن يك حلقه شعراء اینجا در تخلیقات خود سرگرم بوده.  
و مجالس شعری برپا می شدند. ایشان در آسودگی همین محل به آرام ابدی فرو  
رفتند. میر الهی نیز همانند نظیری نیشاپوری و شیخ علی حزین سپرد خاک هند شد.  
او شخصی درویش و آزاد منشی بود 'صلح کل' خو و سلیقه شان بوده. ایشان حسینی  
و نیز سخاوت مند بودند:

نه رافضی نمنافق نخارجی هستم  
که هر سه بیزم دوزخ بروز عفرانند  
همه ستایش یارانِ مصطفی<sup>ص</sup> شده ایم  
و گرچه گویم الهی که مومنم خوانند  
محمودم از سعادت نور محمدی<sup>ص</sup>



در ملت صحابه و آل پیمرم  
 اول تصور ایست کز ادراک عقل زاد  
 تصدیق بر خلافت صدیق اکرم  
 سنی دلم و زبانم شیعی باعلی  
 خلق گویو که من بعالم معنی دو پیرکم

تربیاق من محبت فاروق اعظم است. درغزل الهی بیتنی دارد که نمایا نگر این  
 حقیقت است که او شیعه نبود است. به شعر زیر توجه فرمائید:  
 چهاریار که بهشت آسمان ایمانند  
 بنای کعبه دین را چهارارکانند

نیز دایلی از جرأت اظهار شان می باشد علت نقطوی بودن شان معلوم نیست.  
 قطع نظر از عقاید، ایشان هنرمندی بزرگ در شعر بودند مجموعه کلام شان که دار  
 ای بیش از چهار هزار شعر بود بچاپ نرسید. جالب توجه اینکه در حالیکه شعر و  
 ادب فارسی در ایران به اوج و ارتقا رسید، اما عجب اینکه ساز و سامان نقد و انتقاد  
 آن درهند فراهم آورده. گوا اینکه بخاطر شناخت و ادراک ادبیات و برای تشخیص  
 منصب و مراتب فنکاران زمینه و میزان در هند تعیین می شد. لباب الالباب از عوفی  
 نه تنها تاریخ ادبی است بلکه سرنوشت ادراک سخن شمرده می شود. حتی تذکره  
 های دیگری نیز اینجا ننگارش آمدند. و اگر منصوبه میر عماد الدین الهی بپایه  
 تکمیل رسیده بود، آن شاید بعنوان بهترین تذکره در ادبیات فارسی تلفی می  
 شد. مولف جلو تراز در گذشت خود توانست فقط احوال فنکاران متقدمین را ثبت  
 کند، و متاسفانه نتوانست فرصتی را برای ثبت احوال و خدمات متوسلین و متاخرین  
 بدست آورد. او به شاه جهان دسترسی داشت و حتی امراء و اکابر قابل رسائی او بودند.  
 او برفن شاعری تسلط و مقبولیت داشت. تقریباً هر تذکره نگار از صدق دل به استعداد  
 شاعری شان معترف می باشند. اما تعجب اینکه آنها از تذکره او ذکری نمی کنند. فقط  
 "سیفه خوشگو" ذکری از این تذکره بمیان آورده. معاصرین متعددی دیوان وی را

مشاهده کرده اند. و این تذکره يك گنجینه بیشه‌های این تذکره مهم محسوب می شود. نسخه برلن انتهای آن است. ان نقش اول و ناتمام نیز بوده اما با اختتام و حرف آخرش تلفی می شود. و این نسخه از چندین لحاظ نیز اهمیت زیادی دارد. نسخه برلن فاقد هر دو مقدمه (پیش گفتار) و ترقیمه است در حالیکه نسخه شخصی ام داری مقدمه نیست اما با ترقیمه بر خوردار است. چند صفحه ابتدائی از بین رفته اند. اولین اندراج مخطوطه از بوعلی سینا است و متن دو شعر اولیه بحسب ذیل است.

خوب تر اندر جهان از من چه بود هیچ کار  
دوست رود نزد دوست، یار رود نزد یار  
آن همه اندوه بود این همه شادی  
آن همه گفتار بود این همه کردار

بعد از ابونصر جنتی، خواجه ابوالفتح ذکری از ابی احمد بن عبدالله شده است و این مصرع معروف به وی منسوب شده است:

غلطان غلطان همی رود طالب گو

آخرین شاعر یوسف بن شیخ احمد جامی است. نسخه برلن از یمین آغاز شده برهما یون خاتمه می یابد آثار ادبی و احوال شان بوده است، و شاید به همان خاطر آن "خزینة گنج الهی" نامیده شد و با همان اسمی شهرت نیز یافت. دکتر اسپرنگر و استوری در فهرستهای خود همین اسم را ثبت کرده اند، در حالیکه مصنف آنرا بنام "تذکره الهی" تحریر می کرده. اما دکتر اسپرنگر آنرا در میان ذخایر نوابان اوده مشاهده کرده بود که بعداً به برلن منتقل یافت.

بر اساس تفصیلات فراهم شده توسط دکتر اسپرنگر و استوری، محققین زیادی در مور دمیر الهی قلمفرسائی کردند. جدا از نسخه برلن، يك نسخه مهم دیگری زیر نظر اینجانب قرار دارد که فقط آثار است بلکه تکمیل کننده اما در این نسخه در زیر حرف آخر یعنی "ی" تذکره از هفت شاعر شامل شده است که عبارت انداز فرزدق

یمینی، یوسف بن محمد دربندی، یوسف بن نصران کاتب، یوسف همدانی، یوسف سلمی، یوسف بن الیاس، یوسف بن شیخ احمد جامی، که ۳ شعرا از غزل ایشان در اینجا شامل شده اند. "بعد از جان و دل از مهر و وفا بسته کمر گو" ترقیمه دارای عبارت ذیل می باشد:

"تمام شد این دفتر اول از تذکره الهی که در ذکر متقدمین شعر ای علیین مکان را. روز دوشنبه شوال بتاریخ هزار و شصت و پنج و مولف این تذکره الهی که عمادالدین محمود المتخلص بالهی این امیر حجت الله اسعد آبادی الهمدانی

مژده خوش داد مرا بلبلش

بایتمای بنشانیم گلش" ۱

تحریر ترقیمه حایز اهمیت زیادی می باشد. از دفتر نخست نفس مطالب طرح اشکار می گردد. آن شاید اولین قسمت مشتمل بر متقدمین باشد. تاریخ قطعی اختتام تذکره نیز از آن به اثبات می رسد. قبل از آن در هیچ جاذکری از دفتر اول و تاریخ تکمیل آن در اطلاع موجود نمی باشد. براساس همان متن است که راجع به خود میرالهی، و وطن شان بیک نظر قطعی دست می یابیم. و تا قبل از آن اختلاف زیادی در قبالی این امور دوجود داشت. و تمام مواد مذکور از طریق ترقیمه مورد نظر قابل تشخیص بوده اند.

از عبارت: "بی لالی اصفهانی نوکر نورجهان بیگم بوده چو کاتب درگه بادشاه بود" تحریر شده بر کتاب کاتب و کتابدار شاهی بیگم، بی لالی اصفهانی به اثبات می رسد که نسخه برلن زینت کتب خانه سان بوده. بیگم نورجهان در سال ۱۰۵۴ ه مطابق ۱۶۴۵ م درگذشت. می توان یقین کرد که مخطوطه برلن قبل از سفر کشمیر تحریر شده باشد. نیز یقین می رود که نسخه شخصی ام همان زمان تکمیل شده باشد. اما همه شان احتمالات می باشند، و فقط عالم الغیب از آن بهتر آشنا باشد. حقیقت هرچه بود. براساس تحقیقات بعمل آمده تاکنون باید ادعا نمود که این همترین نسخه واحد تذکره الهی است که سرشار از آگاهی علم و ادب کمتر از کشکول

۱ تذکره الهی نسخه مرتب، ص ۷۰۱

يك شخص درویش نبوده است. دکتر اسپرنگر از اسم چهار صد شاعر درج شده در نسخه برلن ذکر برده است. "گنجینه الهی دار ای بیوگرافی حدوداً ۴۰۰ شاعر فارسی به ترتیب الغباء می باشد." درحقیقت تعداد شعراء تقریباً ۵۵۳ است.

در نسخه خطی مورد نظر ترجمه تقریباً ۷۲۸ شاعر آمده است این نسخه خطی مشتمل بر ۳۵۰ ورق یعنی ۷۰۱ صفحه می باشد. و هر صفحه داری ۱۵ سطر است. کتابت آن به نستعلیق می باشد. اندازه عادی کتاب ۴ X-۱۹ انچ می باشد. اسماء گرامی شعرا برنگ قرمز بطور آراسته نوشته شدند. متن زیادی کرم خورده است و آن بدو جلد صحابی شده است. جلد اول از حرف 'الف تا غ' و جلد دوم شامل 'ف تا ی' است کاغذ، خطاط، مرکب و سبک خط در سراسر نسخه یکی است. در حالیکه در نسخه برلن دو قلم و دو اندازه خطاطی دیده می شود. عبارات نثری در مورد شعراء بسبک نسخ می باشد در حالیکه اشعار بخط نستعلیق مرقوم شده اند. اما عبارتهای درج شده در حواشی از طرز شکسته خفیف و نه زیاد می باشند در عهد شاه جهان خط شفیعاً خط شکسته رائج شده بود، اما راقم احساس بر آن می کند که هر سه خط از میر الهی همدانی می باشند، در این زمان مهارت در طرز خط نسخ و نستعلیق عام بوده. و مصنف بخاطر ایجاد امتیازی احتیاطی را رعایت نمود که تفاوتی میان تحریر نثر و در انتخاب شعر قابل ادراک باشد. نستعلیق بکار برده شده برای اشعار همانند خط نسخ شخصی ام می ماند، هر دوشبیه هم هستند. و این دلایل داخلی نیز از ما رهنمائی می کنند، بهر حال حقیقت امر آن است که نسخه برلن به یقین کامل مرقومه مولف مابوده است و در این نسخه هیچ صفحه خالی وجود ندارد. در حالیکه در نسخه برلن بیش از در دوازده (۳۴) صفحه خالی مانده یا فقط بر آن تحریر شده است که شاید قرار بوده بعداً یرشوند سراسر نسخه دار ای حواشی زیادی می باشد. در حالیکه مخطوطه مورد نظر با رعایت و اهتمام زیادی تحریر شده است. و ظاهراً اشتباهی در متن آشکار نیست. بی راه روی در اندراج اشعار مشاهده نمی نمود. اما صحت متن و سلیقه مخطوطه حتمی است. در تذکره بعضی شعراء افراط اشعار اعتدال تذکره را مجروح ساخته است. مثلاً بیش از يك صد شعر از اسعد

نقل شده اند. از يك سو اشعار حجت، حسن، رودکی، سعدی، منصور شاه سخا، خواجه دهقان علی، حکیم ابوالقاسم و غیره طول زیادی داده شده در حالیکه راجع به ترجمه عمر خیام چندی ننوشته شده. فقط اشعار برگزیده شامل آن بوده، و اغلب جاهای اختصارات به کار برده شده و اشعار زیاد غیر مطبوعه شده اند. ذکری از شعراء فنکاران نیز در جاهای مختلف دیده شده، مثلاً حدیقه سنائی، کشف المحجوب، لمعات، تحفة العراقین گرشاپ نامه، زاد المسافرین، صفحات الارض، روضة الصفا و غیره قابل ذکری باشند.

میرالهی از پیش روان خود استفاده زیادی برده است و کراراً به عوفی اشاره نمود. اما اسم تذکره شان را در همه جامانند آن علامه شبلی اشتباه می نویسد. لب لباب آن در ذهن شان گرفته است. عطفی از تقی اوحدی، دولت شاه، نظامی عروضی و غیره اکثراً بمیان آمده است. و پیروی از عوفی را مستند شناخت و در جاهای متعدد اشعار خود را نقل کرده است. نسخه مذکور دارای انکشافی نیز می باشد که میرالهی شرح حال دیوان فرخی را تحریر کرده که تذکره آن در جای دیگری پیدان نیست. لطفاً به آن عبارت توجه نمائید:

”مجموعه نادانی الہی الحسینی الہمدانی که جامع تذکره الہی است.

شرح بران دیوان نوشته.“ ۱

در این تذکره موارد زیادی نیز موجود می باشند که وسعت نظر مواف را آشکار می سازد. در ترجمه شیخ جمال الدین هانسوی تحریر شده آن محل در نزدیکی حصار واقع است، محلی که در سرحد (مرز) مردم باغی و سرکش وجود دارند که برای سرکوبی شان پادشاه دهلی مجبور به لشکر کشی می شود.

اسامی چند نفر شاعر هندی همراه باشعراى ایرانی نیز شامل آنند که شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ بوعلی شرف پانی پتی، مسعود بن سعد سیال کوتی، علاؤ الدین دهلوی، مغیث الدین هانسوی، نظام الدین دهلوی و غیره قابل ذکر می باشند. نیز تذکره

۱ تذکره الہی نسخه مرتب

چند تن بانوان در آن مشاهده می شود. که در مورد دختر کاشغری نوشته شد:  
 "از مغنیان خاص طغانشاه بن محمد الموید بود و این رباعی را در  
 مرثیه او سروده. از مرگ تو ای شاه سیه شد روزم."

نیز تذکره مختصری از مطرب سمرقندی موجود می باشد همچنین احوالی از  
 علماء و مشایخ، حکما و صوفیا در آن مرقوم شده اند. میرالهی در جاهای متعدد اشعار  
 خود را بطور مثال نقل کرده است. در حالیکه اشتباهات عادی تذکرات در آن موجود  
 است اما باز هم حوصله تذکره نگار قابل رشک می باشد که یک شخص واحد در اهتمام  
 فهرست جامع شعرا گرد آوری اطلاعات و استناد تخلیقات در انتخاب و انتقاد همت و  
 حوصله خود رابه اثبات می رساند متأسفانه آن یک پیشنهاد تا بهنگام بود که سرنوشت  
 تاریخ ادبی را از التفات عموی محروم نگه داشته و گرنه گومیرالهی از لحاظ شعری کمی  
 ضعیف بود اما در مورخین و محافظین تاریخ ادبی بامقام ممتاز و باوقار برخوردار بود. و  
 اگر فردوسی و انوری و سعدی تثلیث تخلیق تلفی می شوند، عوفی و اوحدی و الهی سه تن  
 پیمبر تاریخ و نقد شمرده می شوند و شکی در آن وجود ندارد.

□□

## مقدمہ

میر عماد الدین محمود الہی الحسینی ہمدانی شاہانہ سرپرستی، خوش حال زندگی اور گراں قدر سرمایہ شعری کے باوجود زندگی کے شب و روز کی حکایتِ دل نواز قلم بند نہ کر سکے۔ وہ تمام عمر دوسروں کی داستانِ حیات اور تخلیقات محفوظ کرنے میں منہمک رہے۔ مگر اپنے بارے میں ان کی بے گانگی اور بے نیازی حیرت فرور ہے۔ تاریخِ پیدائش پر بھی توجہ نہ دی۔ اس زمانے میں دربارہٴ خود لکھنا شرفا کا شیوہ گفتار بھی نہ تھا۔ الہی ہمدانی قدروں کے پاس دار اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ امر اور سلاطین کی ہم نشینی نے کردار و مزاج کی تربیت کی تھی۔ طبیعت میں اکرام و ارجمندی کے عناصر کا درآنا فطری تھا۔ ان کی سن پیدائش کے بارے میں حتمی رائے نہیں دی جاسکتی۔ تذکرے میں صرف ایک جگہ اشارہ ہے کہ انھوں نے آگرہ میں ہندی دوستوں کی پر لطف محفل میں تیس سال کی عمر میں پہلی بار شراب نوشی کی۔ وہ آگرہ پہلی بار ۱۰۲۱ھ اور دوسری بار ۱۰۲۳ھ میں تشریف لائے۔ دوسری آمد کے دوران تذکرے کا آغاز ہوا۔ اس تحریر کو پیش نظر رکھیں تو ان کی ولادت ۹۹۴ھ میں ہوئی ہوگی۔ یہ بات ان کی خودنوشت تحریر کے حوالے سے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے۔ تذکرے میں مولانا آگہی کے ذکر میں یہ دلچسپ انکشاف حاشیے کی تحریر میں موجود ہے۔

”آگہی، طرز او فریاد میکند کہ از شعرای زماں سلطان حسین میرزا است اما حال باو بود و چنانکہ وقتی مولف اس تذکرہ الہی در... ہندوستان با جلیس نشینہ بود و شیشہ صہبا بر پای ایستادہ و حجاب عقل از پیش خاستہ۔ گلہ از وضع بیفتد۔ سالی خود نمودہ گفتم کہ روزگاری سالہ بر من بہ گذرد، ہرگز دستم بہ پیمانہ آشنا نبود، امروز بقاضای مشرب اہل ہندیاں الاکیش افتادہ ام، و عمری بیہودہ می گذارم۔“ ۱

۱ تذکرہ الہی (برلن) ص ۴۵

اس اقتباس سے ان کے سن ولادت، شراب نوشی کی ابتدا اور ہندوستانی معاشرے پر روشنی پڑتی ہے جس نے الہی ہمدانی کو حلقہ مے نوشاں کی دوستی سے نوازا اور ارتکابِ نائے و نوش سے عمرِ رائیگاں کو روشناس کیا۔ یہ ایسی نامبارک ساعت تھی کہ عمر بھر نہ اس کا شمار کیا اور نہ موصوف کو اس سے رستگاری حاصل ہوئی۔ زندگی ساغر و مینا کی سرشاری میں گزری الہی نے ساقی نامہ لکھا ہے جو شعرو فن کی لطافتوں سے لبریز ہے۔ شراب کی سرمستیوں کے ساتھ ایک قطعہ میں کیف آگیاں سرشاری کا ذکر کیا ہے:

بدہ سے کہ عیشِ جوانی کند غم در عدم زندگانی کند  
 زغم سخت جاں گشتہ ام این قدر کہ مغزم بود استخوانی دگر  
 بیاساقی آل ساغر پر شراب کہ داغست از و چشمہ آفتاب

الہی کی زندگی کے خط و خال کا بہت ہلکا پرتو کہیں کہیں تذکرے میں موجود ہے جو جزوی طور پر بعض اہم اور غیر اہم واقعات پر روشنی ڈالتا ہے۔ لیکن تفصیلات سے محرومی کا احساس بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اس طرح کے واقعات کا حوالہ تذکرے کی مدد سے کہیں کہیں شامل تحریر ہے۔ اگرچہ ان سے رودادِ زندگی کی حقیقی تصویر نمایاں نہیں ہوتی۔ تاہم غنیمت سمجھ کر ان سے رجوع کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا اقتباس الہی کی سرنوشتِ زندگی کے مطالعہ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ شراب نوشی سے کردار و گفتار کے طور طریقوں میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اور شخصی کوائف کی باز آفرینی میں زندگی اور کائنات سے متعلق تصورات کی تفہیم آسان ہو جاتی ہے۔

میر الہی کے نام و نسب کے بارے میں تذکروں اور تاریخی کتابوں میں خاصا اختلاف ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ معاصر شہادتوں کے باوجود اتنا اختلاف کیوں ہے؟ تقی الدین محمد اوحدی حسینی (۹۷۳-۱۰۴۰ھ) میر الہی کے دوست اور معاصر ہیں۔ آگرہ کے قیام میں دونوں میں بڑی رفاقتیں رہیں اوحدی نے اپنے مشہور تذکرے ”عرفات العاشقین“ میں لکھا ہے:

”نام وی میر عماد الدین محمود بن میر حجت اللہ اسعد ابادی است۔“<sup>۱</sup>

سراج الدین علی خاں آرزو نے بھی اوحدی کی تصدیق کی ہے۔ اس شہادت کے بعد بھی اختلافات در آئے ہیں۔ آثار الکرام، خلاصۃ الافکار، نتائج الافکار، کلمات اشعراہفت آسماں، آتش کدہ، مراۃ الخیال، مخزن الغرائب، آثار الامراء، ماثرِ رحیمی، بزم تیموریہ، واقعات کشمیر، بہارستان سخن، عمل صالح وغیرہ کئی کتابوں میں صرف میر الہی لکھا ہوا ہے۔ دوسری کتابوں میں میر عماد الدین محمود لکھا ہے۔ جیسے شمع انجمن، مجموعہ النفاہس،

<sup>۱</sup> عرفات العاشقین، ورق ۱۳۲



ریاض الافکار وغیرہ ہمیشہ بہار اور سفینہ خوش گو میں یہ غلط اندراج موجود ہے کہ ان کا نام میر صدرالدین محمد علی ابن محمد شیرازی اسعد آباد ہمدان کے رہنے والے تھے اور ۱۰۱۰ھ میں عہد اکبر بادشاہ میں ہندوستان آئے۔ یہ الہی دوسرے شخص ہیں، جنہیں جہانگیر نے ”مسح الزمانی“ کا خطاب دیا تھا کیونکہ یہ طبیبِ حاذق تھے اور شاعر بھی۔ الہی تخلص لکھتے تھے۔ اوحدی نے دونوں الہی کا ذکر الگ الگ کیا ہے۔ ان سب حوالوں سے قطع نظر تذکرے کے دونوں حصوں میں میر الہی نے خود اپنا نام جگہ جگہ درج کیا ہے۔ ذاتی مخطوطہ میں ترقیے کی عبارت تو بہت واضح اور دو ٹوک ہے، جس کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی:

”مؤلف اس تذکرہ الہی عماد الدین محمود المتخلص بالہی الحسنی ابن امیر حجت اللہ اسعد آبادی

الہمدانی است۔“ ۱

اس تحریر سے ان کے نام کے ساتھ ان کے والد بزرگوار اور جائے پیدائش کے بارے میں بھی حتمی فیصلہ ہو جاتا ہے جن کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ بیشتر کتابوں میں اسعد آباد لکھا ہے جب کہ اوحدی نے اسعد آباد درج کیا ہے۔ ترقیے میں اسعد آباد ہی درج ہے۔ اسعد آباد بھی مناسب نہیں ہے۔ اسعد آباد ہمدان کا نواحی علاقہ ہے۔ ہمدان سے الہی نے اپنی نسبت دی ہے:

در مناقب است الہی کلام من  
وز سلک عارف ہمدانت گو ہرم  
از نورلم یزل قلم صنع در ازل  
بر لوح دل نگاشته اللہ اکبرم  
محمودم از سعادت دین محمدی  
در ملت صحابہ و آل پیبرم ۲

”ذکر الصالحین“ میں عبدالرزاق قادری نے سلسلہ نسب کی کچھ تفصیلات دی ہیں۔ ترقیے کی تحریر میں ان کے والد کا نام بھی بہت واضح ہے۔ امیر حجت اللہ الحسنی لکھ کر الہی نے تمام شبہات کا ازالہ کر دیا ہے۔ انہوں نے والد سے مروجہ علوم سیکھے۔ مزید حصول علم کے لیے شیراز و اصفہان کا سفر بھی کیا۔ عربی و فارسی میں دسترس حاصل کی اور شعر و ادب کے ذوق نے تخلیق و تاریخ کے شعور کا اضافہ کیا۔ شاعری میں انہیں شہرت حاصل ہوئی۔

۱ تذکرہ (مرتب) ص ۷۰

۲ دیوان الہی، رام پور، ص ۲۳

امرا و سلاطین نے قدر دانی کی۔ وہ خوش نصیب تھے کہ انھیں سرکار و دربار میں شرف یابی حاصل تھی۔ ان کے ممدوحین کی ایک قابل ذکر تعداد ہے جن کا ذکر شعری تخلیقات میں ملتا ہے۔ زیادہ تر قصیدوں میں ممدوحین کی توصیف کا تذکرہ ہے، جیسے جہاں گیر، شاہ جہاں، ظفر خاں احسن، مہابت خاں، غازی ترخان و قاری وغیرہ۔ الہی نے قصیدوں میں اخلاق و احتیاط کا دامن نہیں چھوڑا۔ مدح و ثنا میں مبالغہ سے کام نہیں لیا اور نہ جھوٹی تعریف کی بہ قول ”شاہ جہاں نامہ“ الہی در قصیدہ قصیدہ ہای نیکوی کند“<sup>۱</sup> سے بھی اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ وہ دربار سے منسلک تھے اور وہاں کی مجبوریاں بھی وفاداریوں میں شامل تھیں۔

میر الہی کی خوش بختی تھی کہ وہ جہانگیر و شاہ جہاں کے عہد حکومت میں تھے۔ مغلیہ دور کا یہ سب سے سنہرا زمانہ تھا۔ سکون و شادمانی کے ساتھ فن کاروں اور اہل علم کا حلقہ چمن درچمن بکھرا ہوا تھا۔ الہی کے معاصرین میں علما و فضلا کے ساتھ شاعر و ادیب، امر اور اکابرین سلطنت کے علاوہ نابغہ روزگار اشخاص کا اجتماع تھا۔ الہی نے ان سے استفادہ کیا اور سرخوشی بھی حاصل کی۔ معاصرین میں ایران و ہند کے علاوہ کشمیر کے کئی سخنوروں نے ادب و زندگی کو آب و تاب بخشی۔ چند معاصرین کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ جیسے غنی کشمیری، محمد جان ملا شاہ بدخشان، طغرانی مشہدی، خواجہ محمد اعظم قدسی، تقی اوحدی، شیدائی فتح پوری، حکیم حاذق، شکیبی اصفہانی، آقارضی، مرشد بروجردی ملا شکوہی، ذوقی اردستانی، طالب آملی، سراج الدین آرزو، حکیم شرف الدین حسن عوفی، شفقانی اصفہانی وغیرہ۔ آخر الذکر سے اصفہان میں اکثر شعری محفلوں میں ملاقات رہتی۔ ان کے اشعار کا انتخاب بھی روابط پر روشنی ڈالتا ہے۔ تقی اوحدی کی دوستی تو مشہور تھی۔ تذکرے میں بار بار اوحدی کے تذکرے کا حوالہ دوستانہ مراسم کا اظہار ہے۔ اسی طرح عوفی یا دوسرے حوالے بھی خالی از عقیدت و محبت نہیں ہیں۔ میر الہی کے معاصرین اور ما قبل کئی شعرا گزرے ہیں جن کا تخلص الہی ہے۔ لیکن الہی کو جو شخص حاصل ہے، وہ دوسروں کو نہ مل سکا۔ مثال کے طور پر چند نام حسب ذیل ہیں: الہی اسدآبادی، الہی اصفہانی، الہی دیلمی، الہی سماوی، الہی تبریزی، الہی اللہ آبادی، الہی گیلانی، الہی شروانی، الہی شیرازی، الہی قندھاری، الہی کاشانی، الہی ہندی وغیرہ۔ بعض کا ذکر تذکرے میں موجود ہے۔ میر الہی ہمدانی کے کچھ اور امتیازات ہیں، جن کی بنیاد پر وہ انفرادی شناخت رکھتے ہیں۔ مگر تخلص کی کثرت کے سبب مغالطے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

الہی کا مولد و مسکن ہمدان ہے:

در مناقب است الہی کلام من و ز سلک عارف ہمدانست گوہرم <sup>۲</sup>

<sup>۱</sup> شاہ جہاں نامہ، جلد ۳، ص ۲۱۵

<sup>۲</sup> دیوان الہی، رام پور، ورق، ص ۳۳

تذکرے میں کئی بار ہمدان کا ذکر کر کے انھوں نے ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے۔ ان کے معاصر اور بعد کے دوسرے تذکرہ نگاروں نے انھیں اسعد آبادی ہی تسلیم کیا ہے جیسے تذکرہ والد داغستانی، عرفات العاشقین، مجموعۃ المنفاکس وغیرہ۔ لیکن تذکرے میں قطعی طور پر اس بارے میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ہمدان علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے کئی اکابر علماء و ادبا کی نسبت سے یہ شہر مرکز نور بھی تھا۔ الہی کے والد بزرگوار بھی ایک معروف شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا نام امیر حجت اللہ الحسینی تھا۔ ڈاکٹر اشپرنگر اور اسٹوری دونوں نے ان کا نام حجت الدین لکھا ہے۔

وہ ایک عالم اور ادیب کی حیثیت سے خواص و عوام میں متعارف تھے۔ الہی بھی سرمایہ پداری سے سرفراز ہوئے۔ ان کی علمی سرپرستی میں ان کے والد نے کما حقہ کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حصول علم کے لیے الہی نے کئی سفر کیے۔ ابتدائی تعلیم والد کے علاوہ مقامی مدرسوں سے حاصل کی۔ سولہ سال کی عمر یعنی ۱۰۱۰ھ میں حصول علم کے لیے شیراز کا سفر کیا۔ تقریباً ساڑھے تین سال تک وہاں شاہ داعی کی خانقاہ میں قیام کیا۔ کسی حد تک علم کی تکمیل یہیں ہوئی۔ ذوقِ تخلیق کو یہیں جلا ملی۔ شعر و شاعری سے حد درجہ شغف پیدا ہوا۔ شیراز کی سرزمینِ شعری قوتِ نمنو سے شاداب تھی جو الہی کو بہت راس آئی۔ یہاں سیکڑوں شعرا کا کلام دستیاب تھا۔ الہی نے ان سے خوب استفادہ کیا اور کئی ہزار اشعار کا انتخاب کیا۔ اس ذوقِ انتخاب نے انھیں تذکرہ نگاری کا شوق دلایا۔

ایک قبوہ میں خانے میں ان کی شاعری کا تعارف ہوا اور ان سے تخلص کے بارے میں بھی دریافت کیا گیا۔ ایک تذکرہ نگار (نصر آبادی) نے لکھا ہے کہ اصفہان کا سفر معاش و معیشت کی تلاش میں تھا۔ کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً انھوں نے کعبہ شریف کی بھی زیارت کی تھی۔ اشعار کے علاوہ کہیں اس کا ذکر نہیں ملتا:

ز اصفہان روم آہنگ حج کناں حجاز  
کہ طوف کعبہ دہد زینتِ مسلمانی  
رتم چوسوی کعبہ الہی ز کوی دیر  
رحمت در انتظار گناہم نشستہ بود  
در مدینہ گر بمیرم ترتم گردد فلک  
نقشِ نعلین رسول اللہ شود جوزای من

۱ A Catalogue of Arabic, p.435

۲ دیوان الہی، برٹش میوزیم، ص ۴

بیشتر تاریخوں میں لکھا ہے کہ میرا الہی نے ہمدان سے بعض وجوہ کی بنا پر ہندوستان ہجرت کی۔ ایک وجہ تو تلاشِ معاش تھی جس کا ذکر خود میرا الہی نے کیا ہے:

”از حرص مال مائل ہندوستان شدم، ویں مسند دل سیہ جگرم خوردہ خمرہ دار۔“

گویا جان کی اماں کی خاطر قندھار آئے۔ قصد تو ہندوستان کا تھا۔ یہاں مرشد بروجرئی کے وسیلے سے قندھار کے صوبہ دار میرزاغازی ترخان کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ میرزاغازی کی دل داری بہت کام آئی۔ ہجرت کا بڑا سبب الہی کا عقیدہ تھا جو وبالِ جان بنا۔

یہاں جہانگیر کی فرماں روائی تھی۔ ایرانی شعرا و حکما کی ایک معقول تعداد بڑی امیدوں کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہوتی رہی۔ مہاجرت کا یہ سلسلہ بہت دنوں تک چلتا رہا۔ فارسی کے شعرا و ادب کے اکابرین کی آمد نے یہاں کی علمی و ادبی فضا بدل دی۔ اس سفر کے دوران میرا الہی نے کچھ دنوں کے لیے قندھار میں قیام کیا۔ ۱۰۲۰ھ کی بات ہے کہ قندھار میں میرا الہی میرزاغازی ترخان و قاری کی ملازمت میں رہے اور پھر ہندوستان آئے۔ قندھار کے زمانہ قیام کے تاثرات اشعار میں ملتے ہیں:

ملک بخشی کر طلوع آفتاب رہتیش  
شد جہاں را مشرقی دیگر زمین قندھار  
چوں سزاوار نزول تست ملک قندھار  
سایہ معموریش بر تارک لاہور باد  
خوش آنکہ در ہماں یادہ اصفہاں گویند  
الہی از طرف قندھار می آید

میرا الہی قندھار میں مختصر قیام کے بعد ۱۰۲۱ھ میں آگرہ وارد ہوئے۔ وہ ۱۰۲۲ھ سے ۱۰۲۳ھ تک مہابیت خاں کی ملازمت رہے۔ یہاں تقی اوحدی سے بھی کبھی کبھی صحبت رہتی اور شعر و سخن کا تذکرہ ہوتا۔ الہی کے ذوقِ تخلیق کو ایک نئی جلا ملی۔ اوحدی کے تذکرے نے میرا الہی کو کسی حد تک متاثر کیا۔ تقی اوحدی نے ان پر لطف یادوں کو قلم بند کیا ہے کہ دونوں میں شعری تبادلے بھی ہوتے تھے کیونکہ وہ دونوں آگرہ میں ایک ساتھ ہوتے میرا الہی اپنی تازہ تخلیق سے نوازتے اور وہ بھی جواباً کچھ پیش کرتے۔ میرا الہی کی زندگی کا یہ بڑا پرسکون اور خوش گوار دور تھا۔ امر او سلاطین سے انھیں قرب اور ان کی محفلوں میں باریابی حاصل ہوئی اور ان کی شہرت میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ جہاں گیر کے دربار تک رسائی ہوئی اور شاید حرم تک بھی شنائی حاصل ہوئی۔ بیگم نور جہاں کی کتاب دار کی

عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ میرا الہی نے جہانگیر کے نام سے طلائی سکہ جاری ہونے پر تہنیتی اشعار پیش کیے۔ اس پہلے سفر میں میرا الہی پورے تین سال بھی نہ رہنے پائے تھے کہ انھیں آگرہ سے کابل واپس آنا پڑا۔ وہاں کابل کے صوبہ دار بیگ مہابت خاں (متوفی ۱۰۴۵ھ) کی ملازمت اختیار کی اور آسودہ زندگی گزارنے کا موقع ملا۔ یہاں اہل قلم کی موجودگی سے بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ مہابت خاں کی ملازمت سے سبک دوشی کے بعد میرا الہی ۱۰۳۳ھ میں ظفر خاں احسن (متوفی ۱۰۷۳ھ) کی ملازمت میں شریک ہوئے۔ ظفر خاں خود شاعر تھے۔ علم پرور اور شعرا کے قدر دان بھی تھے۔

ظفر خاں کابل سے آگرہ بلائے گئے۔ شاہ جہاں کی تخت نشینی کا پہلا سال تھا۔ شاہ جہاں جنوبی ہند کی بعض ریاستوں کی تسخیر کے لیے روانہ ہوئے تو ظفر خاں ان کے ہم رکاب تھے۔ ۱۰۴۰ھ میں فتح کے بعد شاہ جہاں نے بعض علاقوں کو سلطنت مغلیہ میں شامل کر لیا۔ شاہانہ فتح مندی کے استقبال میں میرا الہی نے قصیدہ لکھا جس میں بادشاہ وقت کی مدح کی گئی ہے:

زوند کوس بشارت نہ ہندو روم و ختن  
کہ شاہ کردبا قبال و تیج فتح دکن  
کلید قلعه احمد نگر ہلالی شد  
کہ گفت غرہ ماہ ظفر بدو روشن

میرا الہی کے معاصر ابوطالب کلیم نے بھی قصیدہ میں فتح دکن پر تہنیت پیش کی ہے۔

جہانگیر کا انتقال ہو چکا تھا کہ شاہ جہاں نے ظفر خاں کو کشمیر کی صوبہ داری کے لیے نامزد کیا۔ ظفر خاں نے میرا الہی کو اپنے ساتھ کشمیر لے جانے کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ میرا الہی کا یہ تیسرا اور آخری پڑاؤ تھا۔ گویا میرا الہی وارد کشمیر ہوئے۔ وہاں انھیں ایک شاہانہ سرپرستی اور مقرب خاص کی حیثیت سے بڑا احترام ملا۔ ظفر خاں کے والد بزرگوار خواجہ ابوالحسن ترقی بہ طور حکمران یہاں پہلے سے موجود تھے۔ ۱۰۴۲ھ میں بیٹا باپ کے معاون کے طور پر یہاں ذمہ دار بنا کر بھیجا گیا تھا۔ خواجہ ابوالحسن کے انتقال کے بعد بیٹا ظفر خاں کئی سال تک یہاں کی صوبہ داری کا فریضہ انجام دیتا رہا۔ بعد میں ظفر خاں کو ٹھٹھ (سندھ) کی ذمہ داری سونپی گئی۔ وہیں ۱۰۷۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ وہ ایک اچھے اور فرض شناس شاعر و سپاہی تھے۔ ان کی فتح مندی پر میرا الہی نے قصیدے لکھے اور مدح سرائی کی ہے۔ میرا الہی ان کے ممنون کرم ہیں انھوں نے ان کے احسانات کا صدق دل سے اعتراف بھی کیا ہے جو کلام میں موجود ہے۔ میرا الہی کی خوش بختی تھی کہ ایک ہر دل عزیز اور باختیار حکمران نصیب ہوا جو ایک زمانے

تک ان کی سرپرستی اور دل داری کرتا رہا۔

میرا الہی شروع زندگی میں در بدری کے شکار رہے لیکن پایاں عمر انھیں جنت نشاں اور ایرانِ صغیر میں پرسکون زندگی گزارنے کے لیے ایک مدت ملی جسے انھوں نے عیش و نشاط کے ساتھ گزارے۔ انھیں کشمیر کی وادی کا پر فضا منظر آسائش دوگیتی سے کم نہ تھا۔ شعور و شوق کی تسکین کے لیے یہاں وافر اسباب مہیا تھے۔ فرحت بخش اور جاں فزا موسم ایران سے کم نہ تھا۔ خشک و ترمیوہ جات کی کثرت تھی۔ دربار دہلی کے اہل ہنر کی کمی تھی الہی کی کوششوں سے شعرو سخن کی محفل آباد ہوئی جس کی نگہداشت ظفر حسن کے ذمہ تھی۔ دیکھتے دیکھتے اہل سخن کی ایک کہکشاں آباد ہو گئی۔

ان کی خوش حال زندگی نے ۱۰۵۰ھ میں باغِ الہی کی تعمیر اور سیرابی کی۔ طرح طرح کے پیڑ پودوں اور نیل بوٹیوں سے اسے آراستہ کیا۔ جو شہر یاروں کی تفریح کا مرکزِ التفات بنا جس کا قدیم چنار ۱۹۳۲ء تک موجود تھا۔ یہ بڑا سایہ دار تھا۔ ۲۸ فٹ تک شاخیں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہاں کی دلاویزی نے الہی کو مثنوی کہنے کے لیے مجبور کیا جو قلمی ہے اور کشمیر کے حسنِ فطرت کا انتہائی دل کش مرقع پیش کرتی ہے۔

یہ باغ سری نگر شہر سے تقریباً دس کلومیٹر شمال کی جانب۔ بچھ پورہ گاؤں کے قریب واقع ہے۔ یہاں عہدِ شاہ جہاں کی تعمیرات ہیں۔ ایک نہر باغِ الہی تک رواں تھی۔ میرا الہی نے خود اشعار رقم کیے ہیں۔

گریباں میکشد خواہی نخواہی بسوی خود مرا باغِ الہی  
فلک آشفته بود از بہر سالش ملک گفتا بگو باغِ الہی

پنڈت آرنڈ کول نے اپنی کتاب Archaeological Remains in Kashmir میں غلط

لکھا ہے کہ الہی نے جہانگیر بادشاہ کے حکم پر یہ باغ نور جہاں کی سیر کے لیے تعمیر کرایا۔

میرا الہی کے مرنبی دوست ظفر خاں احسن نے بھی باغِ الہی کی تعریف میں اشعار قلم بند کیے ہیں:

بہشتِ جاوداں باغِ الہی است کہ دروی باغبانی بادشاہی است  
چنارِ رو کشیدہ سر بکیواں سرو سر کردہ بالا بلندوں  
فلک از ہیبتِ سالش رمیدہ زمیں در سایہ او آرمیدہ

دست برد زمانہ سے باغ کے آثار مٹ گئے انسانوں نے بستیاں بسالیں اور گھر وندے آباد ہو گئے۔

صفحہ کاغذ پر الہی کی یادگار باقی ہے۔

میرا الہی نے اپنی مثنوی میں بھی وہاں کے خوب صورت مناظر کا دلکش مرقع پیش کیا ہے۔ چنار، آبتار، نہر، سیب، کوہ و دمن کا ذکر نظر فروز ہے۔

نخست از فیض بخش آس فیض گیرم      کہ جو شد آب حیواں از ضمیرم  
چناں دل ریختہ در پای ہر گل      کہ گل چنید بجای دانہ بلبل  
زندہ قہقہہ لب فوارہ ہموار      چو کبک مست در دامان کہسار  
چہ نہر آس سلسبیل خلد پیوند      ہمیش رشتہ عمر ابد بند

میرا الہی نے اپنی شاعری میں بھی کشمیر کی خوب صورت منظر نگاری کی ہے۔ خاص طور پر مثنوی میں فیض بخش باغ کی مرقع ساز تصویریں دل کو موہنے والی ہیں۔ یہ مثنوی کشمیر میں محفوظ ہے اور قابل مطالعہ ہے۔ یہ بھی ان کے کلام کی طرح غیر مطبوعہ ہے اور حالیہ دریافت کے طفیل متعارف ہوئی ہے۔ یہ دونوں مثنویاں مختصر ہیں۔ پہلی مثنوی میں ۱۶ اوراق اور ۱۳۲۵ اشعار ہیں۔ کشمیر کے باغات کے دل فروز مناظر کے ذکر میں ہے۔ شروع میں بادشاہ وقت شاہ جہاں کی مدح سے مثنوی کا آغاز ہوتا ہے:

جہاں درمہد آسایش از ان است

کہ عہد دولت شاہ جہان است

دوسری مثنوی پانچ اوراق پر مشتمل ہے جو بہت مختصر ہے۔ خط نستعلیق میں کتابت ہوئی ہے اور دیدہ زیب ہے۔ یہ دونوں طویل نظمیں ان کے آثار و باقیات میں تبرک کے طور پر شامل کی جاسکتی ہیں۔ ورنہ ان کا دیوان خود جہان معنی کا گنجینہ تخلیق ہے، جس میں تقریباً پانچ ہزار اشعار موجود ہیں۔ ان میں معروف و متداول شعری اصناف ہیں جیسے غزل، قصیدہ، رباعی، مرثیہ وغیرہ۔ شعری روایت اور عمومی پسندیدگی کے باعث غزل کا حصہ حاوی ہے، خواہ وہ مخطوطہ برلن ہو یا لندن، رام پور۔ میرا الہی کی تخلیقی صنایع اور جودت طبع کے ساتھ جذبہ و احساس کی ترجمانی غزلوں میں پورے شباب پر ہے۔ قصیدے کا پر شکوہ اور آہنگ کی بلندی قابل رشک ہے۔ خود الہی کو اپنے شعری کمالات کا احساس ہے۔ تخلیق و تزئین کے ہنر سے وہ مرد خود آگاہ فن کی طرب ناکی پر نظر رکھتا ہے جو سیکڑوں شعرا کے کلام کا مبصر ہو اور فن کی نزاکتوں سے واقف ہو وہ تخلیق کی سرفرازی پر بھی فائز ہوگا۔ یہ تعلق نہیں حقیقت ہے جس کا شاعر کو ادراک ہے۔

ہست نظم حسن ماروی شتا دیوان ما

انتخاب جملہ دیوانہاست دیوان ما

اپنے دیوان کو بہت سے دووین کا انتخاب کہنے والا الہی ہی ہے۔ یہ صرف الہی کا قول نہیں ہے بلکہ بادشاہوں اور امرانے بھی تسلیم کیا ہے۔ سبھی تذکرہ نگاروں نے ان کے کلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ شاہ جہاں نامہ میں لکھا ہے:

”طرازِ سخنش بسیار تازہ و اشعارش بلند آوازہ، لطف کلامش از قیاس افزوں، جزالت الفاظش از خیال بیرونست۔“

کلمات اشعرا میں ’شاعر نازک مزاج و خوش خیال بودہ‘ کہا گیا ہے۔

مجموعۃ النفاہس کی عبارت بھی قابل ذکر ہے:

”در درستی مضمون و زبردستی زبان و تازگی خیال میر مذکور مسلم الثبوت است و ہمہ باستانی او قائل اند۔“

سر و آزاد میں ہے:

”کلامش لطافتی و عذوبتی دارد حد مذاق ہار الذتی خاص بخشد۔“

تقی اوحدی تو معاصر تھے اور ملاقاتی تھے۔ انھوں نے اپنے تذکرے عرفات العاشقین میں ”مجموعۃ کلام ہمدانی“ کے ساتھ ادراکِ عالی کی بھی تعریف کی ہے۔

تقریباً ہر تذکرہ نگار نے ان کے شعری امتیازات کی داد دی ہے۔ ان سب کی تفصیلات تذکرہ شعرائے کشمیر میں موجود ہے۔

تقی اوحدی نے قیامِ آگرہ میں الہی کے اشعار سن کر پیشین گوئی کی تھی کہ اگر الہی مشقِ سخن کرتے رہے تو بڑا مرتبہ حاصل کریں گے۔ تذکرے میں ذکر ہے:

”اگر تو فنیق مشقِ باید، شاعری بغایت خوب خواہ شد۔ تا غایت دو ہزار بیت گفتہ، ادراکِ درست رسائی

دارد سخن نیز خوب می رسد۔“

”ابر فکر پر از رطوبت، ہر ہر گوئہ سخن قدرتی تماش“ بھی لکھا ہے۔ محمد صالح کنبوہی نے بہت تفصیل سے تعریف

کی ہے۔ شکوہ الفاظ، نزاکت بیان، لطف کلام، تازگی اداء، تازہ گوئی، استعارہ، اشعار بلند، بسیار تازہ، معنی برجستہ وغیرہ



تحسین و تعریف کے کلمات عمل صالح میں موجود ہیں۔ یہ سب الہی کی شعری صنایع کا اعتراف ہے اگر تذکرہ نظر سے گزرا ہوتا تو شاید اس کی بھی خاطر خواہ تعریف ہوتی۔ احساسِ فخر نے الہی کو تعلقِ آمیز اظہار کے لیے آمادہ کیا۔

ما از ہمہ کس بیش بہایم الہی  
در شہر اگر مردم بیکار فروشند

یوں بھی قصیدہ گوئی خود ستائی کے دروا کرتا ہے، ہجو بھی کہلواتا ہے۔ الہی نے ہجو بھی لکھی جو ان کے شایانِ شان نہ تھی مگر وہ زوال پذیر معاشرے کی نفسیات سے مجبور تھے۔

الہی کے سلسلہ نسب پر گفتگو کرنے والی کتاب ”ذکر الصالحین“ کے مصنف نے لکھا ہے کہ الہی دو بار کشمیر آئے۔ پہلی بار جہانگیر بادشاہ کے ہمراہ آئے تھے اور یہاں کی ہوش ربا فطرت کے مناظر نے الہی کو بہت متاثر کیا۔ یہ بیان غلط اور گمراہ کن ہے۔ خود میر الہی کے بیان سے تردید ہوتی ہے۔ کلام میں ایک شعر ہے جس میں کشمیر کے سیر کی آرزو ظاہر کی ہے۔ کشمیر کا پہلا اور آخری سفر ۱۰۴۲ھ میں ہوا۔ ۱۰۴۲ھ سے ۱۰۶۲ھ تک پورے بائیس سال کی زندگی کا آخری دور وہیں گزرا اور اسی شہر میں وہ پیوندِ خاک بھی ہوئے۔ وہ ایک طویل زمانے تک آتش چنار کی خاکِ ارجمند سے فن کو شاداب کرتے رہے اور وہاں کی قوتِ نمو سے شعر و ادب کو سرشار کر گئے۔ شیخ علی حزیں نے نوخیزوں کی خاطر اپنے وجود کو خاکِ بنارس کے سپرد کیا۔ نظیری نیشاپوری اپنے قبیلہ کشتگاں کی حرمت کے لیے احمد آباد کی مٹی میں مدفون ہوئے۔ میر الہی نے فطرت کے لازوال حسن آفریں منظر کے آغوش میں جسم و خاں کو حوالے کیا۔

کشمیر کے دل فرور منظر و محاکات سے قطع نظر یہاں کے شعرا و علما سے بھی انھیں ایک گونہ محبت اور عقیدت تھی۔ کئی ایک دہلی اور نواح سے یہاں آئے تھے اور ایک بڑی تعداد یہاں کے مقامی باشندوں پر مشتمل تھی جن کی صحبتوں سے الہی کو بڑی طمانیت تھی، ہم عصروں کے ساتھ زندگی لطف و لذت سے لبریز تھی۔

میر الہی کے سال وفات کے بارے میں تاریخ و تذکرے کی کتابوں میں خاصا اختلاف ملتا ہے۔ کئی تذکروں میں ۱۰۶۲ھ درج ہے جیسے شمعِ انجمن ہفت آسمان، نتائج الافکار، سرو آزاد وغیرہ۔ تاریخ حسن، واقعات کشمیر، ذکر الصالحین وغیرہ میں ۱۰۶۳ھ لکھا ہوا ہے۔ خلاصۃ الافکار میں ۱۰۶۰ھ کی تیسری روایت موجود ہے۔ مرآۃ جہاں نما میں چوتھی روایت ۱۰۵۷ھ درج ہے۔ درحقیقت محمد طاہر غنی کشمیری کے قطع تاریخ کی سب سے زیادہ معتبر اور مستند تاریخ ہے۔ باقی تاریخیں غلط ہیں۔ لوح مزار کے کتبے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ غنی کشمیری کا قطع تاریخ ملاحظہ ہو:

نیست دراز اثر، صحبت او کہ لب گور در آید بہ سخن  
بر سر خاک وی، ارباب زماں جامہ پوشیدہ سیہ، چوں سوسن  
گفت تاریخ و فاش طاہر برد الہی ز جہاں گوی سخن

دیوان غنی کشمیری مطبوعہ نول کشور لکھنؤ اور سری نگر کی فہرست کتب میں بھی اس قطع سے ۱۰۵۲ اغلطاً استخراج  
کا نتیجہ ہے۔ کتبہ مزار کے شعر سے ۱۹۶۳ء نکلتا ہے لیکن الف ممدودہ کے شمار میں ایک کا اضافہ ہوگا جس سے  
۱۰۶۲ھ ہی صحیح ترین تاریخ نکلتی ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:

میر الہی ملک ملک نظم بود در اقلیم سخن بیقریں  
سال و فاش طلبیدم ز عقل گفت بگو "بود سخن آفریں" ۲

۱۰۶۲ھ

۲۰۰۴ء میں کشمیر یونیورسٹی سری نگر میں بحیثیت وزٹنگ پروفیسر میرا تقرر ہوا۔ میرالہی ہمدانی کے مقبرے  
اور باغ الہی کے آثار نے نیا شوق پیدا کیا۔ میرالہی کی قبر سری نگر کے مشہور اور مرجع خلاق بزرگ شیخ بہاء الدین  
گنج بخش کشمیری کے مقبرے کے مغربی جانب واقع ہے۔

میرالہی کا مزار ایک صفے پر ابھی تک موجود ہے۔ لوح مزار کا پتھر گر گیا تھا۔ یہاں کئی دوسرے مغل امر ابھی  
دفن ہیں۔ اس صفے پر کئی دیگر قبروں کے ساتھ ایک اور لوح کھڑی تھی جس پر لکھا ہے: "از جہاں رفت مریم دوراں" یہ  
ایک صالحہ اور عابدہ خاتون کی قبر ہے۔ یہ قبرستان تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ مغلیہ دور کے متعدد  
امر اور وسا کے مزارات موجود ہیں۔ کئی اہل فن بھی یہیں مدفون ہیں۔ واقعات کشمیر میں لکھا ہے کہ مصنف خواجہ محمد اعظم  
نے ۱۱۲۸ھ میں مزار کو دیکھا تھا۔ تاریخ حسن کے مصنف نے ۱۳۱۴ھ تک مزار کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ۳  
شیخ بہاء الدین گنج بخش کے مزار کے مغربی حصے میں الہی مدفون ہیں سری نگر میں یہ کلاں مزار کے نام  
سے بھی مشہور ہے جو شہر کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے جسے ملہ کھا کہا جاتا ہے۔ قلعہ ناگر نگر کی دیوار کے باہر کوہ  
ماراں کے دامن میں یہ سری نگر کا ایک پرانا قبرستان ہے۔ یہاں شیخ بہاء الدین گنج بخش متوفی ۸۴۹ھ کے ساتھ  
بہت سے علماء و مشائخ بھی مدفون ہیں۔ لوح مزار ۱۹۳۳ء تک موجود تھا۔ بعد ازاں وہاں سے اٹھا کر شیخ بہاء الدین  
کے مزار کی جنوبی دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا گیا ہے۔ سنگِ سخت پر خطِ نستعلیق میں لکھے گئے سات اشعار کنندہ

۱۔ دیوان غنی، ۱۹۶۴ء، ص ۲۴۹ ۲۔ لوح مزار، عکس ملاحظہ ہو

۳۔ تاریخ حسن، جلد ۴، ص ۱۵

ہیں۔ آخری دو اشعار نقل کیے جا چکے ہیں۔ یہ پتھر تقریباً ۱۶ سینٹی میٹر چوڑا اور ۵۴ سینٹی میٹر لمبا ہے۔ کتبے کے اشعار ملاحظہ ہوں:

میر الہی ملک ملک نظم      بود ز سر حلقہ اہل یقین  
 ہر کہ بجدش ز سخن لاف زد      گشت ز کشت سخنش خوشہ چین  
 نظم از و داشت نظامِ دگر      بود در اقلیم سخن بیقرین  
 باز نماند آب بجوی سخن      رفت چو حستان سخن آفرین  
 دیدہ نبارد ز چہ نیسان اشک      شد صدف گوہر آن تن زمین  
 کلک بجز پیش از دودِ دل      گریہ برون آورد از آستین  
 سال وفاتش طلبیدم ز عقل      گفت، بگو: "بود سخن آفرین"

۱۰۶۳ھ

تذکرے کے غائر مطالعہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ میر الہی کا مسلک و مشرب کیا تھا۔ نظریاتی سطح پر ان کی فکر کا اندازہ نہیں ہوتا۔ یہ صرف ان کا کلام ہے جس میں ان کے عقیدہ و ایمان کا سراغ ملتا ہے۔ وہ حسینی سادات میں تھے۔ تذکرے میں نام کے ساتھ الحسنی سے یقین ہوتا ہے۔ انہوں نے مرثیہ لکھا ہے اور کربلا کے حادثے کو منظوم کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ وسیع المشرب انسان تھے۔ عقیدے میں تشدد نہ تھا بلکہ جمہور مسلمان کی طرح صلح کل اور صلح جو تھے۔ انسان دوستی کا جذبہ رکھتے تھے اور بنی نوع انسان کے لیے احترام کے خوگر بھی تھے۔ خلفائے راشدین سے بھرپور عقیدت تھی۔ آنحضرت کی ذات گرامی سے محبت کو جزو ایمان جانتے رہے۔ ان اشارات اور اعتراف سے یقین ہوتا ہے کہ وہ حنفی مسلک کے مؤید و مقرر تھے یا قریب رکھتے تھے۔ "ذکر الصالحین" کے مطابق ان کے شجرے کا ایک سلسلہ قادری تعلق بھی رکھتا ہے۔ عبدالرزاق قادری سے ان کا سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے عقیدت رکھتے تھے۔ ان سب کے باوجود انھیں کسی ایک موقف پر کار بند نہیں کہا جاسکتا۔ ان کا اقرار ملاحظہ ہو:

چہار یار کہ بہشت آسماں ایمانند      بنای کعبہ دیں را چہار ارکانند  
 ہر آنکہ شیعہ ایشاں نشد شیعہ یافت      کہ در شریعت حق اہل سنت ایشاند  
 نہ رافضی نہ منافق نہ خارجی ہستم      کہ ہر سہ ہیزم دوزخ بروز غفرانند  
 بہ آل عبا چار کردہ چشم امید      نشستہ ایم کہ مارا بخشر برہانند

XXXV

ہمہ ستائش یارانِ مصطفیٰ شدہ ایم دگرچہ گویم الہی کہ مومنم خوانند  
ایک اور شعری اظہار بھی قابلِ غور ہے:

نو مسلمانم ہی ایمان از جان آورده ام  
وصف منے را چون شہادت بر زباں آورده ام

غزل کے ان اشعار سے لگتا ہے کہ وہ شیعہ نہ تھے۔ ان کے عقیدہ و ایمان کے بارے میں نظم کے دوسرے اشعار بہت واضح تصویر پیش کرتے ہیں۔ دولتی ہونے کا ثبوت بہت نمایاں ہے:

از نور لم یزل قلم صنع در ازل بر لوح دل نگاشته اللہ اکبرم  
محمودم از سعادتِ نورِ محمدی در ملتِ صحابہ و آلِ پیہبرم  
بر چہرہ درام از روِ شانِ دولتی کز بہترین حصار بود روزِ محشرم  
تا بر سرم سایہ ساداتِ افسراست بر تارکِ علاقہ کیواں رسد سرم  
دینِ حنیف کی عقیدت پر بھی اظہار ہے:

دینِ حنیف را حنفی و ار تا بحییم اول تصور یست کز ادراک عقل زاد  
تربا ق من محبتِ فاروقِ اعظم است از ہر عدو کہ زہر شمار...  
سنی و لم و زبائیم شیعہ نما ی خلق گویا کہ من بعالم معنی دو پیکرم  
ہر کہ سنی را گوید کہ رافضیت ملزم کند تخنہ کھہ در بر ابرم  
کہ رفض ترکِ ملتِ اصحابِ مصطفیٰ است حاشا نعوذ باللہ اگر من زیں درم

یہ ایسے بیانات ہیں جن میں سنی ہونے کا اعتراف ہے۔ وہ دولتی بھی تھے۔ حد ہے کہ یہ سب ہونے کے باوصف وہ نقطوی بھی ہیں جس کے خوف سے وہ سراسیمہ رہے اور ہندوستان ہجرت کی کیونکہ ایران میں نقطویوں کا قتل عام شروع ہو چکا تھا۔ الہی نقطوی عقیدے کے سرگرم رکن تھے۔ شاہ عباس اول کا زمانہ تھا۔ اس عقیدے کے لوگوں کو سزائے موت دی جا رہی تھی۔ الہی نے بھی جان کی اماں کے لیے وہاں سے فرار اختیار کیا اور قندھار پہنچے۔ یہ عقیدہ توحید کے خلاف ایک تحریک تھی جس میں ہندو عقائد خاص طور پر تصور کائنات اور تاسخ کا عقیدہ

۱ دیوان الہی، رام پور، ورق ۸۴

۲ دیوان الہی، رام پور، ورق ۴۴

حاوی تھا۔ انھیں پسی خانی بھی کہتے ہیں۔ اکبر بادشاہ کی وسیع المشر بنی عام تھی۔ بہت سے ایرانیوں نے ہندوستان آکر پناہ لی۔ الہی نے بسم اللہ کی توضیح میں اشعار نظم کیے تو دوسری طرف نقطوی نظریہ کی وضاحت میں بھی طویل نظم لکھی ہے۔ نقطوی طرز فکر کی حمایت میں یہ شعر ملاحظہ ہو:

یک نقطہ از خطِ مکتوبِ مظهرم  
لیکن بقطہٴ عالمِ مغیبتِ مظهرم

ہندوستان آنے سے قبل ہندی اور مجوسی عقائد نے ایک مخصوص طبقے کو متاثر کیا تھا جس کے حلقہ بگوش الہی بھی تھے، لیکن ہندوستان آکر وہ تائب ہوئے اور دینِ مصطفویٰ پر قائم رہے۔ آنحضرتؐ کی ذات، اقدس پر نظم کے اشعار ملاحظہ ہو:

اے فخرِ زمانہ صدرِ عالم دی زینتِ دودمانِ آدم  
ملت ز صدارتِ تو شاداب اقبال از دولتِ تو خورم  
خلقِ تو روانِ خلقِ عیسیٰ طبعِ تو زلالِ طبعِ مریم  
طبعِ تو نزاکتِ مصفا ذاتِ تو لطافتِ مجسم

پیغمبرِ اعظمؐ و آخرؐ سے یہ عقیدت الہی کا جزوِ ایمان تھا۔ خلفائے راشدین کا احترام نظری اور فکری طور پر ان کے خون و خمیر میں شامل تھا۔ ایک جگہ میر الہی نے شیخ ابن عربی کے ذکر میں بڑی پتے کی بات لکھی ہے:

”دریں تذکرہ الہی ثبت افتاد کہ نقل محفل سرمستاں محبت الہی گردد“ ۱

کتبہ کی عبارت سے تاریخِ وفات بہت واضح ہے۔ پھر بھی دوسری تاریخوں کا تجزیہ ناگزیر ہے۔ پیش نظر مخطوطہ کے مطالعہ سے بھی بعض اشکالات پیدا ہوتے ہیں۔

مذکورہ اندراجات کے علاوہ دیگر تحریروں میں بھی انتقال کی تاریخ درج ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ تاریخِ وفات کے سلسلے میں کچھ کتابوں میں اختلاف ہے۔ ۱۰۵۷ھ اور ۱۰۶۰ھ بھی لکھا ہوا ہے جو معتبر نہیں ہے۔ ایک بڑی پیچیدگی زیر نظر مخطوطے کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے جو ۱۰۶۵ھ کا لکھا ہوا ہے۔ یا تو یہ خطی نسخہ کسی اصل نسخے کی نقل ہے جس کی کتابت ۱۰۶۵ھ میں ہوئی۔ نقل کی کوئی شہادت بظاہر نظر نہیں آتی۔ دوسری صورت میں خود مصنف کے قلم کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا مان لیا جائے تو پھر میر الہی کی تاریخِ وفات ۱۰۶۵ھ تسلیم کرنی پڑے گی جو

۱ دیوانِ الہی، لندن، ورق ۱۷

۲ تذکرہ الہی، مرتب، ص ۴۱۴

قطعات تاریخ سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس نسخے میں کاتب اور مقام کا نام بھی درج نہیں ہے بلکہ حال کا صیغہ ”است“ لکھا ہوا ہے۔ نسخے میں جگہ جگہ حاشیے پر مولف اس تذکرہ الہی بھی درج ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کم سے کم ان کی نظر سے گزرا ہے۔ بہر حال یہ سب قیاسات ہیں۔ جب تک اس خطی نسخے سے قبل کا لکھا ہوا نسخہ دستیاب نہیں ہوتا، تب تک اسے ہی سب سے معتبر نسخہ قرار دیا جائے گا، اور اسے مصنف سے بھی منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہ مباحث دلچسپ ہیں اور جاں سوز بھی۔ کیونکہ پیش نظر ذاتی مخطوطہ ایک قلم اور ایک اسلوب تحریر رکھتا ہے جسے کسی خوش قلم کاتب سے لکھوایا گیا ہے۔ کہیں کہیں حاشیے پر اصلاحی یا اضافی تحریریں ہیں جو الہی کے قلم کا نتیجہ ہیں۔ اس بنا پر اتنا یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مخطوطہ کسی کاتب کا رقم کردہ ہے مگر مولف کی نظر سے پورا مخطوطہ گزر چکا ہے۔ عکسی تحریریں شاہد ہیں۔

میر الہی کے مطالعے میں یہ بات باعث تشویش ہے کہ ان کی شاعری کے بارے میں بیشتر تذکرہ نگاروں نے اپنے تاثرات پیش کیے ہیں حتیٰ المقدور کوائف بھی قلم بند کیے ہیں مگر تذکرے کے بارے میں عام خاموشی نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر اشپرنگر کے خیال میں تذکرے کا مکمل نہ ہونا لاعلمی کا سبب ہے:

"The book has not preface and has never been completed and it is therefore perfectly unknown." 1

مکمل ہوتا تو بیشتر تذکرہ نگاروں کی نگاہ میں ہوتا اور بھی اسباب ہو سکتے ہیں۔ اس کا متعارف نہ ہونا تعجب کی بات ہے۔ احمد علی معانی نے بھی حیرت کا اظہار کیا ہے:

"اس نکتہ نیز قابل ذکر است کہ باوجود شہرتی کہ میر الہی در زمان خود داشته و طول مدت اقامت او در ہند ۱۰۲۰ھ تا ۱۰۶۳ھ و ملازمت جہانگیر و شاہجہاں، ہیچک از مورخان و تذکرہ نویسان عصری وی احوالش کو چک ترین اشارتی بدیں نہ کردہ اند کہ وی تذکرہ تالیف کردہ باشد۔" ۲

لوگوں کو اس تذکرہ کا علم نہ تھا۔ مگر شاعری مقبول عام تھی۔ مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے نسخے بھی دستیاب نہ تھے۔ حد ہے کہ تقی اوحدی دوست اور تذکرہ نگار ہونے کے باوجود لاعلم تھے۔ شاید ان کی حیات میں اس کا آغاز نہ ہوا ہو۔ اوحدی کا ۱۰۴۰ھ میں انتقال ہوا۔ میر الہی ۱۰۴۲ھ میں کشمیر چلے گئے۔ یہ بھی قرین قیاس نہیں

1. A Catalogue of the Arabic, p.67

2. تاریخ تذکرہ ہائے فارسی، ص ۵۱۸

کہ انھوں نے یہ تمام نسخہ جہانگیر کو پیش کیا ہو، کیونکہ یہ نقش نام تمام ہونے کی وجہ سے بھی بد نما لگتا ہے اور کئی جگہ لکھی ہوئی عبارت قلم زد کی گئی ہے اور حاشیے پر بھی عبارتیں بے ترتیب موجود ہیں۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ صورتیں ہیں تو بیگم نور جہاں کے ذخیرے میں یہ نسخہ کیسے پہنچا؟ ممکن ہے کہ کشمیر کے سفر سے پہلے میر الہی نے بادشاہ یا بیگم نور جہاں کی خدمت میں ملاحظے کے لیے پیش کیا ہو۔ بادشاہ جہانگیر کا انتقال ۱۰۳۷ھ میں ہوا اور بیگم نور جہاں ۱۰۵۴ھ تک باحیات تھیں۔ قیام کشمیر کے زمانے میں بھی الہی کی کسی تحریر یا دوسری عصری شہادت نہیں ملتی۔ شعری حوالہ بھی نہیں ہے۔ پھر یہ نسخہ نور جہاں اودھ کے نواب تک سفر کرتا ہے اور وہاں سے برلن منتقل ہوتا ہے۔ یہ الگ کہانی ہے۔ حقیقت جو بھی ہو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، مگر یہ یقین ہے کہ یہ نسخہ مصنف کا رقم کردہ ہے۔ اس نسخے پر الہی کے دستخط بھی ہیں۔ بیگم نور جہاں کی شاہی کتاب دار بی لالی صفاہانی کی تحریر نے اس نسخے کی اہمیت میں اضافہ کیا ہے۔ ”بی لالی صفاہانی نو کرنور جہاں بیگم بودہ چو کتاب در گہ بادشاہ بود۔“

سُفینہ خوش گو کے مصنف نے بدون حوالہ اس تذکرے کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے شاید اسے دیکھا ہو یا سنا ہو۔ بہر حال یہ حوالہ تذکرے کی موجودگی کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ ایک دوسری غلط فہمی نے بھی جنم لیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے ’خزینہ گنج‘ کے نام سے موسوم کیا اور بہت لوگوں نے ’تذکرہ الہی‘ لکھا ہے۔ میر الہی کی تحریر نے یہ غلط فہمی پیدا کی ہے۔ ایک ہی جگہ آذری کے ذکر میں دونوں نام لکھے ہیں۔ ’خزینہ گنج‘ کے ساتھ تذکرہ الہی بھی لکھا ہے۔ مولانا آہی کے بیان میں کتاب الہی بھی لکھا ہے۔ بیشتر مقامات پر ’تذکرہ الہی‘ ہی نام لکھا ہے۔ ترقیے میں یہی نام درج ہے۔ پتہ نہیں کیوں ’خزینہ گنج‘ کے نام سے زیادہ جانا گیا؟ ڈاکٹر اسپرنگر اور اسٹوری نے اپنی فہرست میں یہی نام لکھا ہے اس لیے یہی نام یادداشتوں میں محفوظ رہا۔ ڈاکٹر اسپرنگر نے نسخہ برلن میں موجود چاروشعرا کی تعداد بتائی ہے:

"Ilahi's treasury containing the biography of about four hundred Persian poets alphabetically arranged." 1

جب کہ مطالعہ کے بعد یہ تعداد چار سو سے تجاوز کر کے ۵۳۳ ہوتی ہے۔ یہ تذکرہ اس لیے اور اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں شاعر و شاعرات کے علاوہ علماء و فضلا و حکماء، صوفیا و سربراہوں اور فن کاروں کا بھی ذکر موجود ہے۔ اصل صفحات کی تعداد ۳۴۹ ہے۔ اس شمار میں خالی صفحات بھی شامل ہیں۔ تقریباً ۲ صفحات سادہ چھوڑے ہوئے ہیں اور تقریباً ۴۰ صفحات کا نصف حصہ بغیر لکھا ہوا ہے۔ دوسری جلد ہمایوں کے نام تمام ذکر پر ختم ہوتی ہے۔ بعد کے صفحات ضائع ہو چکے ہیں۔ مقدمے کے صفحات بھی نہیں ہیں۔ ترقیے کی عبارت بھی ضائع شدہ ہے۔

2. A Catalogue of the Arabic, Persian Manuscripts and Hindustani, p. 162

تاریخ کتابت کا متن میں کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اس طرح نسخہ برلن خامیوں سے بھرا ہوا ہے۔ چونکہ پہلا مسودہ ہے جس کی دوسری نقل یا نظر ثانی نہیں ہو سکی ہے۔ کوٹا ہیوں کا درآنا ایک فطری امر ہے۔ کئی اہم ناموں کے بارے میں اندراج نہ ہونا بہت خراب لگتا ہے۔ صرف نام لکھ کر کوائف کی تلاش یا تحقیق کے لیے چھوڑ دینا تذکرے کی بڑی خامی ہے۔ جیسے خواجہ حافظ شیرازی، علامہ جرجانی، مولانا نظام الدین الہ آبادی، سید ہادی، شیخ جمالی، امیر سید شریف، مولانا صیرفی، نویدی، عصامی، ہاتھی وغیرہ۔

راقم کے پاس نسخہ برلن کی نقل ہے۔ وہ بھی مائکروفلم سے منتقل کی گئی۔ پھر اس کا زیرو کس کیا گیا۔ گویا نقل در نقل ہونے کی وجہ سے بھی مزید خرابیاں راہ پا گئیں۔ اسمائے گرامی سرخ روشنائی میں لکھے گئے تھے جو نقل کی صورت میں مدہم ہوئے یا معدوم ہو گئے ہیں۔ کسی حد تک انھیں بحال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حاشیہ پر لکھی گئی عبارت کی کثرت ہے۔ پڑھنا متن سے زیادہ مشکل ہے۔ شکر ہے کہ حاشیے پر اشعار بہت کم لکھے گئے ہیں۔ حاشیہ پر لکھی گئی تحریر کہیں کہیں کٹ گئی ہے۔ حاشیہ کی تحریر بہت ہی رواں اور خط شکست میں ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں دقت طلب ہے۔ متن میں کئی قلم موجود ہیں۔ کچھ حصہ مولف کا رقم کردہ ہے، کچھ کاتب کے قلم کا نتیجہ ہے۔ نستعلیق اور نسخ میں کچھ حصوں کی کتابت ہوئی ہے۔ یہ تذکرہ ان کے بڑے منصوبے کا حصہ معلوم ہوتا ہے جس میں عام طور پر نویں اور دسویں صدی ہجری کے شعرا و علما کا ذکر ہے۔ پہلا حصہ متقدمین کے تذکرے کے لیے وقف کیا گیا تھا جیسا کہ ذاتی نسخے کے ترقیمے کی عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے:

”تمام شد ایں دفتر اول از تذکرۃ الہی کہ در ذکر متقدمین شعراے برعلین مکان را۔“

اس سے دوسرا نکتہ برآمد ہوتا ہے کہ ذاتی نسخہ پہلے تیار کیا گیا جو متقدمین پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد دوسرا حصہ یعنی نسخہ برلن کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کی تکمیل نہ ہو سکی۔ اگرچہ یہ حصہ کشمیر جانے سے قبل لکھا گیا ۲۲ سال کے قیام کشمیر میں اس کے آثار و علامت کیوں معدوم رہے۔ ذاتی نسخے کی دریافت نے اور پیچیدگی پیدا کی ہے۔ چونکہ مقدمے کی عبارت یا صفحات نہیں ہیں اس لیے زیادہ وثوق سے ان کے منصوبے پر گفتگو نہیں کی جاسکتی۔ ذاتی نسخہ کسی خوش نویس کے قلم کی تحریر ہے جسے اصل نسخے یعنی الہی کے تحریر کردہ مسودہ کو سامنے رکھ کر نقل کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں حاشیے پر اضافی یا اصلاحی تحریر سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ نسخہ مولف کی نظر سے گزر چکا ہے کیونکہ اصلاحی یا اضافی تحریریں الہی کے اسلوب تحریر یا انداز خط کی نشان دہی کرتی ہیں۔ ترقیمہ بتاتا ہے کہ کتابت ۱۰۶۵ھ میں مکمل ہوئی۔ گویا الہی کی وفات کے ایک سال یا چند ماہ بعد۔ بالفاظ دیگر ۱۰۶۴ھ کے اواخر میں انتقال ہوا اور کتابت ۱۰۶۵ھ کے اوائل میں تمام ہوئی۔ چند ماہ کے ساتھ کچھ ہفتے اور کئی دنوں کے وقفے کا بھی احتمال



ہوسکتا ہے۔ وفات کے بعد ترقیے میں مرحوم کا لفظ لازماً لکھا جاتا جو نہیں ہے۔

راقم کے پیش نظر جو نسخہ ہے وہ نقش اول ہی نہیں، اس اہم تذکرے کی تکمیل ہے۔ یہ نسخہ کئی اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ نسخہ برلن میں مقدمہ اور ترقیمہ دونوں نہیں ہیں، جب کہ ذاتی نسخے میں مقدمہ نہیں ہے مگر ترقیمہ ہے۔ شروع کا ایک صفحہ ضائع ہو چکا ہے۔ مخطوطے کا پہلا اندراج ابوعلی سینا ہے۔ شروع کے دو اشعار کا متن حسب ذیل ہے:

خوف تر اندر جہاں از من چہ بود بیچ کار دوست رود نزد دوست، یار رود نزدیکار  
آں ہمہ اندوہ بود ایں ہمہ شادی آں ہمہ گفتار بود ایں ہمہ کردار  
ابونصر جنتی، خواجہ ابوالفتح کے بعد ابی احمد بن عبداللہ کا ذکر ہے اور یہ معروف مصرع ان سے منسوب کیا گیا ہے:

غلاط غلاط ہی رود تا لب گو

اس نسخے میں تقریباً ۲۸ فن کاروں کے اسمائے گرامی شامل ہیں جو ضخامت کے اعتبار سے بھی اہم ہے۔ آخری شاعر یوسف بن شیخ احمد حامی ہے نسخہ برلن ابن یمن سے شروع ہو کر ہمایوں پر ختم ہوتا ہے وہ بھی نا تمام ہے۔ آگے کے صفحات موجود نہیں ہیں۔ لیکن اس نسخے میں آخری حرف یعنی 'ی' کے ذیل میں سات شعرا کا تذکرہ شامل ہے۔ فرزدق یمنی، یوسف بن محمد دوبندی، یوسف بن نصران کاتب، یوسف ہمدانی، یوسف سلمی، یوسف بن الیاس، یوسف بن شیخ احمد جامی، یوسف احمد کی غزل کے تین اشعار بہت ہی کرم خوردہ ہیں جو پڑھے نہیں جاسکے:

برجان و دل از مہر و وفا بستہ کمر کو

در بت کدہ.....

در کعبہ کو.....

... یوسف احمد اگر.....

اس کے بعد ترقیمہ درج ہے۔ متن ملاحظہ ہو۔ یہ متن تذکرۃ الہی کا سب سے اہم دستاویز ہے جس نے بہت سے شکوک و شبہات کو رفع کیا ہے۔ الہی کے مولد و مسکن کے بارے میں بھی حتمی فیصلہ صادر کیا ہے۔  
”تمام شد ایں دفتر اول از تذکرۃ الہی کہ در ذکر متقدمین شعرا علیین مکاں را۔ روز دوشنبہ شوال بتاریخ ہزار و شصت و بیست و پنج و مؤلف ایں تذکرۃ الہی عماد الدین محمود المتخلص بالہی الحسنی ابن امیر حجت اسعد آبادی الہمدانی:

مژدہ خوش داد مرا بلبش  
تا بتامی بنشائیم گلش

ترقیے کی تحریر بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ دفتر اول سے پورے منصوبے کا خاکہ معلوم ہوتا ہے۔ گویا یہ متقدّمین پر مشتمل پہلا حصہ ہے۔ تذکرے کے اختتام کی قطعی تاریخ بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ اس سے قبل کہیں بھی دفتر اول اور تذکرے کی تکمیل کی تاریخ کا تذکرہ ہماری معلومات میں نہیں ہے۔ اس عبارت سے میرا الہی، ان کے والد اور وطن کا قطعی فیصلہ بھی پہلی بار سامنے آیا۔ ورنہ ان تینوں کے بارے میں خاصا اختلاف پایا جاتا تھا۔ ان تمام امور کا تعین اس ترقیے سے ہی ممکن ہو سکا ہے۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق تذکرہ الہی کا یہ سب سے اہم اور واحد خطی نسخہ ہے جو علمی و ادبی آگہی سے معمور ایک مرد درویش کے کشکول سے کم نہیں۔

ذاتی نسخہ تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر پندرہ سطر ہیں۔ نسخہ برلن میں عام طور پر ۱۹ سطروں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نستعلیق میں کتابت ہوئی ہے۔ عام کتابی سائز ۳۴ × ۱۹/۹ انچ ہے۔ شعرا کے اسمائے گرامی سرخ روشنائی میں اہتمام سے لکھے گئے ہیں۔ متن بہت کرم خوردہ ہے۔ اس کی جز بندی دو جلدوں میں ہوئی ہے۔ حرف ”الف“ سے ”غ“ تک پہلی جلد میں اور ”ف“ سے ”ی“ تک دوسری جلد میں شامل ہے۔ یہ جلد سازی کے وقت غالباً ایسا کیا گیا ہے۔ جلد بندی کے وقت حاشیے پر کاغذ کی دوسری پٹی لگا دی گئی ہے تاکہ کنارہ محفوظ رہے۔ کاغذ بہت بوسیدہ ہو چکا ہے۔ جلد ساز نے اوراق کی ترتیب کا لحاظ نہ کر کے بڑی الجھنیں پیدا کی ہیں۔ پورے نسخے کا کاغذ، کاتب، روشنائی اور انداز خط ایک جیسا ہے، جبکہ برلن والے مخلوطے میں دو قلم اور دو انداز خط اپنائے گئے ہیں۔ شعرا کے ذکر میں نثری تحریر نسخ آمیز ہے اور اشعار نستعلیق خط میں قلم بند کیے گئے ہیں، البتہ حاشیے کی عبارت خفیف شکستہ آمیز ہے۔ شاہ جہاں کے زمانے میں خط شفیعا کی جگہ شکستہ نے لے لی تھی۔ راقم کو محسوس ہوتا ہے کہ تینوں خطوط خود میرا الہی ہمدانی کے ہیں۔ اس زمانے میں نسخ و نستعلیق میں مہارت عام تھی اور مصنف نے امتیاز پیدا کرنے کی خاطر یہ احتیاط برتی ہے کہ نثری تحریر اور انتخاب اشعار میں فرق محسوس کیا جاسکے۔ اشعار کے لیے استعمال شدہ نستعلیق خط دونوں جگہ ایک جیسا ہے۔ یہ اندرونی شہادتیں بھی ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ جو بھی ہو، حقیقت یہ ہے کہ نسخہ برلن تو یقینی طور پر مولف کا مرقومہ ہے۔ پیش نظر نسخے میں کوئی صفحہ خالی نہیں ہے۔ جب کہ نسخہ برلن میں کئی صفحات خالی ہیں۔ پیش نظر بڑے اہتمام سے لکھا گیا ہے۔ بظاہر متن میں غلطی نہیں دکھائی دیتی۔ اشعار کے اندراج میں بے راہ روی ہے مگر صحت متن اور سلیقہ ملحوظ خاطر ہے۔ بعض شعرا کے تذکرے

میں کثرت اشعار سے تذکرے کا اعتدال مجروح ہوا ہے، جیسے اسعد کے سو سے زائد اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ حجت، حسن، رودکی، سعدی، منصور شاہ سخاں، خواجہ دہقان علی، حکیم ابوالقاسم وغیرہ کے اشعار میں خاصی طوالت برتی گئی ہے۔ عمر خیام کے ترجمے میں کچھ بھی نہیں لکھا، صرف اشعار کا انتخاب شامل ہے۔ زیادہ تر اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ بہت سے غیر مطبوعہ اشعار بھی شامل ہیں۔ یہی بے اعتدالی نسخہ برلن میں بھی ہے۔ کہیں کہیں اشعار کی کثرت اچھی نہیں لگتی جیسے مولانا جلال الدین آذری کے بیان میں ۴۵ اشعار نقل کیے ہیں۔ مولانا اہلی شیرازی کے ضمن میں ستر سے زیادہ اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ یہ بے اعتدالی دونوں جلدوں میں عام ہے۔ اکثر کوائف بہت ہی مختصر ہیں۔ شعراؤں کی کاروں کی تخلیقات کا بھی جگہ جگہ ذکر ہے، جیسے حدیقہ سنائی، کشف الحجب، لمعات، تحفۃ العراقرین، گرشاسپ نامہ، زاد المسافرین، نجات الالنس اور روضۃ الصفا، قانون وغیرہ۔

میر الہی نے اپنے پیش روؤں سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ وہ بار بار عونی کا حوالہ دیتے ہیں۔ تقی اوحدی، دولت شاہ، نظامی عروضی، مجالس النفاکس (میر علی شیر نوائی)، مقالۃ الابرار، تحفۃ سامی، جواہر العجائب، تذکرۃ النساء، حبیب اسیر، تاریخ مشاہیر، تاریخ صوفیا، تذکرۃ احباب وغیرہ کا حوالہ اکثر و بیشتر دیا گیا ہے۔ عونی کی پیروی کو سند تسلیم کیا ہے۔ یہ الہی کی دیانت داری ہے کہ انہوں نے تمام مآخذ اور حوالوں کو نام بنام پیش کیا ہے۔ اس سے ان کے مطالعہ اور وسائل پر گہری نظر کا ثبوت ملتا ہے۔ کتب مبنی اور کلام کے انتخاب کے ساتھ ان کے ذوق شعری پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ جگہ جگہ اپنے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ اس نسخے میں ایک انکشاف موجود ہے کہ میر الہی نے فرخی کے دیوان کی شرح بھی لکھی تھی جس کا کہیں بھی تذکرہ نہیں ملتا۔ عبارت ملاحظہ ہو: ”مجموعہ نادانی الہی الحسینی الہمدانی کہ جامع تذکرہ الہی است۔ شرح براں دیوان نوشتہ۔“

اس تذکرے میں اور بھی بہت سی باتیں موجود ہیں۔ جن سے مولف کی وسعت نظر کا پتہ چلتا ہے۔ جیسے شیخ جمال الدین ہانسوی کے ترجمے میں لکھا ہے کہ یہ جگہ حصار کے پاس ہے، جہاں سرحد پر لوگ باغی اور سرکش ہیں جن کی سرکوبی کے لیے بادشاہِ دہلی کو لشکر انداز ہونا پڑتا ہے۔ محمد ابوالقاسم بن محمد کے ذکر میں قلعہ گوالیار کے بارے میں لکھا ہے: ”قلعہ نامی ہندا است۔“<sup>۱</sup>

ایرانی شعرا کے ساتھ ہندوستان کے بھی چند تخلیق کاروں کے نام شامل ہیں جیسے شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ بوعلی شرف پانی پتی، مسعود بن سعد سیال کوئی، علاء الدین دہلوی، مغیث الدین ہانسوی، نظام الدین دہلوی وغیرہ۔ خواتین کا بھی تذکرہ ملتا ہے جیسے دختر کاشغری کے بارے میں لکھا ہے: ”از مغنیان خاص طغانشاہ بن محمد

۱ تذکرۃ الہی (برلن) ص ۹

الموید بود و این رباعی را در مرثیہ او سرودہ:

از مرگ تو اے شاہ سیہ شد روزم

نسخہ برلن میں بھی بی بی آتون زن ملا بقاء، حاجی دختر، دختر قاضی خیرالنسا خاتون، دختر امیر یادگار داغ آبادی زوجہ ہلالی کا تذکرہ النسا کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ اسی نسخے میں ہندوستان کے شعرا کا بھی ذکر ہے۔ جیسے محمد ابوالقاسم بن محمد، سلطان احمد گلبرگ مولانا جلال ہندی، شیخ جمالی دہلوی، خواجہ نجم الدین میر حسن دہلوی وغیرہ۔ ان کے علاوہ درویش حیدر کے ضمن میں لکھا ہے کہ ”مدتہا در ہند بود“ درویش ستانی چغتائی کے بارے میں لکھا ہے کہ سندھ میں تھے بعد میں سراندیپ چلے گئے، وہیں انتقال کیا۔ یہ ہمایوں بادشاہ کے عہد سلطنت میں تھے۔ الہی نے ان کا دیوان دیکھا تھا۔ دیوان دیکھنے کی شہادت ادبی مطالعہ میں بہت ہی انکشاف آمیز ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ شعرا کے دواوین کے مطالعہ میں الہی نے دقت نظر سے کام لیا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ کثرت اشعار کی نقل میں یہ حکمت عملی تھی کہ وہ محفوظ ہو گئے۔ وہ حوالہ کی حیثیت سے استناد بھی رکھتے ہیں۔ ایسے ہی عسقلی سمرقندی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی دو مثنویاں الہی کی نظر سے گزری ہیں:

”یکے در بحر خسرو شیریں و دیگری در وزن لیلی و مجنوں کہ دو کتاب: ”الہی الحسنی الہمدانی

دو مثنوی از و دیدہ کہ در کتاب را خوب بنظم آوردہ و شیریں حرفی زد۔“<sup>۱</sup>

شیخ ابوعلی اشرف<sup>۲</sup> پانی پتی عراق سے تعلق رکھتے تھے مگر پانی پت میں آخر عمر تک قیام کیا۔ حکیم طبری کے

بارے میں درج ہے کہ:

”دقیقینکاش معلوم نیست کہ از کجاست و کویا از شعرائی ہنداست، قصیدہ آفتاب در مدح رکن

الہدین گفت۔“

قطب الدین بختیار الاوسی کے بارے میں لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ ہیں۔ ان کے

اشعار ہند کے قوالوں میں خوب شہرت رکھتے ہیں۔ امام علاء الدین کا ذکر ہے:

”واعظلی شیریں سخن لطیفہ گوی بدیہہ پرواز بودہ۔“

مطربہ سمرقندی کا بھی مختصر تذکرہ موجود ہے۔ علما و مشائخ، حکما اور صوفیا کے احوال بھی قلم بند کیے گئے ہیں۔ مولانا

امان اللہ قزوینی شاعر ہیں اور طبیب بھی۔ ذہنی کاغذ فروش کا بھی ذکر ہے۔

۱ تذکرۃ الہی (مرتب)، ص ۴۰۸

۲ تذکرۃ الہی (مرتب)، ص ۳۰۲

تذکروں کی عام خامیاں اس میں بھی موجود ہیں پھر بھی تذکرہ نگار کا حوصلہ قابل رشک ہے کہ فرد واحد کی فن کاروں کی جامع فہرست سازی، معلومات کی فراہمی، تخلیقات کا استناد کے ساتھ انتخاب اور انقاد، ہمت اور حوصلے کی دلیل ہے۔ وقت کی ستم ظریفی تھی کہ اس نے ادبی تاریخ کے اس گنجینہ گہر کو عمومی التفات سے محروم رکھا، ورنہ میرا الہی شاعری میں کم سہی مگر ادبی تاریخ کے مورخوں اور محافظوں کی صف میں ممتاز اور محترم مقام کے مالک ہوتے۔ اگر فردوسی و انوری و سعدی تخلیق کی تثلیث ہیں تو عوفی و اوحدی اور میرا الہی تاریخ و تنقید کے سہ تن پیبرانند، کیوں نہیں؟

تذکرہ نگاری تاریخ و تنقید کی مرقع نگاری کے ساتھ منفرد اشخاص کی شبیہ سازی کا بھی ایک معتبر وسیلہ ہے۔ میرا الہی نے سیکڑوں فن کاروں کا تذکرہ لکھا۔ ان کا یہ شعوری عمل کلام میں بھی اکثر نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری میں افراد کے حوالے ملتے ہیں جن میں شعر او اکابرین شامل ہیں جیسے مسعود سلمان، فرخی، قاضی خاں احسن، مہابت خاں، لشکر خاں، حکیم غزنوی، افضل خاں، عبداللطیف وغیرہ۔ گویا ان کی شاعری بھی شخصی حوالوں کی سند رکھتی ہے۔ تذکرہ تو کتابی حوالہ ہے۔ دلچسپ بات ہے کہ شعرا کے ذکر میں کہیں کہیں الہی نے بڑی بے تکلفی سے اپنا کلام بھی قلم بند کیا ہے۔ خواہ وہ جوانی ہو یا تضمین کی صورت میں یا خیال کے توارد کے طور پر پیش کیا گیا ہو۔

عام تذکروں کی طرح تذکرہ الہی بھی کوتاہیوں سے خالی نہیں ہے۔ دراصل تذکرہ نہ تاریخ ہے اور نہ تحقیق و تنقید۔ تاثرات پر مبنی ایک ادبی کشلول ہے جس میں کچھ نئے سنائے واقعات، فن کاروں کی مختصر یافت اور کلام کا انتخاب شامل ہے۔ ذاتی پسند و ناپسند کے ساتھ اسلوب بیان بھی آراستہ اور تکلفات سے پُر ہوا کرتا ہے جس سے اصل مفہوم تک رسائی مشکل سے ہو پاتی ہے۔ اسمائے صفات کی کثرت، مدحیہ قصائد سے کم نہیں ہوتی۔ مقفی و مسجع عبارت آرائی اظہار کے اسلوب میں حارج ہوتی ہے۔ میرا الہی نے بھی تحریر کی آرائی پر بڑی توجہ صرف کی ہے۔ یہ اسلوب تقریباً ہر جگہ نمایاں ہے۔ اس زمانے کی نثری تحریروں کا یہ امتیاز بھی تھا۔ لوگ سہ نثر ظہوری کو ہی معیار و منہاج گردانتے تھے۔

”حکیمی سعادت مند و فاضلی ارجمند کمان فکرش قدر انداز و مرغ خیالش بلند پرواز۔“ ۱

خواجہ ناصر الدین کاشانی کے ذکر میں آغاز کا جملہ ملاحظہ ہو:

”بزرگی نامدار و فاضلی عبرت شعار بودہ۔ ایں اشعار از چمن بیان او نسیمی چند است برداغ

چاہا و زبیدہ۔“ ۲

۱ تذکرہ الہی (مرتب) جس ۶۳۰

۲ تذکرہ الہی (مرتب) جس ۶۵۹

تذکرہ کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ انھوں نے عوفی کے تذکرے سے سب سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ کثرت سے حوالہ کبھی کبھی ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ انھوں نے عوفی کا ذکر بھی بڑے احترام سے کیا ہے۔

”مؤلف اس تذکرہ الہی الحسینی ہم بر سنت صاحب عرفات نام اور ادرتہ ہر نام شاعر کہ او ذکر کردہ رقم ساخته بواسطہ خستگی کلام و درستی نفس ہمہ جا او نیز سند بند کرد۔ آل فاضل صاحب تتبع حبستہ و اس محمد عوفی صاحب جامع الحکایات کہ در روایات بسیار آوردہ امادی دانش مند و محدث و منشی... بصوری و معنوی بودہ۔“ ۱

محمد عوفی کی کثرت سے پیروی کسی عیب سے کم نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ میرالہی کی شاید یہ مجبوری تھی اور دیانت داری کا تقاضا بھی تھا۔ عوفی پر ہی انحصار نہیں ہے۔ انھوں نے تمام مآخذات کا حوالہ دیا ہے۔ اس سے ان کی تحقیقی نظر کا پتہ چلتا ہے۔ بنیادی طور پر میرالہی شاعر تھے۔ مورخ اور ناقد نہ تھے۔ پھر بھی اتنے بڑے منصوبے کا خاکہ تیار کیا اور حتی المقدور اس خاکے میں رنگ بھرنے کی مخلصانہ کوشش کی۔ ان کا عزم ہماری ستائش و سپاس گزاری کا مستحق ہے۔ بہت سی کوتاہیوں کے باوجود یہ تذکرہ ہماری ادبی ثقافت کا گنج گراں مایہ ہے۔ اس قدیم متن کے ہر شعر و سطر کی بازیافت اور حفاظت و اشاعت تخلیقی تنزیل کا سی پارہ ادب ہے۔

ذاتی نسخہ کے ترقیے سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ مؤلف تذکرہ نے ایک خاکہ تیار کیا تھا کہ پوری تاریخ کو تین حصوں میں منقسم کیا جائے گا جو تشنہ طلب رہا۔ پہلی جلد میں متقدمین کا تذکرہ ہوگا۔ دوسری میں متوسطین اور آخری حصہ متاخرین پر مشتمل ہوگا۔ پہلا حصہ مکمل ہو گیا جس میں ابوعلی سینا سے یوسف بن شیخ احمد جامی کا تذکرہ محفوظ ہے۔ دوسری جلد (نسخہ برلن) کا خطی مسودہ ہے جو نا تمام ہونے کا وافر ثبوت فراہم کرتا ہے۔ یہ مکمل نہ ہو سکا۔ ایک جگہ ذکر ملتا ہے کہ ”خواجہ محمود بر سر و خواجہ محمود تری ہزال و محمود لنگرودی شیراز اند۔ شعرا ی متوسطین گزشتہ۔“ ۲

متوسطین کا لفظ کئی جگہ مستعمل ہے۔ نئی ترتیب سے شعرا کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ اگرچہ یہ تقسیم موجودہ متن کی روشنی میں چند مستثنیات سے خالی نہیں ہے۔ متقدمین کا تذکرہ تو مکمل ہو گیا۔ متوسطین کا بھی کسی حد تک انجام پا سکا۔ مگر متاخرین سے ہم محروم رہے۔ با اس طور یہ تذکرہ نا تمام ہے۔ لیکن معلومات کے اعتبار سے کسی ادبی جام جہاں نما سے کم نہیں ہے۔ میرالہی نے اپنے تذکرے کا دائرہ کار خاصا وسیع رکھا ہے۔ اس میں شعرا و ادبا کے علاوہ سیکڑوں افراد کا ذکر ہے جو مختلف طبقوں یا سلسلوں سے اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ علما و صوفیا کا ذکر بھی اس تذکرے کے محاسن میں شامل ہے۔ اگرچہ وہ بہت مختصر اور اشاراتی ہیں۔ نور محمد کے بیان میں لکھا ہے کہ ”از طوطی زبانان ہند

۱ تذکرہ الہی (مرتب) ج ۶۰۸ ۲ تذکرہ الہی (برلن) ج ۲۸۲

بودہ“ یہ ایک دلچسپ اطلاع ہے جسے الہی نے قلم بند کیا ہے۔ اسی صفحہ پر امیر نویدی نیشاپوری کا ذکر ہے جو عمر کے آخری حصے میں ہندوستان آئے اور ہمایوں بادشاہ کی ملازمت میں عزت و وقار حاصل کیا۔

میر الہی نے بڑی دیانت داری کے ساتھ اپنے مصادر کا بھی جگہ جگہ حوالہ دیا ہے جن سے ان کے مطالعہ کے علاوہ ان تذکروں کی تصدیق ہوتی ہے جو عہد الہی تک لکھے جا چکے تھے۔ ان مآخذ سے ایک نئی روشنی بھی ملتی ہے جن کا نام عام طور پر کم لیا جاتا ہے یا کم معروف ہیں۔ ایک مورخ کی حیثیت سے الہی نے بعض جگہ دوسرے تذکرہ نگاروں کی غلطیوں کی طرف بھی اشارے کیے ہیں۔ ان سے ان کی تحقیقی نظر کا پتہ چلتا ہے۔ تقی اوحدی ان کے معاصر ہیں اور دوست بھی مگر ان کے سہو پر بھی الہی نے گرفت کی ہے۔ سراج الدین میرزا قاسم جنابادی کے ذیل میں لکھا ہے:

”صاحب عرفات آورہ کہ اور اور مجلس میرزا الخ بیگ با مولانا علی تو سچی مباحثات واقع شد۔“

اس حوالے پر حاشیے میں میر الہی نے لکھا ہے۔ ”اس خطائیت کہ عرفات کرد۔“ ۱

اس طرح کے اور بھی اشارے ملتے ہیں۔ یوسف ہمدانی کے ذکر میں لکھا ہے کہ اوحدی نے حکیم سنائی کے اشعار کو ان سے منسوب کر کے غلطی کی ہے۔ ۲

تذکرے میں کلام الہی سے اکثر سابقہ پڑتا ہے۔ اسے تذکرے کا عیب و ہنر دونوں سمجھنا چاہیے۔ کلام کی عدم دستیابی پر یہ اشعار حوالے کے طور پر محفوظ کیے جاسکتے ہیں۔

اسی طور پر یہ تذکرہ شعرائے فارسی ہے مگر اس میں دوسرے فنون سے متعلق اہل کمال کا بھی احتیاط اور اختصار کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔ حکماء، علماء، صوفیاء کے ساتھ دوسرے فنون کے سربراہوں کے بارے میں کہیں کہیں تذکرہ ملتا ہے جیسے مولانا سلطان علی مشہدی جیسے معروف خوش نویس کا ذکر ہے۔ دوسرے زریں قلم میر دوری کے بارے میں نسخہ برلن میں یہ عبارت موجود ہے:

”خوش نویس گفتہ اند کہ از ہری است و از زمان ہمایوں تا ایام دولت اکبر شاہی درند بود

و بخطاب کاتب الملکی شرف اختصاص یافتہ۔“

اس تذکرے سے پہلی بار انکشاف ہوا ہے کہ بیگم نور جہاں کا اپنا ذاتی کتب خانہ تھا اور بی لالی اصفہانی کاتب و کتاب دار کی حیثیت سے کتب خانے کی ملازمت پر مامور تھیں۔ تاریخ کی کسی کتاب میں کہیں یہ ذکر نہیں

۱ تذکرہ (برلن) ص ۲۵۶

۲ تذکرہ (مرتب) ص ۶۹۹

ماتا۔ تاریخ کی ایک بڑی حقیقت پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ اس تذکرے کی بدولت منکشف ہوا۔ اسی نسخے میں ذہنی کاغذ فروش کا نام ہے۔ ذاتی نسخے میں مطربہ کا تذکرہ ہے۔ شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید حسن سنجری کا ذکر ہے کہ انھوں نے شیخ کے ملفوظات جمع کیے اور فوائد الفوائد نام رکھا۔ گویا شاعری کے علاوہ ملفوظات نویس کا بھی تذکرہ ہے۔ ۱۔

خطاط و خوش نویس یا کئی کاتبوں کا ذکر ہے وراثی کے پیشے سے متعلق فن کاروں کا تذکرہ موجود ہے۔ عبدالرزاق اصنہانی کے ذکر میں لکھا ہے:

از اکابر علماء است و شاعری خوش گوی بودہ و قبولی تمام داشتہ۔ در صنعت نقاشی غیرت مانی بودی و  
بعلم زرگری طلای خورشید را بیونہ عمل در آوردی و دیگر صنعتها غریب و طراہیہا را خوب  
دانستہ۔ ۲۔

چند کمزوریوں کے باوجود یہ تذکرہ ہماری شعری و ثقافتی ثروت کی شاہراہ ہے۔ دانش جو بیان ادب کے لیے میرا الہی کی تحریر لوج جہیں کی کسی سرنوشت سے کم نہیں ہے۔

□□

۱۔ تذکرۃ الہی (برلن) ہس ۴۴۰

۲۔ تذکرۃ الہی (مرتب) ہس ۱۶۷



فہرست  
جلد اول  
حصہ اول و دوم  
(نسخہ مرتب)

۲۱	۱	ابواللیث طبری	ابوعلی سینا
۲۲	۱۱	فلک الدین ابراہیم سامانی	خواجہ ابوالفتح آملی
۲۲	۱۱	شیخ ابووراعہ المعمری الجرجانی	ابی احمد بن عبداللہ انجستانی
۲۳	۱۲	ابوسراقہ	سرخسی
۲۳	۱۲	ابوالقاخر رازی	ابوالمعالی نحاس
۲۴	۱۳	ابن اسماعیل	ابوالمعالی مشہور بدہ خدای رازی
۲۴	۱۵	ابن عمویہ	ابوجعفر بن اسحاق القاینی
۲۵	۱۶	ابوٹمس مغربی	احمد بن سلیمان ابوسہل صعلوکی
۲۵	۱۷	ابن اسمیل	ابونواس
۲۶	۱۷	ابن ولد	ابونواس فرزدق
۲۶	۱۷	سید ابوعلی بن حسین	نظام الدین ابوالعلائی گنجوی
۲۸	۲۰	ابوطاہر محمد بن عبدالحسینی اسفراری	حکیم ابوالمثل بخاری
۲۸	۲۰	ابوالمجاہد جلال الدین محمد	ابوالموید بلخی
۳۰	۲۱	ابوحفص	ابوعمر و ابہری

۵۲	شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی	۳۲	ابن الرشید محمد غزنوی
۵۳	ابن مطہر شیخ قطب الدین	۳۳	شیخ ابو الحسن بن احمد جامی
۵۳	ابو طالب علوی	۳۳	ابو بکر ترمذی
۵۳	ابو علی محمد بن ابن مقلہ	۳۳	ابو بکر خطاط
۵۵	سلطان علاؤ الدین اقسر خوارزم شاہ	۳۵	ابو بکر قہستانی
۵۹	اشیر الدین اسیگتی	۳۵	شیخ ابو بکر علی رازی
۶۳	... الدین اونی اسماعیل اصفہانی	۳۵	خواجہ ابو بکر بن نظام الملک
۷۳	اشیر الدین ابہری	۳۵	ابو بکر بن احمد جاہ جمی
۷۳	اشیر الدین بلخی	۳۷	ابو بکر بن حمید بلخی
۷۳	اشیر الدین بخاری	۳۷	ابو بکر کرمانی
۷۴	امیر حمید الدین احمد بن حسین الکشانی المتونی	۳۸	ابو بکر خفیفہ اسدی غزنوی
۷۴	شیخ احمد غزالی	۴۱	ابو محمد بن محمود الغزنوی
۷۷	شیخ احمد الجامی	۴۲	ابو علی بن حسن بن علی بن اسحاق
۷۹	ابو منصور عبدالرحمن بن یوسف الہروی	۴۵	ابو القاسم احمد بن حسین
۷۹	مجد الدین احمد بن محمد بن ابی بدیل سجاندی	۴۵	ابو القاسم وزیر درگزینی
۸۰	شیخ احمد بدیلی	۴۶	ابو القاسم طغرائی
۸۰	فرید الدین احمد بن محمد بن ایزدیار کانی	۴۶	عمید ابو نصر اسعد
۸۲	اختیار الدین علی مروزیہ ایشانی	۴۷	محمد ابو نصر فراہی
۸۳	شہاب الدین ادیب صابر	۴۸	ابو طاہر یحییٰ بن طاہر بن عثمان عوفی
۸۷	استاد ادیب نظری	۴۸	عبد الکرم بن احمد حاتم
۸۷	ادیب شوستری	۴۹	ابو محمد عبداللہ
۸۸	استاد ابو محمد ارشد سمرقندی	۵۰	ابو البرکات خراسانی
۹۱	سنا الدین ارقم فارسی	۵۱	شیخ ابو حامد کرمانی
۹۱	حکیم ابو بکر ارزقی	۵۲	شیخ ابو القاسم بشیر

۱۳۱	شیخ اوحدا الدین مراغہ	۹۵	جمال الدین محمد الازہر المروری
۱۳۲	شیخ اوحدا الدین عبداللہ بن خضیاء الدین مسعود بلخیانی	۹۶	شیخ سعد الدین اسد
۱۳۶	بدیع بن اتابک جوینی	۹۸	سعد الدین محمد اسعد النجار سمرقندی
۱۳۷	حکیم بدیع الزماں ترکوبی سنجری	۹۸	نجم الدین اسعد الغزنوی
۱۳۸	بدیع ہمدانی	۹۹	اسعد ورامی
۱۳۹	بدیع تبریزی	۱۰۷	... بن محمد استغنائی
۱۳۹	محمد بدیع ابن محمود بلخی	۱۰۸	اسکندر ثانی
۱۴۰	بدیع سیفی	۱۰۸	بدر الدین اسحاق دہلوی
۱۴۰	بدر الدین نور ہروی	۱۰۸	اسماعیل بن احمد جامی
۱۴۱	حسن بن احمد بدری غزنوی	۱۰۹	اسماعیل بن ابراہیم الغزنوی
۱۴۱	بدر الدین حاجری	۱۰۹	تاج الدین اسماعیل ماخبرزی
۱۴۲	خواجہ بہاء الدین محمد بن خواجہ شمس الدین	۱۱۰	شاہ غورا شہری نیشاپوری
۱۴۳	بدر الدین محی مشاطا اکرنی	۱۱۲	سید معین الدین اشرفی سمرقندی
۱۴۳	بدر الدین شناسی	۱۱۲	حکیم اشرف گلستانی
۱۴۳	برہان الدین اردوانی	۱۱۵	حکیم اصمعی
۱۴۴	برہان الدین نسفی	۱۱۵	اصیل الدین زوزنی
۱۴۴	سید برہان الدین	۱۱۵	امیر ابوالحسن علی بن الیاس البخاری
۱۴۴	استاد برہانی	۱۱۶	خواجہ افضل الدین محمد کاشی
۱۴۵	برہان الدین محمد بن عبدالعزیز کونی	۱۱۹	حکیم افتخار
۱۴۵	بشار مرغزی	۱۲۰	الب خاں
۱۴۵	ابو عبداللہ بے خبر ثانی	۱۲۱	امینی بخاری
۱۴۵	خواجہ کمال الدین بندار رازی	۱۲۱	امامی ہروی
۱۴۶	پور خطیب گنجوی	۱۲۳	امین الدین دادا
۱۴۷	پور سامی جامی	۱۲۵	حکیم اوحدا الدین انوری خاوری

۱۶۱	جلال الدین فریدون عکاسہ	۱۳۷	پور فریدون فارسی
۱۶۱	مولانا جلال الدین محمد رومی	۱۳۸	پور حسن عزالدین اسفرائینی
۱۶۳	امام جلال الدین فضل اللہ خوارزمی	۱۳۸	بہاء الدین علی بن احمد حاجی
۱۶۶	حکیم جلالی	۱۳۹	بہاء الدین محمد اویسی
۱۶۷	جلال الدین دہستانی	۱۳۹	بہاء الدین محمد بن موید بغدادی
۱۶۷	جمال الدین محمد بن عبدالرزاق اصفہانی	۱۵۱	بہاء الدین مرغیستانی
۱۶۸	خواجہ جمال الدین منشی	۱۵۱	قاضی بہاء الدین زنجانی
۱۶۹	جمال الدین محمد بن نصیر	۱۵۲	شیخ بہاء الدین بخاری
۱۷۰	جمال الدین بن صدر الدین انجندی	۱۵۲	بہاء الدین قزوینی
۱۷۰	جمال الدین ابہری	۱۵۳	بہاء الدین یزوی
۱۷۲	حکیم جمالی	۱۵۳	بہرام کور ابو حبلہ
۱۷۲	جمال سیلکش	۱۵۳	ابوالحسن برحسی بہرامی
۱۷۲	شیخ جمال الدین ہانسوی	۱۵۳	ملک بے خود
۱۷۳	شیخ جنید بغدادی	۱۵۴	حکیم جنتی بیار
۱۷۴	حکیم جوہاری	۱۵۵	تاج الدین تمرانشاہ
۱۷۴	جوہری زرگر	۱۵۶	رئیس تاج الدین ابی سرحسی
۱۷۵	حجت	۱۵۶	تاج الدین ہمرقندی
۱۸۰	اشرف الدین حسن بن ناصر علوی غزنوی	۱۵۷	تاج الدین ریزہ
۱۸۶	حسن بن علی شہابی	۱۵۸	تاج الدین عمر بن مسعود بن احمد
۱۸۶	رئیس حسن صلاح برجدی	۱۵۹	حکیم تبیان
۱۸۷	حجاب حسین الحسینی الحاجب	۱۵۹	ترک کشی ایلاتی
۱۸۷	حسام الدین کسبوی	۱۶۰	سلطان تکش
۱۸۸	حسام الدین	۱۶۰	امیر چاوش غوری
۱۸۸	شرف الدین حسام محمد بن ابی بکر نسفی	۱۶۱	حکیم چہ پادقانی

۲۰۷	شمس الدین محمد وقایہی	۱۸۸	شرف الدین حسام
۲۰۸	حکیم دیباجی سمرقندی	۱۸۹	سید حسینی سادات داد حسین بن عالم
۲۰۹	مولانا دیلمی	۱۹۱	حزب بن محمد جعوری
۲۰۹	حکیم دیوبلی	۱۹۱	حکیم حقیقی
۲۱۰	سید ذوالفقار شیروانی	۱۹۱	حکیم الدین جوہر مستوفی
۲۱۲	حکیم رافعی	۱۹۲	حمید الدین بن عمیق بخاری
۲۱۳	رافعی قزوینی	۱۹۲	حمید الدین علی بلخی بن عمر الحمودی
۲۱۵	عزالدین رافعی	۱۹۳	قاضی حمید الدین عمر بن محمود
۲۱۵	امام ناصر رافعی نیشاپوری	۱۹۳	حمید الدین
۲۱۵	رابعہ بنت کعب زواری	۱۹۳	حمید اللہ اختیاری
۲۱۷	ربیع توشچی	۱۹۵	شیخ حمید الدین ناگوری
۲۱۷	رشید الدین محمد وطواط	۱۹۵	حمید الدین دہستانی
۲۲۱	رشید الدین محمد بن محمود مسعود اسفراری	۱۹۶	مسعود بن سعد سیال کوٹی
۲۲۲	خواجہ رشید الدین تاجر	۱۹۶	حمید اللہ مستوفی قزوینی
۲۲۲	خواجہ رشید الدین ہمدانی	۱۹۷	حکیم خطلہ باعینی
۲۲۳	جمال الدین رشتیق القطنی	۱۹۷	حکیم فضل الدین خاقانی الحقائقی
۲۲۳	رضی الدین نیشاپوری	۱۹۸	استاد جہازی نیشاپوری
۲۲۶	رضی الدین خشاب	۱۹۹	حکیم جمال الدین خسرو
۲۲۹	شیخ رضی الدین علی لالائی غزنوی	۲۰۰	خطیر الدین عبدالملک جرجانی
۲۳۰	رضی الدین بابا قزوینی	۲۰۱	حکیم خیالی
۲۳۱	شیخ رضا کیامی گیلانی	۲۰۱	حکیم عمر خیام
۲۳۱	رفعی نسوی	۲۰۳	شرف الدین داعی نسقی
۲۳۲	رفیع الدین ابہری	۲۰۵	دختر کاشغری
۲۳۳	رفیع الدین کرمانی	۲۰۵	استاد ابو منصور بن احمد دیقی

۲۶۲	استاد سپہری	۲۳۴	رفیع الدین سیاف
۲۶۲	سید یدالدین علی بن عمر الغزنوی	۲۳۴	رفیع الدین عبدالعزیز نسبانی
۲۶۳	سعد الدین الاعمیور	۲۳۵	رفیع الدین مسعود نسبانی
۲۶۵	سید الدین رمی	۲۳۹	رفیع الدین مروزی
۲۶۵	شرف القضاة حکیم سیدالدین	۲۴۰	رکن الدین قبالی
۲۶۶	سراج الدین منہاج الجرجانی	۲۴۰	رکن الدین دعوی دار
۲۶۷	معین الدین سراجی	۲۴۲	مولانا رکن الدین مسعود بن امام زادہ
۲۶۸	جمال الدین محمد بن علی سراجی	۲۴۳	رکن الدین محمد گلستانہ
۲۶۸	سید سراج الدین السجری	۲۴۳	استاد ابوالحسن رودکی
۲۷۱	سراج الدین علائی نجاری	۲۵۰	حکیم ابوبکر بن محمد علی الروجانی
۲۷۲	سراج اسفرائی	۲۵۱	استاد ابوبکر الموید روثی البخاری
۲۷۲	سراج الدین یزدی	۲۵۱	ابو عبداللہ روزبہ لکتی الادہوی
۲۷۳	خواجہ سعد بن سلمان	۲۵۱	شیخ روز بہان التقلی الشطاج
۲۷۴	سعد الدین خلیفہ	۲۵۲	روحی شمارستانی
۲۷۴	سعد الدین حکیم	۲۵۵	شیخ روحی
۲۷۵	سعد الدین نظری	۲۵۵	شیخ دوانچی
۲۷۵	قاضی سعد الدین خراسکانی	۲۵۵	حکیم ریحانی
۲۷۶	شیخ سعد الدین حمزای	۲۵۵	لطیف الدین زکی کاشغری
۲۷۶	شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی	۲۵۶	شرف الدین عبداللہ زکی
۲۸۲	سعد الدین مختار النوکی	۲۵۸	شیخ زنگی
۲۸۲	سعد الدین مسعود دولتیار	۲۵۹	زین الدین ماعد جنوبستانی
۲۸۳	سعد الدین المروی	۲۵۹	زینتی علوی
۲۸۳	حکیم سعید طائی	۲۶۰	زین الدین السنجری ایستانی
۲۸۵	سعد وراق	۲۶۲	ساسان

۳۲۲	حکیم شمس اعرج	۲۸۵	سیدضراب دامغانی
۳۲۳	شمس الدین بن شہاب الدین روحانی	۲۸۵	...خی سکزی
۳۲۴	امام شمس الدین محمد بن محمود الذابی	۲۸۵	سلطان ابن جلال الدین محمد رونی
۳۲۵	شمس الدین دیوانچی	۲۸۶	سلجوق شاہ
۳۲۵	شمس الدین محمد بن نصر سکزی	۲۹۰	حکیم سنائی
۳۲۶	شمس بن طغان کرمانی	۲۹۳	حکیم سنجر
۳۲۶	شمس بن نصیر الدین محمود خوارزمی	۲۹۴	ہسوزنی
۳۲۶	امام شمس الدین ابن مسعود	۲۹۵	قطب الدین نسفی
۳۲۷	خواجہ شمس الدین لیبہیقی	۲۹۶	سیفی
۳۲۷	شمس الدین شرف شاہ	۲۹۹	شاہ سخان
۳۲۷	شمس الدین مبارک شاہ	۳۰۵	استاد سجائی نسوی
۳۲۸	شمس الدین دستانی	۳۰۵	شرف الدین مقبل
۳۲۸	شمس الدین بن حاجی بچہ پستی	۳۰۵	شرف الدین
۳۲۹	شمس الدین حاسبی	۳۰۹	شرف الدین فضل و صاف شیرازی
۳۳۰	شمس الدین خبابدی	۳۱۰	شیخ ابوعلی اشرف پانی پتی
۳۳۰	سید شمس الدین سمرقندی	۳۱۲	شرف الدین فضل اللہ قزوینی
۳۳۱	خواجہ شمس الدین محمد	۳۱۳	شرف الدین نیازی
۳۳۲	خواجہ شمس الدین عبدالملک جوینی	۳۱۳	شرف الدین منیری
۳۳۵	شمس الدین کاشانی	۳۱۴	شمس الدین موکد نسوی
۳۳۵	شمس الدین طاہر سجستانی	۳۱۵	قاضی شمس الدین منصور ابن محمود
۳۳۷	ملک شمس الدین محمد بن ابی بکر	۳۱۷	قاضی شمس الدین محمود بلخی
۳۳۹	ملک شمس الدین کہن بن ملک شمس الدین کرت	۳۱۸	شمس الدین بلخی الباقلائی
۳۳۹	شمس الدین نیازی	۳۱۸	قاضی شمس الدین محمد عبدالکریم طیبی
۳۳۹	مولانا شمس الدین تبریزی	۳۲۲	امیر شمس الدین خالہ

۳۶۰	شیخ صدرالدین قویونوی	۳۳۰	شمس الدین حنا بندی
۳۶۲	شیخ صفی الدین یزدی	۳۳۰	شمس الدین کبی
۳۶۲	صفی الدین عالی	۳۳۰	شمس ناصر شیرازی
۳۶۲	صفی الدین پستی	۳۳۰	حکیم شمالی دہستانی
۳۶۵	صفی الدین صفابانی	۳۳۱	شہاب الدین محمد بن ہمام خراسانی
۳۶۵	ابو اسحق صندی	۳۳۲	امام شہابی سلطانی
۳۶۶	قاضی صیرفی	۳۳۳	شہاب الدین محمد بن رشد الرئیس
۳۶۷	ضیاء الدین بختدی	۳۳۴	شہاب الدین خالد
۳۷۱	امام ضیاء الدین محمد بن ابی نصیر غزنوی	۳۳۴	شیخ ابوالحسن اشہید بلخی
۳۷۱	ضیاء الدین عمر محمد بسطامی	۳۳۵	شہاب الدین ابوالحسن ظلمہ
۳۷۲	ضیاء الدین عمر بن محمود جوئی آبادی	۳۳۷	حکیم شہاب الدین بن علی زرگر
۳۷۲	ضیاء الدین محمد دوغ آبادی	۳۳۸	شہابی غزال بختدی
۳۷۳	ضیاء الدین ہمدانی	۳۳۹	شہاب الدین کاشانی
۳۷۳	حکیم ضیاء الدین محمود کابلی	۳۳۹	شہاب الدین بن موید الدین سمرقندی
۳۷۴	ضیاء الدین احمد	۳۵۲	شہاب الدین ہمرہ بن جمال الدین بدوانی
۳۷۵	ضیاء الدین سنجری	۳۵۴	شیخ شہاب الدین ...
۳۷۶	امیر ابوالمظفر طاہر بن ابوالفضل چغانی	۳۵۶	شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بکری سہروردی
۳۷۷	بابا طاہر عریاں	۳۵۷	شہاب الدین الملتہ والدین شرف الملک
۳۸۱	حکیم طبری		
۳۸۲	طیان بے		حصہ دوم
۳۸۳	امیر ظفر الدین نصیر سموری سنجری	۳۵۸	صاحب ابن عباد سید صدر الدین نیشاپوری
۳۸۷	سید ظہیر الدین سرخسی	۳۵۸	صدر الدین ہمدانی
۳۸۷	امام ظہیر الدین ولی نسوی	۳۵۸	صدر الدین بختدہ
۳۸۸	امام ظہیر الدین عبداللہ شفر وہ صفابانی	۳۶۰	صدر الدین ابہری



۴۲۵	عروس الدین	۳۸۹	ظفر الدین طاہر بن محمد فاریابی
۴۲۵	خواجہ غزنوی بہمن	۳۹۲	ظہیر الدین محمد بن علی اکاتب
۴۲۵	شیخ عزیز نسفی	۳۹۳	ظہیر الدین خستگی
۴۲۶	رئیس عزیز الدین زید	۳۹۳	ظہیر الدین جو باوقانی
۴۲۶	شیخ عز الدین محمود کاشانی	۳۹۳	خواجہ کمال الدین عارف اذکر انغز نوی
۴۲۷	خواجہ عزیز الدین اصفہانی	۳۹۵	عبدالرافع بن ابوالفتح الہروی
۴۲۷	خواجہ عزیز الدین شروانی	۳۹۶	مولانا عبدالکریم
۴۳۱	حکیم ابونظر عبدالعزیز بن منصور مروزی	۳۹۷	مولانا عبدالکمال
۴۳۵	نعیم مشہور بھصبار بلخی	۳۹۷	حکیم عبدالمجید عمہری
۴۳۵	قاضی عضد	۳۹۹	خواجہ عبدالمجید عمہری
۴۳۶	امام عبدالرحمن بن محمد العطار	۴۰۱	خواجہ عباس مروزی
۴۳۶	استاد عطائی رازی	۴۰۳	عبداللہ بن یقظان الایرجی الجوزی
۴۳۸	شیخ محمد فرید عطار نیشاپوری	۴۰۴	عبدالواسع جبلی
۴۴۱	خواجہ علاء الدین عطا ملک جوینی	۴۰۹	خواجہ ابواسماعیل عبداللہ بن منصور محمد الانصاری
۴۴۲	علاء الدین جہاں سوز	۴۱۲	خواجہ عبدالخالق غجدوانی
۴۴۳	ملک علی شاہ بن سلطان تگلش	۴۱۲	ملک العزیز نیشاپوری
۴۴۴	امام علاء الدین اورجندی	۴۱۳	خواجہ عبدالقادر قانی
۴۴۵	علاء الدین خوارزمی	۴۱۳	عبدالعزیز کاشانی
۴۴۵	مولانا حسن سنجر دہلوی	۴۱۴	قطب الدین تلتقی تبریزی
۴۴۵	امام علاء الدین مسعود بن محمد	۴۱۵	جلال الدین تلتقی
۴۴۶	خواجہ علی رامیتھی	۴۱۶	تلتقی سمرقندی
۴۴۷	ابوالقاسم علی بن حسن ابی طیب باخروی	۴۱۷	ابوالفضل عثمان بن احمد ہروی
۴۴۹	علی بن کمال الدین اسماعیل	۴۱۸	عجیبی خجندی
۴۵۰	خواجہ دہقانی علی شطرنجی	۴۲۰	شیخ عراقی

۴۸۸	فخرالدین الخطاط	۴۵۵	علامہ کرمانی
۴۸۹	فخرالدولہ والدین مبارک شاہ بن حسین المروزی	۴۵۶	عمادالدین مویدا احمد اسفراینی
۴۹۱	فخرالدولہ محمد بن محمد بن احمد نیشاپوری	۴۵۷	شہاب الدین عمیق بخاری
۴۹۲	فخرالملک والدین امام رازی	۴۵۹	عمیق
۴۹۳	الامام القاضی فخرالدین میراجی	۴۵۹	ابو منصور عمارہ بن المروزی
۴۹۵	فخرالدین اسعد الجرجانی	۴۶۰	حکیم عمادی غزنوی
۴۹۸	العمید العالم فخرالدین بن ربیع	۴۶۰	ملک عماد زورنی
۵۰۲	فخرالدین محمود رئیس	۴۶۴	عمادالدین بہتہ اللہ صفابانی
۵۰۳	ملک فخرالدین کرت	۴۶۴	عمادالدین احسبکتی
۵۰۴	شیخ فخرالدین بغدادی	۴۶۶	خواجہ عمادالدین اکرم
۵۰۴	فخرالدین اصفہانی	۴۶۶	خواجہ فخرالدولہ عمادالدین دیلمی
۵۰۶	فرید کانی خواجہ فخر الملک	۴۷۰	حکیم فخر ابو القاسم حسن بن احمد العصری
۵۰۷	فرید کاتب	۴۷۵	ابو الفتح ناصرالدین عبدالرحیم ہرخی
۵۰۷	فریدالدین بن بشار الہروی	۴۷۷	ظہیرالدین عینی احمد جامی
۵۰۸	فریدالدین جارحی	۴۷۷	خواجہ عین القضاة ہمدانی
۵۰۹	فریدالدین علی النجم السجری اشعرائی	۴۸۰	غوانی المروزی
۵۱۰	فریدالدین بلخی	۴۸۰	ابو یزید بن محمد بن الغضائری الرازی
۵۱۰	فریدالدین احوں	۴۸۲	غلام الغالیہ
۵۱۱	حکیم ابو القاسم منصور الفردوسی الطوسی	۴۸۳	استاد ابو محمد غواص
۵۱۸	ابو الحسن علی بن خولع الفرخی	۴۸۳	فاطمہ خراسانی
۵۱۹	الافاضل علی بن عمر القدی	۴۸۳	حکیم علی بن محمد فتیحی الغزنوی
۵۲۳	سیف الدین	۴۸۴	حکیم اشیرالدین فتوحی المروزی
۵۲۵	شاہ کبود جامہ	۴۸۷	فخرالدین عزیز فرید خراسانی
۵۲۷	حکیم فرزدق یمنی	۴۸۷	فخرالدین محمد زحاری

۵۲۸	خواجہ قوام الدین درگزینی	۵۲۷	شیخ فرید الدین گنج شکر
۵۲۹	شیخ قیری بغدادی	۵۲۸	حکیم فرخاری
۵۲۹	کافی میرانی	۵۲۹	استاد فصیح البحر جانی
۵۵۱	کافی بن ابوالفتح رونی	۵۳۰	شیخ ابوالعباس فضل بن عباس
۵۵۲	شرف الحکما سعد الدین کافی بخاری	۵۳۰	فقہی مروزی
۵۵۳	جمال الدین ناصر شمس کازک غزنین	۵۳۱	استاد نجم الدین فلکی شروانی
۵۵۶	اوحد الدین کرمانی	۵۳۲	حکیم مجد الدین فیہی البخاری
۵۵۷	حکیم مجد الدین ابوالفتح کسائی المروزی	۵۳۲	حکیم فیروز مشرقی
۵۵۹	کشکر کازرانی	۵۳۳	امیر شمس الدین قابوس دشمگین
۵۵۹	کلامی مروزی	۵۳۳	قاضی شروانی
۵۶۰	کمال الدین بخاری	۵۳۵	قاضی عثمان قزوینی
۵۶۰	کمال الدین زما اصفہانی	۵۳۵	حکیم قطران بن منصور تبریزی
۵۶۱	کمال الدین زنجانی	۵۳۸	حکیم قطران ابن موی
۵۶۲	کمال الدین مختار	۵۳۹	مولانا قطب الدین سرحسی
۵۶۳	کمال الدین مسعود الجندی	۵۳۹	قطب الدین بختیار الاوشی
۵۶۳	کمال الدین الماغبی	۵۴۰	قطب الدین مچی شیرازی
۵۶۳	ملک کمال کوتہ پاپا	۵۴۰	مولانا قطب الدین علامہ شیرازی
۵۶۴	کمال الدین ابوالحسن دامغانی	۵۴۱	حکیم قطان علی
۵۶۵	کمال الدین اسماعیل اصفہانی	۵۴۳	سلطان جلال الدین قلیچ طمغناج خان
۵۶۷	سید کمال الدین حسین الحسینی الحاجب	۵۴۳	قلج ارسلان خاتقان عثمان بن ابراہیم
۵۶۷	کوکبی مروزی	۵۴۴	ابوالقاسم زیاد بن عمر قمری جرجانی
۵۶۷	کویہادی	۵۴۵	امیر بدر الدین قوامی
۵۶۸	حکیم کوشکی قاینی	۵۴۶	امیر قوامی خوانی
۵۶۹	کیف الدین شیرازی	۵۴۶	استاد قوامی خاں گنجوی

۶۰۳	محمود منیر	۵۶۹	امیر کیاوس بن شمس المعالی قابوس دشمنگیر
۶۰۴	عبداللہ محمد بن صالح ابوالحی	۵۷۰	حکیم لامی
۶۰۴	شمس الدین محمد کاتب السجی	۵۷۶	استاد لیبی الادیب
۶۰۴	محمد الدین یحییٰ	۵۷۷	ابوالحسن علی بن محمد الغزنوی اللہو کری
۶۰۵	محمد بن بدیع انسوی	۵۷۷	محمد لہو کری
۶۰۶	سلطان محمد خوارزم شاہ	۵۷۸	حکیم لولوی
۶۰۷	محمد بن محمود الآملی	۵۷۸	الامام القاضی مجد الدین نسوی
۶۰۸	محمد بن مسعود اندخودی	۵۷۹	مجد الدین ضیاء الدین غرمان اخستکی
۶۰۸	محمد عوفی	۵۸۰	مجد الدین عوفی
۶۰۸	ابوالفتح محمد بن اسماعیل	۵۸۰	مجد الدین محمد الباہری انسوی
۶۰۹	ابوالفتح اسماعیل	۵۸۱	حکیم مجد الدولت والدین عیسوق
۶۱۰	حکیم ابونصر محمد بن اسحاق القایینی	۵۸۲	مجد الدین محمد بلواج
۶۱۱	مولانا محمد عصار تبریزی	۵۸۲	مجد الدین شرف بغدادی
۶۱۳	پہلوان محمود بن پوریاولی	۵۸۵	خواجہ مجد الدین ہنگر
۶۲۲	شیخ محمود شبستری	۵۸۹	خواجہ مجیر الدین سیستانی
۶۲۶	شیخ بختیار الدین صفی بن محمود	۵۹۴	استاد شریف مجد جرجانی
۶۲۶	شیخ بختیار الغزنوی	۵۹۴	محمود بن ناصر الدین سلطیکین الغزنوی
۶۲۸	رفیع الدین مرزبان فارسی	۵۹۶	سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی
۶۲۹	مسعود بن ابی بہن کرمانی	۵۹۷	محمود وراق
۶۳۰	امام مسعود رازی	۵۹۸	حجت الاسلام محمد الغزالی
۶۳۰	سعد الدین مسعود الترمذی الغزنوی	۶۰۰	محمد بن علی شاہ کاشانی
۶۳۱	مسعود بن سعد سلمان	۶۰۱	محسن قزوینی
۶۳۳	فخر الدین مسعود المروزی	۶۰۲	سید محمد بن ناصر العلوی الغزنوی
۶۳۴	سعد الدین مسعود دولتیار بخاری	۶۰۳	مولانا محمود

۶۵۸	استاد ناصر مروزی	۶۳۴	سرور بن محمد طالقانی
۶۵۸	قاضی ناصر الدین محمد عمر	۶۳۵	مطربہ سمرقندی
۶۵۸	افضل احصرا ابو العلاقی عطانی بن یعقوب معروف	۶۳۵	مولانا مطہر
۶۵۹	خواجہ ناصر الدین کاشانی	۶۳۶	منظر نجدی
۶۵۹	شیخ نجم الدین کبری	۶۳۷	... بن قوسیخی
۶۶۲	شیخ نجم الدین رازی	۶۳۷	معین الملک حسین بن علی
۶۶۳	نجم الدین حسین معروف بشہر	۶۳۷	استاد معنوی بخاری
۶۶۴	نجم الدین سہروردی	۶۳۸	ابو عبد اللہ محمد بن حسن معروف فی البلیخ
۶۶۴	حکیم نجم الدین محمود الیاس	۶۳۸	امیر ابو عبد اللہ محمد بن عبد الملک معری نیشاپوری
۶۶۵	شیخ نجم الدین یعقوب بن شمس الدین	۶۳۱	خواجہ معین الدین چشتی السنجری
۶۶۵	نجم الدین سمنانی	۶۳۲	حکیم معین الدین فاریابی
۶۶۵	نجم الدین زرکوب	۶۳۲	معین الدین ہانسوی
۶۶۶	شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی	۶۳۳	ابو المعظفر مکی بن ابراہیم علی خاں
۶۶۶	نجیب الدین حریز قانی	۶۳۳	ملک شاہ بن الب ارسلان سلجوقی
۶۶۸	حکیم نسوی	۶۳۴	معین سرحسی
۶۶۸	حکیم نسوان	۶۳۴	ابو سعید احمد بن محمد منشور السمرقندی
۶۶۸	نصیر الدین بن الحمید	۶۳۴	ابو نجم احمد بن یعقوب بن احمد المنوچہری
۶۷۰	نصر ادیب	۶۳۹	مہذب الدین منصور بن علی الاسفداری
۶۷۰	نظام الملک نصیر الدولہ والدین محمد بن ابی...	۶۳۹	حسین بن منصور الحلج البیضاوی
۶۷۱	خواجہ نصیر الدولہ ابو جعفر محمد بن حسن الطوس	۶۵۲	ابو الحسن علی بن محمد الترمذی
۶۷۷	نجم الدین احمد بن عمر	۶۵۳	استاد ابو محمد منصور بن علی المنطقی
۶۷۸	شیخ... نظامی گنجوی	۶۵۶	خواجہ موزون
	محمد بن احمد بن علی نظام الدین خالد دہلوی	۶۵۶	بی بی مستی
۶۸۳	معروف بہ شیخ نظام الدین اولیا	۶۵۶	ناصر الدین عثمان السنجری

۶۹۲	ہلال قاینی	۶۸۳	نظام الدین محمد بن تاج الدین
۶۹۳	خواجہ ہمام الدین تبریزی	۶۸۶	مولانا نظام الدین رازی
۶۹۳	ہندو خاں	۶۸۶	نظام الدین محمود قمری صفابانی
۶۹۵	نظام الدین ابونصر ہیبت اللہ انصاری	۶۸۷	مولانا نظام الدین اعرج
۶۹۵	ہیبت اللہ ہمگر	۶۸۸	نظام الدین بسطامی
۶۹۶	محمد بن عثمان الکاتب یمنی	۶۸۸	خواجہ نور الدین منشی خوارزمی
۶۹۷	فرزوق یمنی	۶۸۹	حکیم نور الدین صندوقی
۶۹۷	یوسف بن محمد دوبندی	۶۹۰	نیک روز محبوس
۶۹۸	یوسف بن نصر الکاتب	۶۹۰	حکیم ابوبکر الواعظی بلخی
۶۹۹	شیخ ابویعقوب مرشد صمدانی ریوسف ہمدانی	۶۹۱	مولانا وحیدی
۶۹۹	یوسف یلمنی	۶۹۱	فضل و صاف شیرازی
۷۰۰	یوسف بن الیاس	۶۹۲	ولد شاہ کیو دجامہ
۷۰۱	یوسف بن شیخ احمد الجامی	۶۹۲	خواجہ شرف الدین ہارون



پنج بار بر پیشانی او شده ندو چون عماره را بجهت بر سر او  
 نمود این رباعی که در راه ایشان کرده بود خوانند در راه کاشی  
 مذکورست ندین یک کام ز خود برون نه و راه بهین ای  
 جهان تو راه اسلام کزین با ما سه نشین و با خود نشین فریب  
 کاشی هزار رباعی دیوان او گویند در وضع مرقه شش بود است  
 و جز این قسم شعر از او در عرصه بیان نیست اگر خوبی اشعارش را  
 همه را باید نوشت و اگر شعرش منظور داریم تمام را از رقم  
 باید انداخت و سرمایه تبرک را این چند رباعی است ای  
 رو تو ماه عالم آرای مس وصل تو شب و روز تسانی نه  
 کز یاد کران به زنی و ای من و در با همه کس هم از با هم  
 و شما که زدی بنات در زلف تو خنک چشمی که ز دیدت ز لایردی رنگ  
 نه چشم به لبست بی تمام دیده چون و آن دست بکوفت بنوم سینه  
 بند این سر عم یار منی یار من دستت که انامی بیارم دست



بیکیان المردوم هر کجا هم بجای می شنوند از اوردن  
 بجز ملازمت سلطان از عنوان نام بر جود حشمت و ابونصر  
 بر او ابوعلم شد بزودی بسیار دل بر وزارت نهاد از راه  
 بیایان در میان و از زرم و ابی پور و است روان شد و ابونصر  
 من نه آخر رسیده بود از عذاب تشنگی  
 از ایچ و شامانیم در راه ایچ و اصل شدند و ابوعلی سنا  
 چاره پیدا کرد رسید و از آن شهرستان بکیر جان رفت و در  
 کاروان برای منزل ساخته طبیب طابها بکده سج آنها گشت تا آنجا  
 رسید تا جوس بن و بکیر هم من عشق ابر کشته شیخ ان حالت را از احوال  
 در حالت در میان و در شرب سینه کس ق مجاز بشد امرض  
 فاسق و چهارت و ملک و بجهت روزگار کرمت و نور  
 ان محمود صورت بوعلی که مانند کس و من خود  
 ملک بجهت و جود ملک ان صورت و کس و فتر

اورا پیشتر اندیشتر رعایت فرمود تا آنکه در حد  
 قاجوس را ایچو کا بوس و زورفت شیخ ابو علی از سر آمد و بوس  
 افکنده و مجد الدوله دیلمی که پادشاه عراق بود و موم او را از حیند  
 دانسته رضا جوئی اوسپی نمود مجد الدوله را ما خولیا ای بهم رسید و بعد ازا  
 ابو علی بیست و دو سال چهار صد و بیست که سلطان محمود بغزم شیخ عراق  
 را بیت اقبال بر او داشت شیخ بو علی بقصر بن رفته و از آنجا بپایند  
 و شمس الدوله بن فتح الدوله حاکم بود و قویج او را پید آمد بو علی آن  
 قویج را بر نیزج طبابت بر طرف ساخت و منصب وزارت دیلمیان  
 رسید پس از چند گاه آشوبی در میان دیلمیان افتاد اسباب آن  
 شیخ بخارفت و اسباب آن را ذکر کرد و در خانه شیخ پدید آمد  
 جل روز پنجاهی گشت و شمس الدوله عود نمود با اسباب و اسلحه  
 فتنه و استیصال ایشان بر تافتند و در باره حاجت وزارت و بر تافت  
 سیاد و خشنود ابو عبید فقیه در روز یکم و زان روز

در نیم اسفند به بیست طاعت کتبت  
 قاری علی علی بن ابی طالب  
 شیخ استغفار دینی بود و نیز آنکه میان شیخ  
 و بنیامد و در هوا بود و افقت مختلف شده سردی و یاه لغت  
 شد تمام یافت شمس الدوله بنوی بعد از شناخت و بسبب خود  
 خود از نزد او خواج غنیت بجانب بعد از برتافت نوشتن  
 نامه از حقیقت شیخ الملک بن شمس الدوله بر مندر حکومت  
 پست شیخ را تکلیف برادرش کرد شیخ از ارتکاب آن سر باز  
 کشیده قبول نمود و از دهمشت این استماع کرد و در سر ای ای  
 بن عطا پیمان شد و بی آنکه کنانی در پیش داشته باشد طبیعت  
 و هیئت شفا انشا کرد و طوق شفا را نیز آنجا بیان رسانید و  
 علاء الدوله بن کما که حاکم صفایان بود شیخ  
 یکی ازان قلبه می سرور  
 در آن زمان که شیخ بعد از آن نمود و  
 در آن زمان که شیخ بعد از آن نمود و  
 در آن زمان که شیخ بعد از آن نمود و

پنجاه روز در این کابوید از آمدن باز شد و شنبه بیجا آمد  
 بعد از آن آمد و در منزل علویان او وید قلبیه را  
 برادر خود محمود فقیه ابوسید و دو غلام در لباس پیچید و بصورت  
 آمد و علاء الدوله خلعت خاصه شهبازی را با دیگر زرکوب و راز محنت و  
 کرامت با استقبال و دستداد او را در منزل مناسب فرود آورد و در  
 نواز شخص و کرامت در شان او رعایت میفرمود هر شب جمیع شیخ  
 مجلس علاء الدوله با افاقت می که زیور کتاب شکار را در آن روز  
 چون در سنه چارصد و هشتاد و هفت سلطنت نمود با پیشتر مسعودی  
 عراق در آمدند شیخ بوزارت علاء الدوله اشتغال داشت پادشاه  
 با وزیر از شوکت سلطانی ترسیده بجای کرختند و سلطان محمود  
 ابدیت آن ولایت را بمسعودی که از پیشتر بیوی دارالکتاب از کوفه  
 علاء الدوله پسر خود را با برید و پادشاهان از او مسعودی در زمانه  
 در احوال آن زمان سلطان مسعودی و افاده صفای از استوار بود  
 الدوله و اگر داشت چند گاه بی علاء الدوله و در کوفه بیجا آمد  
 و یکبار مسعودی بر او عیب گشت که او اطلع پادشاه فرستاد

خواهر شریف بیست سیاه طالع  
 است که او دختر بود که است و هم که است  
 در آن در آور تا علاء الدوله بزرگ خبک نووه صفایا زرا  
 ح که از آن سلطان ضعیف را بقوت طالعی که داشت در عقد  
 نکاح آورد و پس چارصد و بیست و یکم که سلطان محمود برونده  
 در آن وقت که در آن راه سیل حمدونی را والی عراق ریاضت خود  
 در آن وقت که در آن راه را با ابوسهل الفائق جدال افتاد و  
 شکست خورد و بعد از آن در آن راه بر مسند حکومت نشست  
 نقلت که شیخ را از مجامعت بسیار ضعیفی بر مزاج مستولی شد همفری  
 او را پیش آمد و زحمت قویج بهسم رساند و دیگر وز هفت نوبت چغنه  
 که در آن وقت که کوی واقع شد بیست و پنج نیز بر مزاج آن دانای  
 ه شد و دیگر باره بیست و پنج نوبت فرمایند داد

در آن وقت که در آن راه را با ابوسهل الفائق جدال افتاد و  
 شکست خورد و بعد از آن در آن راه بر مسند حکومت نشست  
 نقلت که شیخ را از مجامعت بسیار ضعیفی بر مزاج مستولی شد همفری  
 او را پیش آمد و زحمت قویج بهسم رساند و دیگر وز هفت نوبت چغنه  
 که در آن وقت که کوی واقع شد بیست و پنج نیز بر مزاج آن دانای  
 ه شد و دیگر باره بیست و پنج نوبت فرمایند داد

در آن شب این و سپاه نجاتی هم فرستادند  
و آنروز تا به بر فراختن نداشتند و باز  
شده نگاه علاء الدوله نمرم آمدان کرد و رنج فوج با برمود  
آن کجور کج حکمت با بیه تو به و انابت عسلی بر آورده از همه  
ناکرد دنیا تو به کرد و غلامان را خط آزادی داد و ختم کلام محیضه  
در حبه از رمضان سنه چار صد و پست و هفت از برای  
دیبا بترل آخرت رفت مرقش در انت بی از انست  
تاریخ ولادت و بیان حالات و سال وفاتش را بسیار این  
قطعه بسیار است حجته اهل ابو علی سینا در شرح آرد از  
عدم بوجود در شصت کسب کرد جمله علوم در تکر کرد این جهان  
پدر و دیو بدین روایت در حیاتش بنجاه و چهار سال بود  
و قول آنکه شصت و نه سال شمس و مقدر بسیار است در این  
قدار قبول نموده اند و از شرح ابو علی لات عینیه در شرح ابن ابی عمیر  
یا و شاهد کرده اند گوهری چند نیز در شرح ابن ابی عمیر  
که قلم فرم گرفته و اسامی تصنیفاتش در آخر از آن است

چنانچه خواهد شد ~~صفت چهره باطل علم~~

دردش در چشم می رسد نام دو علی تکلیف نام بود و عین با دو یاس  
فکوس نشاز حاجب و عین الف با خط جلی سنا با ده عشق در  
قدح ریخته اند و اندپی عشق عاشق نگینته اند تا جان و  
بمان بو علی مهر علی چون شیر و شکر بهم بر آمیخته اند تا  
اگر دول تم کیمی را توانی کرد نشاط و عیش نبارتجا توانی کرد  
اگر یاب ریاضت بز آرزوی می هم که درت دلها صفا توانی کرد  
تغیرات هوس کر برون نمی گامی نزول در صوم کبر یا بوی  
کرد و لیکن ان صفت ره روان جلا کست تو نازین  
جهانی کجا توانی کرد نه دست و پای ال را فر و توانی بست  
نه رنگ و بوی جبار با توانی کرد تا با من دو سر یادان که خندان  
میدانند که دانی جهان ایشانست من زن که از خری  
ایشان شکر گویند فرست کا فر ش می خوانند ای نفس که هستی  
او او هوسنی تیرا آید در جانت یک نفسی تو نیامد  
عشیه که در کوز دست بر می و بدشمن زور و عاقبت

پیرامین و دیوانه بود هر که ز می بلری  
 آیت که آتش نشاط انگیز و یا از قهر  
 کرد همه مشکلات عالم را حل - بیرون جستم ز بند هر  
 هر بند کشوده شد گریه اهل - کفر جوئی را از دست اسان بود  
 محکم تر از ایان من ایان نبود - در هر جوین یکی و آنست  
 بس در همه سیریک من است  
 حکمت طبیعی و الهی رونق تمام  
 کنجید انبیاست قانون طب چاره شفا هرده جلد اشار  
 بروا تمرد و حمله حاصل و محصول بیست جلد مختصر اوسط در منطق محقق  
 محسب طمی موجز سید او معاد او صاف کلیه او و به قلبیه کتاب الهی است  
 هدایه علل اولی حکمت مسرفی که  
 قضاء است بر آلات رصد  
 کتابی که در بیان احوال و احوال  
 کتاب تحقیقی و مجازی صاحب  
 کتابی که در احوال و احوال



آورده که با قولد یافته و پیش آور توطن نموده آنرا بجا  
 در ادب و عفت و شرف و کرامت از مردمان نظر ایالت و  
 کتب و کتابچه ها در کتب اشعار بیشتر میشده ای هر  
 که نیست بهر شو و ملک زدی زین راه رویم بخش راه آوردی امروز  
 که ادب و بی کاندز ره عشق بخرج بودش کردی در دل در روی  
 بر علی که گیسو صدر نشینان اکابر زمان بود رشید و طوطا گفته  
 که روی توین سحر ای سرمدین سوویت انشا نموده میرک سینا  
 ماست نهانک و برنا میرک گوید طریف گویند پیا هست پیا  
 که یکچ در شناسی زود جوان و از گون میرک سینا خواج بلبل  
 از استادان زمان بوده و لیکن جوینده را از غنیمت اشعارش  
 نامل کوتا هست ابی احمد بن عبد ربیب خجستانی بدین زبان صفا  
 ابی احمد استاد بوده در تواریخ مسطور است که در امام و فقولیت جوز  
 بلزی ای خود و در این است او غلطیده که بی در و در این  
 که طبیعتش را آورد که این عجیب نموده مردم فکر تتبع ستم  
 این صانع نیست غلطان غلطان می رود و تالیب که غلط است

هر کسی که از آنجا که این کشتن سخن آید  
 نوکران را بسلاست نیز بر سر کار می  
 ترا سلاست بیاورد و مرا آنکو نیاری مرا اجازه فرم  
 مرا بعم زود کار نیاری بنمید چند مراده بر او گشتی را  
 ازین زندگی و به نیاری ابوالمعالی کاس به غری و بنجک  
 سرگردی چون ملک شاه سلجوقی رخت سلاست  
 در خدمت آن پادشاه از شعر اقدر  
 ارسلان می بود چون محمد عیلام عارضی سپاه ملکته و بیگانه  
 کل بشارتش زایل شد مضبیش با بوالتعالی تعلق یافت در آن  
 نام سلطان ملک شاه عارض سپاه سلطان برکیارق و سلطان  
 محمد شاد گفت مال بسیار بجزئی مال دآه بهنگام ساز عود  
 برادر که کجی کال و و حکم ایجاد الی تزیه  
 سلطان ملک و مال او زود  
 از و سبب مطالبه دیوانی شاد بستره  
 ایامی تو طریقه مسلم باز گشت و در وطن خود تقف

کینه بود بی نهایت بی مویک و بی چشم تنی در هزاران تن او  
 بیشتر از فوری زود فکریت تو در دل و خرد تا جی نهاد سیرت تو بر کز  
 زیاده خصم ترا بر بستند بدانک جو بر زمین زندش خورد و  
 بشود نسکین علم روحانیت انعام تو بی انعام کس ای عجب  
 در جسم تو روحیت یار روح الامین آسمان فیروزه گوشت باین  
 سازی او چون نکین سازی ز چیری کت بود زیر نکین یکا یک  
 کمازنده تیغ و نیزه سراسر گذارنده تیغ و مغف یک اندر  
 پشت لشکر و لکان نه پیره که جنگ جز پشت لشکر جو خندان همی که  
 پنداشتی همی بر ایشان حلاست چون شیر باد در جو بر تم شیرای  
 هر یکی از سرد روی این چشم بر چشم دیگر اگر سعادت خدمت او

رفته اند غرق بحر بیخودین هزار شهر  
 ازین قبل مدد جان خلق گشت هوا  
 گشته است که داری فضایل بسیار شهر یار و یارین طاری  
 مشهور بیده خدای رازی که سدره المنتهی فیض نقش و فرود  
 محبت لایلیت نبوت که کشیده مرغان اولیاد خو خاندان  
 بر شاخسار طوبی شهرت نوای شنای خانه از اولیاد  
 می آید و کرشایدی باید خواندن این شهرت آید خروش  
 همه از صیفت از غیب عریاب که دور گزوم از دایره از احباب  
 ستر که روی من از خون بود جو روی او ستر که روز من از غم بود جو پر عریاب  
 عتاب کرد خرد باد لم زدوری است چو دست نامه فرستاد سوی من عریاب  
 لطیفه گفت زکلی پوفای بی معنی کم از درود سلام و کم از رسول کتاب  
 نشانید که بزی جایگاه راحتین شده در دوری تو سر تاب و ضراب  
 کوشه خار همه معدن کل خود در کجا شده در آب همه در سیراب  
 می بیند که چو چکن که چند نماید بود در درویش حویلی همه از آ

سید شمس الدین  
 بیت زار آمد که پیشند  
 این بامارت بجز او که بود سزا  
 بمصطفی رضی الله تعالی عنده نشوی  
 باقی است بمشایب ره توانی یافت  
 برو جانکه رو چو ابرو طریق صلو  
 بپدرش علی ان سید لوالا  
 چو دین کفر کشاید در ثواب عجا  
 ز مصطفی با هست خبر او که یافت حقا  
 مقال این نباید ترا مدنی و با  
 چو از ستاره توانی شدن بر حساب  
 برو جانکه رو چو ابرو طریق صلو

مفسر عالم ابوالحسن  
 این قطعه را بپدرش منسوب داشته اند لکن ظاهر است  
 که کلام کافی کاشته اند و از همین ابوالعالی رازی است نه  
 سید سال ظفر اهل ظفر یافته اند یا نه هرگز بجشیده است بدی نیک  
 سگال کریمه سال بود کام و او دم نیک پس چه بود آنگه ناگامی  
 پیغمبر و آل ابوالعالی در بر حقیقت سیر اسی با حلیم محتاجی و بنای  
 در یک عصر هم بر آرد رشک حسان و مانندی امام ابو جعفر علی  
 القای قدرت تمام بر صفت کلام داشته خرم در نگاه فضلش تر  
 محمد عوفی گوید که اشرف  
 محمد عوفی گوید که اشرف

که از جمله لغات زمانست شبیه هم که بحسب اهلک  
 قضیه بحسب امتحان با و فرمود که در هر بیت او چه از غیر از هم با بنده  
 بکفت و این سه بیت از جمله است دیوانش را کویا با خودش نزد  
 اعلی برده اند که شوان یافت ای پاک همچو آب سحر طعم طار غوار  
 لطفی بکن جو باد مسوزان شمع جویا کبکی بگاه رفتن و طوطی که سخن  
 جرعی بگاه حمله جویا که تکرار آزا که خورد با ده عشق  
 امروزستی آرد و فرود کند خما سهل مانی شریعت و مشهور محمد بن سلیمان  
 ابو سهل معلومی از لبار اولیاست هوی بودی تجرید و نوشتند  
 جام توحید ارشاد شبلی کشته با کمال آزادی خاطر اراک سبای ظاهر  
 قضی القضاات خراسان بود در سائیه همای حماسی بی آزادان  
 از سنک نینا و ک قنبران عناد رسته اند از جمله ناصر حسن و بدستاری  
 او با ز آفته شریان حراسان آسان ربا شده در سال سعید و شصت  
 هفتاد اردار القضاای عالم مجاز محیطه حقیقت رفتن استعداد در  
 قابوس و نیک نیران عربی و فارسی بسیار گفته و لیکن همه  
 بیونکار از لطف و بارفته این رباعی در تبارش است اما

شاهزاده اند  
عزاسان مذکور: اسماعیلی و احمدی

عزادین محمد و عبد الملک و دو منصور او ایستادند  
ابو نوایس نام او حسن بن مانی است و در کاس بلا غشش در  
ایام یارون الرشید بود و در یکصد و نود و شش نقش کعبتین حیاتش  
را که در قضیده کمال است بوی نسبت داده اند

فاطمه شاه  
تازی زینا

زینت خطت زیم پاپس تو اش از هزاره صد بود  
بزرگ اسم مشهور بجز زرق این بیت از بیت مورخ طریش در  
بسجد اقصای کلام فارسی طبله و خوشی نموده جزای نیک و بد  
با خدای انداز که مکر بهم بخند او ند مکر کرد و باز نظام الدین ابوالحلا

گنجوی بچو کو هر آنکج گنج آرز با بچان فاسته در خدمت ساطع  
جلال الدین احسان مینو مهر شر و انشا که بی پخته غزال کلم  
نژدانی و ملک و خانقانی که با کرد این او بنید با انکه حسن بیوه خانقانی

و کتب بر این قبول و امادی خویش بسته بود جزوی جزئی را خبرانی  
انند مشهور بجز خانقانی سر و

۱۴ ۹

قدش پرورشش گرفت جوانانک بجز شجاع دراز نامزد سر  
طفل اشک عاقبت از رخ پویا از چشم نابینا بر روی

بشی کا دم از روی مستی فایز

میر ایل حواجر خاقانی ما

بستی و شاد و بچینن سهر برین

من آنکه که از ما در دهر زادم

مرا شصت سال است در این

جو پیری ضعیف شایسته و

تو ای فضل الدین بجان عزیزت

تو خود قره العین و فرزندان

چو رعیت خودی با ستادی من

که را به تقاضای من بستم

چون لغوی سدی از دست تو صافا

در و کر سیر بودی است بشروان

بیزدان گفتم کا دم و

فلان کبیت صاحبقران که

که فخر است ساز و فر زمین ز ما

بستی چنین کم فتنه ما را

بفضل و هنر و حیا

بود سازده تا بشوایان قلم

نگویم که بجز و کعب آدم

اگر راست پرسی از رویت شاد

منت بهم پیر خوانده هم آوازم

تو بخند و صد و سیم و ادم

زبان تو در شایری بر کشاوم

ز صفا و جاه و صلت بدادم

بجاقانیت من لقب برین بگویم

که گفته ام نه بیتی است نیاوم



تو آب و آتش ز من خاک و بادوم	بهر داری هر چه قدر چون قرم
نکاحم نکاحم بکادم بکادم	بخدمتی که مرا بر ضد ایگان بودا
یکی نمتاب و دوم باد و دیگر آ	خبر لک منو جهر مهر سپهر کرم
ز بهر باد و خاک است این کد ای قام	مانند نقلی که من شکست دروغ
زبان منادی این کوهر زمانه بنما	ز دروغ تر سخنی آنکه شاه گفتمند
جو رفت جان منای این بلند نشا	تو ایله ایضا حال تو میدید علام
ببالد از سختم جان تو علی سینا	جان خربانیان داده است
چون حکمی خانی نباشد از عدا	
درین دیار چه اکم شدم بیان	
شده زمان و زمین فخر دین ابو العجا	
کز دست زنده و فرخنده خاندان	
مانند بهر کی کوزن میلند شانه	
بگو العلا که ترا هست بر این نشانه	
مسافران سرتو مسکنه اوشا	
منزه است	

مکران عیوب در میان فغان کعبه نشسته

جو کرک یوسف پاکم ز خوردن زان

مزور نسبت عجب پیره دست شوم

چگونه پاکیزه است بولب طلبه

ز کینه و حسد این منافقان فریاد

سببار عدل قیامت کجاست تها

نخورده دست هر کس که تکی بدست کسی

بند هیچ خلق بیدار تو بچپا زنی

تبر عیال و کل برینا

جو نفس عاقلش از مادم از ملامت

همی زکار و نادر دیده صد ز غرق

کسی که یافته باشد محل او ادنی

نه ترم شان ز محمد نه شان خدا

نقشه وارز با ایشان درون کف

مگر با تو بیام آردن صعب

مگر فاکم جبری برش نکرده خطا

حکیم ابوالشلی بخاری با شعرای زمان آل سامان و آل لیت هم عص

و هم حال دست محمد عوفی از وسه بیت آورده بر افکنه جبری

ضیاء بر سرت بچشم تان ظلمت است آن ضیا نه بینی نه باز سر بر

کنون الی لب بیزید از تو سر آینه بینی سمن بر کس سیمین شده

سنگ خور پو شنیده برک کیا ابوالمویطی از پیش دستان شربت تل

جوابه خانه سخت شربت تارکش از اوج فلک میرج بر کوه شسته

نطای عو صنها و غیره با ابوالشلی از سله از شعرائی سا اینه معاصر

۲۰

زمین من کند خضای  
 کفکزه بلای تن جان کس نیست  
 سوسیم آلود و درخشش را  
 غمناک بر سپهر سیمین او  
 حاجت نفعش کردید چنین شکفت  
 جانم کز بود تن و جان اینم آید  
 کز آن بجای گوهر در حرم او پدید  
 جانهای دشمنانش جز دره در جان  
 نبیدی کشتی از آفتاب  
 جو باقایش کنی مقدر  
 عقیق تمین در سبیل پس

پیر و ابری از سواد زبان بقلیم طبلت و حالت بود طغزل  
 از اشقیان وزارت سلطان سلغزل بن ارسلان سلجوقی شاه  
 پرواز نموده در آخر عمر از آن مضرب استغفار کرده بلقمه و خرگه صویا  
 آنگاه نمود بر عزی بودیم مانی کفاف بسالی بود کینه دلقی پسند  
 بیچاره و لم جو حکم راز یافت و اندر قفسه است از یافت  
 در سایه رخت حور و بیان کلمه تباریک شیبی بود شایسته  
 کمان طبرزد بخوری ابو اللیث طبری از حمدان کسرا ان اما محمد بن خودا  
 این چند بیت سایه پرورد کلید بر پلان است و لم میان و لغت  
 ملامت شد ای مردوی زهر آنگر حشمت همی برده زهر سنی

زلف را چون شانه کنی سبز زلف تو در شانمی در آویز زنده بر کمر چرخ  
 زخم وقت بحر نسیم زلف آن خفته زار بگیرد ایو المظفر ابراهیم  
 محمد عوفی گوید از شاه زادگان آن ناصر است بستم تاثیر چه آید  
 تا در تقدیر چه زاید و کز ما در کس نیست ز کرد و فلک  
 موعظه شیر نماند و کز ما شاد بدالم که جو بسد دوری  
 ایز عیال باز کشاید و کز فلک الدین ابراهیم حیلانی محمد عوفی  
 واسطه قلاده آرا سامان بود غار باب دانش رخ سامان ابرن و را  
 او بودی اگر چه مولدش باور الهه است ولی نهال جلاش نشو و نیاید  
 زلف داد بند و تاب فکنده ز کسان در دست خواب فکنده بی  
 روان خویش را در دو خویش از می شود احزاب افکنده  
 تو با یاران چه گرفته بودی خرا در کج غنیم سودا گرفته  
 دورا حیا ای پری بر پری سکن صفا گرفته  
 شیخ ابو دراعه المهری الجرجانی محمد عوفی گوید معمار دیار فطرت بود در  
 روح امیر خراسان حسین بن سید علی بن ابی طالب که فکرش گشوده این چند قطره  
 چند از لایحه است اگر دولت بارود کی نمی مانم عمر بکوشد

در بروجی چشم او بیافت کنی را زهر کیمی من کوار بودی

هر از و یک کو باکت از عطای ملک

بهر کسی که نباشد ز ما ترش قوت

شجاعترش همه و یوانکی و صفت خوش

جان شناخته کشتیم روز کار دراز

بیا هیچ بهتر از مستی

لازمه افروخته از زره پوشان سپیدان فصاحت است و عوفی

گفته که از صبر بجای رسید به مسافران و پاید رحمت سلطان محمود است

زره پوش ترکمن آن ماه پیکر

جو با قوت جوایم لبش را جوایم

در محمود حسرت نبود و نباشد

ممد در نشین علوم حقیقیه و عابدی الیها خرداری مع البحرین کماله

صوری و مشیت در زبان سلطان عیاش الدین محمد است

ملک شاه سلجوقی طوبی ملاحش در پشت شهرت نشسته و نا ظهور کرده از

ببین کلیه زبان خیال که روشناس اهل کمال و سخن در

البس جالی است انما کل این قصیده هر وقت که از صنایع و طبع این  
 هفت کرده نیز زبان هر دم زبده طراز است بالربع ربوخت مرغ  
 اشک زنجیر بخت یوسف کلین صوفی صدوق حنج کشت بکون در بار  
 کرد بر دین با صبح مهر از صبح صبح برآمد ز کوه این طلسم گشایان  
 جو بفس حیرت از کله ای آهن جانما فدای غمزه سحر آفرین  
 دلگداز بعل لب تشنیت خید پر صین کنی ابرو ستم از ستم کنی  
 خنده کن که کرده از دل با باز بکنیم ما ز فرقت از دید موج خور  
 در دل بی که بود از بیده سر بر دوزخ وین سینه مینماید دل صبرین  
 که شده ز غمت آه آتشین نیست خلیل کعبه عرفان این اسمعیل  
 صاحب شیخ علوم عزیزه و صنعت اکیر است قصیده تغزی گفته  
 در بیان حقیقت حرم و تفصیل احوال آن زبان رموز و اشارات  
 و معجزات بیان آورده سلطی با در مینت که با گوشه شمس شاد آواز  
 شد تا زبان قلم جاری شد چار غمزه است اندر یک شعر  
 زانکه بسیار است در وی از غمزه کرد نیست آوردی شمس شاد  
 آرزمان اشک و تسل بشر سر شیوه بر این است از غمزه

۲۲

این کمال اولی روان این است بشیرین مختصر در بیان علی اکبر  
 او نیز قصیده در بیان حقیقت حجر تنظیم آورده نمونه رأیت چند بوده  
 شد کان و نیاید و روان اکثر اعظم است عارف بد حقیقت در  
 دورماکت تمهید را کمالی نگوید آن وزان بس مشغول شو  
 بصفت کین جزو عظمت این کار اپنا بود اسرار او یا  
 اسرار نظام بشیر که حجت این عمومی که نخواست روح  
 خاموشی اندر آن صورت شرط عظمت هر کس از حقیقت آن باز آید  
 بهر جانش نیست و اسد از بهر است او حسن معرنا از اتادان و زن  
 کیست قصیده مختصر در تفهیم کیفیت حجر تنظیم اکبر بیان مغرب نام  
 جلوه کرد و مطلعش نیست روح و نفسیت از بیق اندر  
 اول از بیق روح آرزو چون فایده در این سر نظام نبود و نم  
 باقی ایامی بود و هر قدر در حقیقت هر با بن اسیر و بیق  
 در مملات این صانع است کامل است و اکسیر این باستان است  
 در حضور اکبر حکمت طبیعت رشک طلای معرزی رسانتی بر صدق  
 بیگونی مذکور از این روایت او دو کوا ه سه بود همین گفته نمود

۲۵

۱۲

اسکنان ایندیوت نامی بیان نمود  
 آتش کار با همان کن در آن  
 و آن زمان در آشکارا آشکارا  
 قطع و دیگر در تنویه و تصعید و عمل و عقد و شایسته اینا که درین  
 بی عمل اکیسیر با اصطلاحات اهل این فن لازم است در عرفات  
 عین مذکور بود عدم رفتن را به از وجود و اینست  
 بلبر بر بناد هدایت و عرفان ابن ولد و لدارش  
 محار و مبینت علی حسام الدین که احدی طلبان مولوی بود بعد  
 رحلت ایشان او را بر سرند ارشاد محل ساخته با او صحبت نمود  
 مولوی زاده در صنعت اکیسیر اشعار بسیار دارد و این بیت مطلع  
 قصیده ایست که درین باب از واردات اوقات اولت چند  
 نصیحت کتبتش در وقت آشکار بر عمل حق ترا صدق شو که هرگز  
 و شنیدی قریب به بیست نیز بیست نیز یکم شوی ملاحظه کن که  
 بیات از اجاست مشواری بشو از صاحب نظر  
 عبادی ما که نشیند کین ایچو طفلان منا اندر سخ و زرد  
 در آن زمانه که بود کردید او علی بود



در چشمی که در دنیا بود که وطن مهلی وی بود شرف صحبت او در عالم  
 به نیست و مجاورت کبریا کشته از لطائف انقاس او  
 از قفس نمودم واسطه عقد ایام بود کوه آب از هوای طبع او لطافت  
 تو ام نمودی این چند کوه آب از زمینان خاطر او در صید  
 از چشم پرورده کشته از صبا وقت سحر بوی جان می آید که  
 از طرقت جان می آید عاشق روی کل بد نیست در  
 از جبه اشوبه بیگم کردی آید لاله پرورده آفتاب نیا که  
 کز بستان سحابش به بان می آید سالی رعد چرا می شنوم از لاله  
 کز از غیرت دستش نعبان می آید زهی از روی شمشیرت قوی پشت  
 سبب از امرت را سخن استی و جان پیش صیت حسانت که بود عالم  
 حساب با پیرینک آید است از تنگ بیجا موج همان عاتق خشکی می  
 موقت چون کوه تا نیر دل نماند که از روزی که از خورشید  
 در روی ز کس خالف لاله رویی در د از عکس خون کشته است غایت  
 بهر نیکو است با قوت در قضای محکمی که از آسمان سونی زمین  
 در را به چرخه کوهی هزار از تنگی در روی اقبال سنی

که از روی محبت صورت اجبال را جانی بپوشید  
 که جوهر شماره دولت از آن ریخته جوگانی همیشه تا بسنا تا سخن  
 بخورد شنیدی همیشه تا فلک بر حصین نشاند بکیوانی بان برکت و  
 محبت از هر غمی فارغ که جا ویدان هر آن کام و مرادی کبیت می آید  
 همی رانی ابوطاهر محمد بن عبد اسد الحسینی اسفزاری در رساله الامار  
 من اخبار البخیار مسطور است که وی شیخ الاسلام و مقتدر عالم  
 نام بود تاریخی از مرثیه بظیر ماضی و تنبیه است بپیر نانی که از مرشدان  
 زمان و علمای دوران بود کعبه و این دو گوهر است که در خوران  
 رشته سفته طال می تا خرق القلب من نار الفرق  
 ایما الحرمی فاصبر فی عقوبات البلاغ ابوجعفر ولی بنج خوری  
 معتقدی است سوی اوضه ز حسن و جاسته علیه و حسن علی  
 بنی فاعمل و تفعل موت بجز درشت صد و یکم در رساله الامار مسطور است  
 که شیخ ابوسلام الفاضل المود ابوالمحامد جلال الدین محمد که  
 آثار رسول و نمازین برکات آن قبول بود و جو و کلمات صورت  
 او مستوی حسن کتانت و انشا با او چون محمد بن ابی خورشید و دیوبند

فرزند زاده های بخت ثانی است که گویا در نام او بر او عطف و  
 محبت و تدبیر حکم داشته شدی از جمله تصنیفات او <sup>دین</sup> سراج العالی  
 فی بیان الدین در اصول و فروع است <sup>دین</sup> مینی دقیقه از دقائق علوم  
 حکمی و ریاضیه و معانی بیانیه بوده که در سینه او خزانیه نشسته  
 در چند سیات پدید آمد داشت از جمله تقسیم آب قنات <sup>دین</sup> حکمی  
تعلیقون شرحه واره که عمل باومی نمایند از مینی افکار <sup>دین</sup> سیر  
مینی در سیر کتاب کرده و کتاب الافلاح فی باب الاورام <sup>دین</sup>  
فست و از تصنیفات سیر مرصاد المجنین و رساله صدای  
المند سین و رساله اسرار المتاکلین و رساله عجیب در علوم عینی  
 و در آخر عمر تکام بازگشت از که مخطبه در کربلا بدایع فرزند مخت  
 و چهار مزار بوز دید خود گشته ترتیب فرمود و لوح مقد اون  
بیا انکه مستی در همان سکان یا که آینه غیرت ان در کشتی  
بیا این رباعی نیز تشیخ است اعضای را است بکر عطف  
یک تیک بر خاتم غناک شود ز هر س میدم آن بر زهر عالم  
بیا طرد و سینه پان که تم این در در آید عالم در سلامه است ثانی

۲۹

اثنتین یا فریق العارین حال پروردگار شیخ الامامی  
 کلمات بودند مولفہ الی سنی افسوس کہ در جہا ان  
 در از ہمہ حاصل فنا خواہ بود یک مسرہ بخید دست زار بود  
 یکز بخشہ روز کار بارشش ز بود صاحب علوم عزیز و شہیر ابو جعفر  
 العلماء بود و او ثمرۃ القواد قطب الاولیا عبد اللہ لقی  
 ست بعد از پذیر حکم وصیت او بخدمت ابو عبد اللہ  
 بن عبد الرحمن العارضی کتب شیوہ مخدوم و شہیر و شہیر  
 پذیر شد و چنانچہ در سالہ الا براد فی اجازہ الا حیا دستور است  
 بعد از فوت پیر خود بخدمت شیخ ابو حیان التوحیدی المسمی علی بن  
 محمد البغدادی بموجب امر او شتافتہ و ابو حیان پیر را بگفت  
 خویش بکعبہ منظم بردہ اورا بلکہ صدق و صفا اشارت نمودہ  
 بہر فاق معرفت در دلت کرد تا موتش ازین بکعبہ بگفت  
 حکمت را فتنہ عمہ اخلص بخیری اورا بہر الی بوشق کرد سہلا  
 لا سود تغیر نمود و بس از ان عمکاف بدینہ و عفاف بیدامادی  
 سرفرازی شد کہ چون حسن استعداد او را در برابرت امر ایراکون

۲۰

در صحت ارشاد طوالت از مشایخ او و بسا خرمش بر فرمود  
 و بقره علم از علوم غریبه ویرا تعلیم کرد و صاحب عرفات گفته که در  
 رساله مذکور است که از شیخ جن کره و شماره جنیان کوه بری  
 از کلبه در یار لغوره با و دادندی او بغیر و حتی و قمتیش با جنتند  
 حرف نزدی و از اینجا است که او را شیخ الجن و الالاس می گفتند  
 در خط تصنیفات او کثر القلوب و رموز العیب در علم غریبه  
 و از زبان عرانیه بیان او این باعی بس بدیت از بس  
 بدیم از و جمال تو عمری جویای فراق کشته اند فراق اکو  
 که من و فراق تو کرده و نفاق حوالی تو بشام باش حامی براق  
 در ایام مسافرت با شیخ ابوسعید ابوالخیر در نیشاپور صحنه ها داشته  
 باز کشتن بشر از بسی سهند آشنا مان لذت طبیعت را از بشر از  
 خود من گمسه بیاد امده است بر زره کتاب موده و از مکه  
 او یک مفاصل ابوطالب بن سید الشهدا با کوهی بوده و نیز  
 در بغداد شده و در عمکاف مدینه و کربلا آزاد کرد که اکثر حاصل  
 مکه و قاصی لطن بعد از بطن شده اند و در علم لب ابرسلان

فی دوو مشغول و در حین انکلاش معصومه زده کمان

دو لیسیر عالم لاهوت صرا مید این غزل با در قرآن در دیده درین رخ

نار گرفته بجای و نستان درین منی با هم پو شدند

بین سموی من آید چون بوی ضد از دم و پس القرآن آمد

معطر کند آفاق جهان را وزیر تو این بود

در سپ نکلیم همین تا تو بر آید زیرا که نه میلی و سهیل

هر چند بگو ششم که حدیث تو نکویم ز اول سخنم تو اندر و من آید

بیر جو یعقوب شود چشم تو روشن کیمت مهرت جبر میر من آید

شکر ضای کن که موفق شدی کچر انعام و فضل که معطل کند شست

منت مننه که خدمت یاران همگتی منت شناس از آنکه ز منت به است

شرف الکتاب مجد اله بن ابن الرشید محمد غریب بوی الغیب

از اعیان فضیلتی مر اسان بهاریاب دیوان بود

آن حضرت و کمال بود محمد عوفی بود در همه ارمنی و عربی

الوزراء علی الکک حاجی بود در سلک نریان بوی در آمد

این ایات نقل خندان شربت نماز و طبع شکر بر او است

<p>کرم طاور مسیحا اری خیالت ہم خفا          کز تیرا بد رگاہ وزیر ادا کرد          کہ ہم علم علی خواہند است ہم          ز شیش کیز رویشک اگر بنجر بر دار          ز عیال عارست هر نوری که          خرد گوید که با این شرح و نقل مختصر          بہاران طرا سینیل مطرا از مطرا          بروی ز عرفانی بز غناب حکم دار          کرد عالم دستانی کرد          کم کن ار هرگز زمانی کرده          پیش ازین جانی و ثانی کرده          خدمت صاحب قرآن کریم          در جانشین بی زبانیک          شیخ ابو الحسن مع احمد جای ازوزندان صاحب سجاده و آرشاد شیخ</p>	<p>بزرگوار          در سوره ایتوبی خود خوا          روی کنور پایی          ضیاء الدین علامہ الملک بیکران          یا پیرن جنت          شرف قدر و عارت او فوت کردن          اگر حصول علم را چستی بنسبت          بالانجام ہر سال سعی از ہر طرف          تو باقی بادی و خرم کہ اشک ما          صاحب خود را بفیض بگرم          نیکی بانسب دکان کردگان          آمد بگنہارنی من بند در لبت          و کجا بگنہارنی من بند در لبت          حاصل تو کہ جو بولیم جون مرا          شیخ ابو الحسن مع احمد جای ازوزندان صاحب سجاده و آرشاد شیخ</p>
--	---

احمد است ایام سیر از میان تخت و طبعیت او بهرستان جا آمدی در سیر  
 خسته بود تو ام در میان تزار می گویم وز همه عالم مرد کم می نشی  
 آتش دارم از مهر تو از رطل در سپیدی آب آتش باز کله  
 بوالحسن الهی مستم از بیان تو مستی سامان بود پر بهر گام  
 فتح الملک مویب الدوله ابو بکر تزدی پیوسته آفتاب ترستند  
 مضی و علمای تافعی محمد عوفی گوید که ششرا سوره بیوزگار در برج اوقص  
 عم گفته اند او همه را در مجموع جمع منوره پیاد کار کنی شش در تمام یون  
 وزارت ملک الحمال در کف کنایت از بود و محب الدوله وزند  
 رشید اوست ابراز تو اگر کسی حکایت کردی طوفان کفنی  
 کرده عنایت کردی که بچو کل از سحاب رخ ترکمی مانند سبزه  
 خاک بر سر کنی ای کاش ما جو سبزه بودی عمری تا هر سال خاک  
 سر بر کنی بخت بدین ابو بکر بطاطا عوفی گوید از روز وقت طلایان کن  
 بود در جد و نزل بر همه سرا فرستاد و اگر تزدی از سر عوفی  
 او را بر بکر و ریر میدانه باندگی جو شیر و شکر کردی  
 که قاصد خون جان ماگر کردی قوم و ملک چشم منم زان سبب است



کرمین که در کرمین در کرمین  
مستقیم میان صورت نکار  
مهرزادان محبت دست تکم

درود در جان من بر طلق ادر  
علی رازی در مرصاد العباد شیخ نجم الدین از نقل نموده

بدینان سخنم هر جان بخشد ذوق ز جان سخنم  
بیکوه بنیاد که زبان هم من و الم که ترجم از سخنم

خواجه بلبل کربن تصدیق الیک در نوید حوالی نبال طبیعتش نموده نظم  
باز و همیشه ه این دور ربی دو دوسته کل ازان شاخ است

رفتم بود اع کاه کردم طلبش زان بس که بی کشیده بودم بخشش  
فریاد بر آید از لب چون رجا فریاد میوسه در شکستم بلبش

در هم بود حال خویش چون داود تار و زبم بنقشیده دل پر امید  
هر آید در شمشیر زین جوشت بس شمشیر نور سپید

ملک ابوبکر بن احمد جاهلی در سببان و دین  
ورادت و اهدت داشت بسیاری از گلستان دولت او کلنای کلک

در ده روز امید زنده جمعیت کوید شرف قدمت و فی رسید نبال

و بعد مرا از پتیا فرمود هر شب بپوشد مجلس شکر می ایستاد و در هر روز  
 اجتماع ارزانی داشته بود و در نهایت و ایالات پی در پی نوبت می رسید  
 وقتی تیرجوستان بود این رباعی انشا نمود ای دست مرا در  
 تو از دربان به زدن از هزار پستان به هر چند جوین هزار سخن  
 هستت کس را رسد دست زلف لپتت سبز زهره زار  
 کبر سدا پیت جزایزه که آیاره که گیرد دستت در آن عهد که سلطان  
 سکندر بسبب چه آنکی که در بعضی مصافها نمود بود و حسن را با او جاد  
 داده بود در این رباعی را در طب زمین داو گرفته سلطان گفته بود  
 ای تیغ تو کرده بر خاتک زمین و زخون حسودت همه کلزنگ زمین  
 بخشای جوان بنده که آورد او را صیت کرمت هزار و سنک زمین  
 در معدودت تیغ تویم صاحب اهل قوام الملک گفته کردی که بر آه از  
 سخن این پستور فاست که در دیدار که شرح بود است بر سر  
 خورشید را شسته کردی عذر کرمت هم قدمت و اندخواست  
 قوری شمس ولد خواجه رضی الدین مستوفی قضید و برای او گفته  
 که مطلعش نیست رخساره کوهری بنی زردگان رسد بایز

۳۶

رخ تازه کجاستی بکستان رسید باز و نیز در پاره این قطعه کت  
 بخش رسیده بکستان رسید باز و دیده صد و دپارس ز کرا  
 سلطانیک در هم و الفایا بس تابه با نظر از تریز  
 پریشان رسید باز که چه وقت رفتن چیزی کف نداشت  
 ز کشت کرد عام و عیان رسید باز گفتی همیشه کفر مع الکفر زنده  
 می شوم می نشد که مسلمان رسید وی لب لباب با نام عین الملک  
 نور دیده او تمام کرده ابو بکر بن حمید بلخی و اعطای بخش به آن صاحب  
 عالیشان بود اشعار شریفی بر نور زهر و توجیه این است  
 ز صل بدی و نه سیکی ز مشرقی است این دو اور کت داور کما  
 هر نیک و بد که هست بقدر علم و نازد و در این است غایب چیزی  
 کجست جویان و در مسود و در در بد کنی بد او عناد و بد آخرب  
 ز راهی جلاله معنی ابو بکر بن حمید از این حدیثی حکایت در  
 کجست این حدیثی است ملاوت معنی و لغت او در کجست  
 در کجست هم آن زلف جنان نور افکند و اندر غم آن رخ و لا نور  
 افکند من روی ترا بجا بیدیم کیشب آن لب صفا آمدین

صاحب ملت شریف با جمال نلوا او صاحب ابو بکر حنیفہ اسمکالی غزنوی  
 اشحاب فاضلان طبل اثنان بود و از شاگردان نامی ابو بکر فارسی  
 جو تہ نظای عروضی دیری بود در دیوان لوح بن منصور  
 بتودی قدر او شناختند و باندازہ فصل او را متواختہ از  
 بہرات رفت و از انجا نزد التکن باز سبب نامہ را از چنان  
 جواب لوح نوشت آیت کریمہ یا لوح فذ جاد تہ کثرت جدہ لک  
 در نامہ درج کردہ در خاطر لوح اثر نمود و سبب شکست التکن اورا  
 نقض نمودہ و الالشا را بدو سپرد و در آخر حال دارالانشاہ سلطان  
 مسعود بن محمود تشریف عبارات او زینت یافت بہیقی در تاریخ خود  
 گفتہ کہ بہت زینت کشت او بدارالانشاہن شدہ ام و عوفی گوید  
 از شعر او خبر و بود وہم بہیقی گفتہ کہ چون سلطان ابراہیم در سمرقند  
 بخط استادا او چشمہ اسکا فی غزوی چند سطر در دیوانہ تعال کرد  
 چون شہر بلک رسید اورا طلب نمودہ بیدہ کاتب را در وہم بہیقی  
 سلمہ شعر را بطغیل قوی انعام نمود و این قصیمہ را با چندی خود  
 بیج وی فرمود و او را اشعار بسیار بہست از ویوالی ہمہ

چو در می تخت باشد یاری ز جان نیرود نماید بخت ز رعیا  
بخت چنان بخت بزرگی نگاه در بخت بد بخت هیچ نیارد ز بهر خرد کاری  
تا در زمین آزار برده ای که سبک نماید در چشم و نشین در دست  
بهر در زخم و شود تیره و بگرد و بخت هو بداند خود پندارد چه آید کار  
خدا ایگان فلک است کفوت کس که فلک مکان دیگر دارد کوش اندر دست  
ز آن قبل که ترا از در فرساید از خاک ز جاگران زمینت کینند و  
ز بدیدی که می بگفت هر یک خسته شد یکی در چشم بر آن راهوار خوش کار  
زاد مسیت کرشکر تو خیل چشمات سرک بلذشان شوان پشت بر در و دیوار  
زیب کوع و سجود صام تو کوسی هوا مگر که می بندد آهیند و تن  
خرد بکنند چون جایست منتظر گو که تا ابد نشود بود او جدا از تار  
نشان نکه بیای و بیان لاله بیان چرخ تبار و بیان بار بار  
باز پس که در چشم است چشم از چشم زاندم زاندم زاندم زاندم  
زینده از در آنکه دل یار و یادت چند آنکه مرا غمت شد ای با دوست  
گر چه او است کسوت زیبا و در چه ما با است چشم تو در هوا  
شیر ما چو شیریم و یازد چندی او چو خسته است در تن شما

۳۹۰

مجزرای سیدی بشادی و با

و در پرورش شتاب آید

کویند بر آید خواجہ فرید شد

کویم از آنچه او عوز و هر شب

صد هزار اشرفین زریه علیم

و ک بهفت اقلیم

عذیب تهریاک آمد

کز چه از کسب روزگار جهان

شکرنت خدا بر اگا خسر

ملکا چسپه و احسا و ندا

پادشاه را فتوح کم ناید

کار و انهی یکام دل باشد

ز فریاد کی نبرد دست بند

پایم چونک تیغ یار سیکه

هر چه بر مار سوزنیک و زب

بهر کجا بختی بختک بر سب

کینه در عوز و نشانی

سبش نکشد موی

موی کند از پر در رسم

با و برار رحمت ایرا حسیم

کز روز سیدین جلال قدیم

و آندان

در بدفت ویر ماند در تیم

آن همه صعب گشت حال سلیم

کیه سخن گویت چو نطق

چون زنجیر رامیان بدیم

صبر ده بر هر چه است و اقلیم

کر شنیدی کما است

در نمانی ز ملک بهفت علیم

ملشند از خاک بایک نه ای کریم

خون کسی بخدا رسید  
 رینه داخیم هر کسین تعظیم  
 ه شمارده  
 که رسید ان چنانکه مبین  
 بخاری بنید ز خوان کرده  
 بد که کار  
 که جلال الدوله ابو محمد بن محمود الغزنوی چون سال صد و میت و یکم  
 بین المدوله محمود میرض دق در غزنین و ولعت حیات سپرد امیر سعید  
 شهبان بو میر علی بن ابوالدارسلان خوشین سلطان محمود  
 بن علی بن سعید در غزنین تحت سلطنت نشاند  
 نوسل احمد بن حسن محمود و جی را ابو سعید است اختیار نمود و با اتفاق جمهور  
 امر الضیر الید و سعید در سالان حکم و صیت پد ز یاد شاه شد  
 در غزنین به راه بر سلطنت امیر محمد یکد نشست سر ایرده بجانب  
 بر باد و امیر یوسف علم حاج و دیگر سران برگشته اوز یاد در قلوب کج  
 و محمود بود و سعید و سعید بافتند بر این است سیال  
 امیر محمد بن سعید امیر محمد در دست او امیر نشست و سعید  
 شیده در قلعه کرد انگاه محمد بن سعید امیر سعید در اکت و یکسال  
 امیر محمد یا شایان و در این باره صدوسی و سده شتاب الدوله

ح ۲۱۰

بود و درین محمود بزعم خود خراج نمود و درین و نیز در زمان کشته شدن  
 و درین قاصد عاقبت فتح و درین حال بود و کشته امیر محمد و درین  
 امیران لشکر او دستگیر نمود و بقصاص پدر خود بهلاک رسانید و امیر  
 محمد را محبوس نمود که در آب غرق شد و درم نیت یا او این را باغی  
 فرمود و دیگر اشعار نیز دارد رفتی و دل حسنه مشوشی تو  
 پیشش غرض من خوشش بی تو تو رفتی و آمده من بدین تو  
 تو در آبی و من در آتش بی تو صاحب الیمف و التلم با شتر  
 نظام الملک ابوعلی بن حسن بن علی بن احمد بن جون سلطان طغرل  
 بن میکائیل بن سلجوق در سال چار صد و سیست و نه در نیشاپور  
 کشت مسعود بن محمود نشیبه پادشاه شد مدت سیست و شش سال  
 نبال سبطانه در ریغ مملکت نشاند در چار صد و بیجاه و پنجم پادشاه  
 در نیشاپور در شهری در کزشت بنو حبه و صبهت بود آن سلاطین  
 بن جعفر یک برسند شهر یاری نیکه زده و از زایل مقام ما  
 ابو جعفر عبدالمدین قادر باشد عیسی خطاب عصبه الیمف  
 الب ارسلیان بر طایفه الیمفین در بایه القاشین رفت



نظام الملک ابو علی داریوشی وزارت بر افکنده بود  
 وزیر طغرلکب بود بکشت نظام الملک بابت نظام  
 وزارت اشتغال نمود و آنرا ارسال نمود  
 موقوف در سال چارصد و شصت و پنجم در کنار حجرت گشته شد  
 سلطان ملک شاهی نسبی خواجہ نظام الملک پادشاه کردید و از  
 کتب مشهور خود صبر حقا نطاکیه مغرب در فرمان او شد و خواجہ  
 الملک اجرت ملاطبت چون را بر خراج انطاکیه بکشت  
 تبه در روز کاره مانده کوشید و چون بدبختی سلطان قانون حکم  
 ملک شاه از منصب وزارت معزول شد تلج الدین ابو  
 صفی نظام الملک را هم در آن چند گاه یکی از خدوین  
 شین سیاح در نهاوند زخم کاری شهید نمود و گفته اند ابوطاهر  
 اثنی عشری بوده است که او را کایه ز دوزخ و از او هم مضامین  
 بیشتر بود و پس از چهل روز نیز سلطان  
 در بغداد در خور کشته شد بابت حق تعالی را جواب داد و نظام  
 الملک در هنگام زخم این قلم را گفته است از آن فرستاد و گویند

بهر حال قطره از جبینیت که در سفارش منغری گفته بود  
 نموده چون بزرگی حس و مرتبه خواجه مستغنی از اطاعت  
 این قطعه و دو سه ریالی از او گفتا نمودیم کجندار قیام  
 پشاه جوان بخت کرد دستم از چهره ایام سردم . توفیق نکونای  
 طغرای سعادت پیش بک العرش توفیق تو بروم چون  
 شد نو و پیشش ز قضاوت علمم اندر سفر از صرنت کجندار  
 کار دلم دم بکذاشتم این خدمت و پرینه بفرورد اور  
 بجاوند سپردم . چسب زلفی که ماه در چشمها و بخت فرمانده مر  
 روز کار فرمانبر اوست ترسم که بنا کام بریزد خونم کین شوخ  
 دلم چون بن یاوراوست هر چند ز تو جرئت و غم یا یلم  
 اندیش خیال بازم هم یا یلم این طرفه طیبی که چو بیمار سوم  
 هر چند که پیش جویش کم یا یلم من پر شدم خطا تو بر هم  
 زرد دست با زار من و تو درین دو معنی بشتت انباش  
 ز من پیر چه پیش از وجه مست ایمن نشین که هر دو آتش  
 پیشیت تا از شب من سه بدم بر زدم مستی تو ز

کشته بر روی زرقم شد آمد کار من اکنون کم زیرا که شب و روز  
 در خدمت بزم من و زرای با زب و زین ابوالقاسم احمد بن حسین  
 بن محمد آخبرن بیان پاری و تازی بود محمد عوفی گوید در فضل و کمال  
 بزرگ بود که صاحب عباد را با وی مکان عباد نمودی مصابی  
 در خدمت او صبی نمودی در او ایل سلطان محمود صاحب دیون  
 باشد و چون ابو العباس فضل احمد آن وزیر عالیقدر از  
 بیرون از قیصر حسین بعالم و با خستافت وی در صدر وزارت  
 نسبت دهنال ملک را ابی بر روی کار آمد و ابونصر عتی ذکر  
 در تاریخ همین نموده این سه بیت از بدایع طبع جواهر صنایع  
 در او استیسی دی جوانی نگر مگر که چه گفت گفت ای پیری نگرانی  
 گفت ای دوست ساعی بنشین گفت من رفتم و تو زوجه ای  
 نشیر ای کتاب رنگ خضاب باز ناید کنده شسته بنام شیخ  
 علام الدین ابوالقاسم وزیر درگزنی در زمان سلطنت محمود  
 بن محمد بن ملک شاه وزیر مستقل عراقین گشت چون شمس الدین  
 به او بحسب طلب وزارت پر فاست و وی این عروس معانی را

۲۲۰ ۲۵

لب این عبارت از آنست و چه منع سلطان  
 خویش و عزل من بفرقت خلق را بر و سیم  
 بسیم و ز خویش و انقست من بنده و انقم بخدا  
 و بعد از عزل حسب حال خویش این قطعه گفت  
 کرد که سلطان و ابو نجیب و وزیر و عرض دهد این بسوی  
 اخروی سفر نمودند عشوه دادی مرا و بجزم  
 دارم اندر دست در تو بستم دل و تو  
 باید بست عمده کتاب توفیق نویسن پیرانی ابوالحسن طهرانی  
 از خجکی این دباکی و لغزش برشتگی در اشعار او پیداست  
 بلکه به اشعارش ناپیداست من میوه خام  
 بر چشید خورشید چنانکه در نیم بر فرق حسودان که نه مردند  
 لکن سر مقننه می نیفکنم و نیم مالک فضل و عاصی  
 تمجید ابو سعید از عمیدان رفیع مکان بود دستک  
 محل رتبت ارباب کلام و کمال مضی ای عضو در مدح او  
 سر اسبیا المنوده و او در مدحت سعد الدین گفته ای و از خطه

پنج ملکیت از حضرت سید کاشای صدایر اچیان و سید سعید بر  
 سید سعید سید سعید تا ستم همچون ایفای ایتاوه ام بر سید  
 در آلهی حج ابو نصر فراخی صاحب نصاب تقدیر افضال نام  
 بود و نصاب انصیان از باز بچای اطفال خیال اوست  
 با عدم نهم مایه بصر در بصیرت راهی خیال بود که هنگام باز گشت  
 از کوه معظمه آن درختی که وقت رفتن از زیر او گذر شده و سر  
 درخت در آنست که چون به درخت رسید و باز به زیر فکند  
 شکوه ترشت و چون عدین الدین بهر آستانه حرب شکر کرب بلا حده  
 کت و آستانه در رستان شکست قضاییدی در تنبیت او گفته  
 در نیمه رخی است ششم روزی او در دور ملکیت حجتی بنحور  
 اول با مایه است ازان حرب کاند رستان نمودی جفا  
 زار کرده عدین و فلا دست بان در جهان تا جان زار ابروت  
 زار کبر و ز آتش ز باهوز خاک بود نماند هر چه پیش پدید آمد  
 تنای فرای اگر هیچ یاد نیست کشایش دیده ظاهرش با هم اروا  
 در ششصد و پنج شد و هر قدش در قریه ریح از اعمال و فرا

عزیز زین گل بیان حقیقت در صورت خرابی  
 صاحب مقامات و کمالات اهل حال و مرکز دایره او  
 این رباعی از پرودگیان مجله خیال اوست از  
 راز دل عاشقان ز راه کفار احوال یگانگی تو  
 فاریدن چشم جان بود از بهر طاهر نجی بن طاهر بن عثمان عوفی  
 محمد عوفی صاحب تذکره الشعرا موسوم بلب لباب و مولف کتاب  
 جامع الحکایات است و ابوطاهر فاضل محدث و مورخ  
 و معروف تواریخ تاریخ روزگار است در سیرت کتب کرم که  
 بجمله شب و شبگیر کنی یا موی جو شیر خویش جو نقر کنی بایار در حقه  
 جو زنجیر کنی این جو زره مرد راجه تدبیر کنی ای عالمان  
 و دانش پس مسجد بنا آمد ازین قیل و قالها سیاه و در  
 شراپه رت حاکم در دست کعبتین و کعبه زربلیسا صاحب  
 سیرت جلالت و ملک امیر ابوالمصالح عبدالمکریم بن احمد عالم  
 عوفی گوید پادشاهی عالی سمت نشود و میرت را می آریات علم  
 و جامع کمال و فضل بوده رایش بسید ان دوری و تازی است

در وقت صبح و شب و خطین خون و سینه رگ جان مبارک  
 است و بهر از خون حلاش لطیف است و بار عظم از  
 آمد به بار خرم و فرزند روزگار  
 باران نمایی همه یا قوت گشت و در  
 صحت لاله گل زرد و سفید و سبز  
 صفت فلفل اندر با بلبل از  
 من یار فاخته شده اندر اوقات  
 در وقت صبح و شب و خطین خون و سینه رگ جان مبارک  
 است و بهر از خون حلاش لطیف است و بار عظم از  
 آمد به بار خرم و فرزند روزگار  
 باران نمایی همه یا قوت گشت و در  
 صحت لاله گل زرد و سفید و سبز  
 صفت فلفل اندر با بلبل از  
 من یار فاخته شده اندر اوقات  
 در وقت صبح و شب و خطین خون و سینه رگ جان مبارک  
 است و بهر از خون حلاش لطیف است و بار عظم از  
 آمد به بار خرم و فرزند روزگار  
 باران نمایی همه یا قوت گشت و در  
 صحت لاله گل زرد و سفید و سبز  
 صفت فلفل اندر با بلبل از  
 من یار فاخته شده اندر اوقات

۴۵  
 ۴۹

خند بر سرش ز مشک بر لاله کز کوه کوه مراد که خواجگی به دست نرسد  
یک برک کرم که چو شست کرم  
و در خدمت ملوک که کار کسب شرف می نمود و طیب و حسین  
از نسیم این ایپاش سید  
اندیشه یقین و روان که در کوه  
پس می نشان که دولت باقیست در  
کین مانع عمر گاه بیادست و که خزان  
حون کام طردان منصور  
ضم کسی که زنده کند نام جاودا  
محمد الدین ابوالبرکات صرافانی  
حقائق باضیغ و کسبی ارفاق  
کریان بود صاحب  
و عزایت پیانت محمد عوفی این قضیده از و در لب زلب  
آند که در ذراع جشم آن مضمون  
دو جریح پر شور و دو یا قوت  
رضوان تو کفنی که یا شورهای سیم  
بشبنم می بچسبند از برک  
بسر این در کراجهات بود سطر آنکه مستعاز از انوشیروان  
که در بود و ملالی می خندنا که زین نام مدوح انداخته شد  
صدر زمانه قبله اقبال تاج دین  
تاجی که دست جوهر اقبال  
ای یوسف زمانه نگین که این ره می  
چون گرگ فاجر است خرد

بانه



تو جان من و بی تو جان من  
 که ز اهل معنی باطن و الوفا مسوگند اهل تقوی  
 سوگند عاشقان بوصول و کتا رو بوسه  
 کشف احباب و در من سوگند ابلهان کیم آخر  
 پیشا و اندک بدست خویش به چیده در کفن گرفته ام <sup>نقص</sup>  
 عبا که بگذرد تو لفظی هیچ صورت و رمزی هیچ فن در من چه کز او  
 چه در دل چه است سناخ در دل من و نه رفع در بدن نه لک  
 زرم و نه روشن و نه خفا - نه زنده زور دارم و نه در حل  
 نه نه که هیچ غم که صبوح فصل از آب چشم و آتش دل  
 هر روز محنتم بر آید ز دور هیچ یک شب بفرقی بهم  
 آن ناخوشی من هر هلاکم او هیچ عنکبوت که هیچ عقل  
 داروانی پیش کوشش و ملک دار و آنگیز و روز  
 عالی هر که در آمد و شدت دست نیاید ازین  
 یکی از رکاب سیم شبتت زبانش و رت از اولم صفت  
 شیخ ابو حامد که مانیگان پیشتر از گروه تشیع کننده کان بر آ

که همان شیخ احمد کرامت و او را است با اول کفرم حدیث شایع  
 کیر چون سر سباده کلامی کم کیر دل گنت مالمین که کیر کیر کیر  
 و دوی و فائقای کم کیر کونید از افراد کیر کیر  
 صیغه مقطوع از و عزلی آورده اند و این بیت از کرامت  
 دوی زوم غم وی روزم آید و انار زومی دوی وی دائم  
 او از مرشد طغیت آل طه و حسین شیخ ابوالقاسم بشیر از بزرگان  
 صوفیه است در علم و عمل و مولد و منشا آن صوفی اسرار از غم است  
 و شیخ ابوسعید در طفولیت باور سیده و این رباعی از اولت کرامت  
 گفت اگر خواهی بسز با ضای سخن مگوی در خلوت این را بگو  
 چنان را مگوی من سپودی قرار شام کرد احسان ترا شمار  
 شوا بجز که کر برتن من زبان شود هر موی یک شکر تو از هزار خوانم  
 که در ایام تقامات شریف شیخ ابوعبد اسد محمد بن خفیف الشیرازی  
 البکر لیسما از اولیای کامل است و به پاری از صوفی کرامت  
 او در جزع فان یافتند در شیر از نامه مذکور است که شیخ الکیسری  
 عبد اسد محمد الخفیف شاج تارک ارباب نظوفت و سال چای

چند روز بعد از آنکه در مسجد کوفه در روز شنبه پنجم ازین کجرا آورده که صد و پنجاه  
 سال سرافرازی که از این حدیث از وی یافت و در عهد عضدالدوله  
 در کوفه بود و در شنبه شش و خوابگاه هفتاد و نه سال در همان خاک است  
 و در وقت حج گذارد و در مکه در دوم جنید و منصور را دید و  
 در شب سیم که از حج برگشت جنید نوشته بود و ابو محمد در علم قائم  
 بود او شده خرقه از دست او پوشید و سال و فاش  
 در سید و در یک و بعضی شب سه شبته عیبت و سیم  
 بعد و پنجاه و یک نیز نوشته بود در عمر خود آن بیت را گفته  
 یا یار خویش و همگی کار خویش صبر فی بهتر شناخت  
 در نیاز خویش شیخ الطریق ابن مطهر نام او شیخ قطب بن محمد <sup>الدین</sup> <sub>بن</sub>  
 شیخ حسن الدین ابن مطهر ابن شیخ احمد جاسیت و وی گاهی  
 ابن مطهر گاهی قطب و گاهی محمد تخلص میکند و این بدان  
 در امثال اسد از عربی رسیدند که چه نام دادی گفتند یا <sup>ابو</sup>  
 اسمع البصیر الذی یسک السماء ان یقع علی الارض سایل در

جواب گفت مر جاک یا ابا بصیر القرآن و مولف گوید که اگر عهد

۵۳

و کثرت تخلصش با اشعار بوری که در آن خودی هر حدی

انفاس اوست کی بود که ز نفس نفس سخن

هوای این جهان تنگ خوش و آریم بر عراز

باششایان بیغ و آرد و زروت و ریش این قوم

در حید این مطهر نفس راه لاج کن تا که از زیر این

و آری هم طالب مطالب علوی ابو طالب عا که از اکابر زمان خویش

آیات قطعه از بهشت طبیعت اوست

باید کرد که ناسپاهی روزی ز تو بر آرد و سرای نعمت

نعمت صبر بدین دو مذهب باید نام گیرد و ابو علی محمد بن علی

المشهور بابین مقله طغرای کلمات نفس کامله بوده و حسن

سلطان خطش رقم نسخ بر توفیق جمال مشکین چنان کشیده یا قوت

میست که ضرب المثل عارفان و عاصیت لعینیت که از کان

ترسیت و او پرورش یافته ابو عبد الله کاتبه عدل بوده که در آن

فراست و در زیر مقتدر باشد سیوم مرتبه که مبضیب و رارته رسیده

مقله احکوم و محبوس کرد و من بیکه هیچکس از بیم بدید که او نیز غنیمت این

در روز شنباد ... کشتن بدوستان نام ...  
 روزگرت دشمن زدوست بکشند  
 تودویتی و اگر دشمنی بسا دشمن  
 سلطان علاءالدین التمش خوارزم  
 قطب قطب الدین محمد بن انوشکیه ...  
 در زمان ملک شاه است و مال خوارزم در زمان ملک شاه  
 سلطان ... شکیب مردی دین دار و کسرت  
 داران بود سلطان او را حکومت خوارزم فرستاد  
 الدین محمد بن خوارزم غنای یافت و التمش را که پسر او است  
 طالت از آن زمانچه و شد و هر سال یکبار بر آمده ملاقات  
 سلطان می نمودی و بارگشتی و سلطان سحر در او ایل حال و  
 انا علامه و ت او فرنگه اشنت و در ساله پانصد می مورده  
 سلطان تمامه گرفت می شدند بپاه خوارزم آمد و گویند  
 میاومت نیارده منترم شد و بس از واقعات سلطان  
 نقای هر ای سلطان و جهانگیری در قاف و عیش ایشان

بیل

۲۸

۵۵

با علی در جات ملک رسید رشید و طوطا در مریخ او تخت چون ملک  
اقتدر تخت ملک بر آمد دولت سلجوق و این از سزای او چون  
سلطان سحر بدست ترکان عسکر فرار شد التماس از او نمود  
خراسان لشکر کشید در جرم دره جنوستان ریشه حیاتش همه  
شامات بریده شد تاریخ پاره شد و بنجاه و یک ورشید از ترند  
آری سلطان از دست نمود و درین واقعه پیش پیش خبازده او از این  
میخواند شاه فلک از سیاست سیر زین پیش تو بطبع شد  
می و زرید صاحب نظری کجاست تا درنگ کرد کان دولت  
برین می ارتزید و سلطان التماس صاحب سر بر سلطنت  
بود وقاضی خان سمرقندی در تاریخهای یونی نقل نموده که او لشکر  
غریب ترک نژاد بود در سلک غلامان سلطان ملک شاه و سلطان  
سحر خوار التماس را بخوار زرم رحمت فرمود و گفت این شتم نیست که  
بعد رحمت زومی او را در توان دیدن را این جوان بگفت  
سلطان از از گشتن ملامت داده بود پس عزت او لغات داده  
محمد عظیم گوید که در حجاز از عماد الدین و پیش چیم که

فصل

سان که شکر بر ما تا منتن آورده بود ملک خلوتی سخت و مجلس

نه از طبیعتی لایق و امرد و انواع آلات شراب پر بود از رشید پر سید

که هیچ بجز منی ما آبی رشید گفت مرغ آبی و چون اوقت الفت با

شاید آن چنین ساق رسید رشید خواست که گرا از خود را بیکت کرد

ملک فرمود کجا می روی گفت میروم کل بسا عزا آورم گفت بشن که

کوار به بقیعت هم کل و هم غسری رشید کل شاعر بود پس آن

رباعی بد رشید گفت از فضل سرت بر آسمان می سایه زان

مرفوبوی همی بر باینه ما را حسرت تو بودید در می باید که

الاموی باشد شاید معشوقه ز راه رخ می داشت

حسرت عشق مایه جاوید از گردش جیح و سیر ماه و خورشید

اوسبت سیر کردن موی سعیه اثر صاحب دیوانت و

این قصیده حکم در دیوان رشید مسطور است اور استوار این چند بیت

از لکارت در نیت هم در جهان نظیر و جمال نیز چشم و من عالم

میرزم و دشمن مال ستم که خردیم ز بان بخنایند هر آنکه بر یک

بیت می نویسد سنه ای عراقی و چند و سم فته از شمعت من

جواب گوید از عاقلان گنجد سوال درین سه نفعه که اول

شد شدند پیر ز بیم حرام من اطفالی نه است چون شرفیم

علم فراغ نه هست طبع کریمم از جو دلال لطیفانی من

نیشش و علم همه جو بحر صلال و همه جو آب زلال

عادت تو همه جفا می کردی که گداشته و فای من اند

من همه وفا بود و ایندیش تو به صفای من ای طوبی

جانم هرگز نکندی طلب رضای من بر روی شش است موار

چشم من دوروی من لوی من هر چند پادشاه رسلا

شده است پادشاهی من این فخر زینین که گویی است

دل کشته مسخر هوای من بیه این چرخ با کرپان نشتر از

هر شبته قیامی من سه دارد و چون گدانا از کین این چرخ بگو کند

من برباید خسر سدا طین را در معر که تر سحر بای

شومست مبارکت جوین به پیوستن و دست پر لقا می

خوارم شمی تیا و سربد از و اندر سه خاطر برای

تا روز قضا کفیرت ایمان در کین من صدای



سلطان حسین حسینی از استادان بزرگوار و سخن پردازان  
 است و استحقاق حقایق طبعی و شرعی از رفعت منزلت بر قاف و قاع  
 در ایشان داشت در زمان سلطنت سلطان اتابک ایلدیز  
 در عسکرت او در ایالتیان نمود و اتابک ایلدیز در ایام دولت  
 مستعودین ملک شاه کافی و مدبر محکم است که سلجوق بوده و بعد از  
 آنکه سعید پادشاهان شد و او آمد و سلطان پرنه طغرل  
 بسطام خود را آورد و اتابک طالب صحبت ایشان بود و ملاقات کرد و  
 در ملازمت میر شمس الدین حاکم خلخال و پاسور او را بخود  
 برد و در آنجا هم مدتی در خلخال بسر کرد و آنجا طاهر رفیع زندگانی  
 در شهر شد تا بعد از آنکه فرزند خرد و مولد استیگیت از اعیان  
 در خانه ترکستان است آنم که حد بر در بر او وز زدیم و هم  
 خودم در آنجا که حیم چون پرسیدی با او بگویم که حیم سلطان  
 حزن ایشان خسته و آنجا که چاکر کوشه عزالت میر شمس کوچ  
 نوبدن که در وقت شور است چون کابلان بسره کردون فرو  
 میبای کین بر آنم که فرزند بی بر است دانی بدین بخور

اگر که سپیدان ترا ز کوی مجراست در شطاط طغیان بیرون آواز گوید  
 کا اول برهنگیست که شتر طاشنا و است چیریل میزان سیج است  
 فلک در حوزدهم طوبیگی زرسم خراست گفت آفت سر برکت حوی  
 خلیق پسین سر را خیار ازین دو یکی تن خیر است آرم و تاجون  
 اراد کس نماید الا دی که بنده شاه منظر است در شان آن  
 درخت جکوبید و کرد و فرخنده میوه چو قول ادسلا بر آن  
 چون شب با قباب رخ شاه داد جان یکرنگ شد قای کفر  
 آسمان طفلان چرخ شسته امینا بر پیش ماه دو تا چو  
 در آن میان من کاجنجان بدیدم جسم ز جاو برق زین  
 برد و کوهانه برقی شدم روان کوسی که داشت برکت جار پان  
 چرخ میگرد بر زربچاره چنان شیر غزال کردن و کوری کورن  
 چشم من خیمه صورت و دیوی فرشته میان سرش من  
 روی که در بالای پشته است کوی پیرش در نهاد و نزد  
 بادش جو طبع طفلان آشوب را سبب که هم فرقه سر  
 کاوز را مکان در آن یک و سکه الارض بفت بر تیغ کوه

در هر کس که چشم تقادرو به پستای خاک آرد و بالای آسمان  
 بکشید چشمش بزرگ بدو دراز او برکنگ خمیده رود و پاسبان  
 از صحن باغ کنگره اش را چون بگریزان هر کی خیال خیا که کند عیان  
 گوئی خود بچو سیم رخ پیچیده بر کرده اند تیری منقار ز آسمان  
 نشانی بدین نشانی و حوضی بدین صفت پاکیزه تر ز کو ترو خرم تر از خندان  
 بشید و اگر شاه نشسته میان باغ در بسته آدمی و پیری شتاب او بگریزان  
 بگردن ستوده ایام و حشر ملک است تیغ حلیفه سائیم سلام شیطانی  
 بر کف بنا بر علی صبی که خیال او اندیشه لاله زار شود پیره گلستان  
 که بگذرد پیری شب اندر شجاع از چشم آدمی نتواند شدن نهان  
 در پیش نورش کوی سیاوش است آتش پناه ساخته ابر  
 آخان خوشبوی تن عین و رنگین تر از عقیق روشن تر از ستاره صافی  
 زلف کیم که و بگذرد سیه به عقاب زخم نیم نور  
 گوهی ز صندل تیغ تو برشند صد جان زخم حوزیه برون  
 ز موج دریا این ابر آسمان استیک به  
 ز شاخه من مرغکان باغ چو

که در ولایت معنی که ای کان منست گمان من بگفته دست و پا  
 که نیز خرج یک اندازی از گمان منست زمین زمین و بودم مسافر  
 همشور در عدم است آنکه هم قرآن منست من ارسلنا  
 قلمنا عتقنا روحا حبان و قشیر و مان صدیک جهان منجبت زمان  
 همان سخن که نزد خیر است محال باشد گفتن زمان زمان  
 دو زبان سخن سینه پیر یعنی حکم عقل سحر میکنیم که  
 سنزد که منیر دعوی هزار بایمیم که بر جان رموز از  
 ای عقل خسته تو و ماورد گاه بیرون جهان سمنند اهل  
 عین گسست دهر و تاب در کند نزدیکیت خرج منه تیر و کلاه  
 جایی طبع ندارد یک آه عادت بیلی کن شکار یک سیر سیر  
 بز یک سر شک دیدگاه می منبیر نزدیک قراضه کف منقله  
 تالی زتاب توره سوره بودی کل تک ز آرزوی بر خیزد برای  
 بر اهل ملک سایه سفین همای شکل تاب سحران شریک نشانی  
 شیدر در خصا طبیعت نمیکن شتاب زور سیر سیر  
 کر بر کران شوی ز چلیپای اله زمانه کتایت اهل اسلانه

سنگی لازمه بر صلبه سبوی آن  
 تا هر کون خشک شود بر دو شاخ آن  
 چنانچه که خوشی بفرین لایز  
 هر چه میسید او تم بیالای عقل و جان  
 بر آید بیضا و سپید که عین را در کن بیانی بود و ما بر کن دعوی دار  
 که سبلی است بقیالی صیف آرای عرصه دعوی در یک عصر جوید نو

رکاب  
 اصمان

کینکه می از در تیار کزین همدان است که از فلک ولادت است  
 و معاده آنکه بنای کفر را بانی بود آن بسوگرتان  
 بلای بوسه جانی افکنده آخر او مانی را کاجان مسلمان مسلمان بود

عاشق طبع و خیل وصل بود و دیوان او مشهور است  
 علم شکر خواجه نصیر الدین طوسی است اشعار عربی بسیار دارد  
 که گفته اند میگوید این قصیده را در صفت رستان گفته

بح اتا یکب اوز یکب بن محمد بهار و از زاد بار برد در کهن  
 نغمه که بچشمه یک کوهن بدو خود می ماند ابروین عجب  
 کافور داشت آید آفتاب نگر باد آور از شهاب قلم

راه دوری بمن در شتای سفیدی لب شام  
 زیم کیغز ندرت بر بند بود جهان مدتی در زری

بیت است روان بخانک	بدوخت ازین عالم سفید پیرا
مک نطفه زین است سر و	بسان حجر سوز و هم آب هم
مگر خدنگ قدم عنایت	که روح کشورستیت او و عالم
خدا یکا نامتیب و مال خصو	سینه جیه او دانه دل دشمن
همیشه اریق ایم شد ما	رفت خواجه کس و در کرد
خواجه درگاه	یکمیر ملتیب ایم است مودان
وزن یقین کشتن	بیم آن بود که کیر دز جهاشند
نظام الدین نصیر	گفت بگرز از دنیا بنود همکاسه
بخیل اندر جورین تنگ	بگویم کرجه ازین حشمت آید
یارب ای صبر و کرم	کتابی رسیان در حشمت آید
ای برادر خجیان کتر از نیکا	شعر خیزد و کیشین مبار
گفتنش کزین جاز	ان آن تا کنی تکیه برین پویا
خجیه صفت بود او	حخت خواندش آن که بر خودت ناید
تو که کس	در همه عمر یکی خطه سانشی دل شاد
لا	یار انگس چه فراب کسرت خوارا

نفس و جان که تیریدگان غم و غم  
زین کار خفا تو خیر ترین چرا باید  
فصلت درین کار بغایت است  
در رخ سنگدان حسته زبانی فولاد  
مویق و مویق شوی خرم و شاد  
مهر کنده کو عروس از دانا  
سینه سینه بجز وار زرد و سیم و تبا  
دو بود ز بند طمع و حرص ازاد  
هر چه در عالم که از ماورایا ازاد  
مخج میرید یکبار گیش لعل و تراو  
باعر از بس زینکار خدا تو بد  
بف کان بخش تو شریک عارا تاویل  
فصلت درین امرج تو با مجدی طویل  
مهر مویق و مهر زبیر و کتیل  
در آن دستش حلقه شوی درین منزل

ان نه خود بخت شرعی نه خطا دیدت  
ریش را بجهنمی شانه و ساج کوشید  
تا در جو زر گنج استی جو ترا زو حکمی  
بس در نام شوی قانع از دولت  
بجو آینه می در رخ او نیست حسینه  
ان سنو که بگویند فالان کن  
کان بی مصلحت خویش همانا گفتند  
ورنه با وجود طبیعی زنی تحت خلق  
کسی را و بخت نمیشد کمزوی زین  
آن مقصود شترست جو در گنبدت  
ای دل و دست تقدیر عالم را تفصیل  
خبر و اگر چه در از دست دلگین بشود  
آنکه گزنا بدش آتش دوزخ سود  
آنکه بر این هر سفره که انداختی  
آنکه بر روز بگردد جو قضا در امر شوی

تا شکم پر کند از آن کسان ز نیش

دور صبح بوق بکون دوشل بر آیل

عاصم آقا که بود عیشش مود حیل

که بسیدایش می بناید نغمه سبیل

که در بهال بر عهد بر سرش عین

قوی کشتن جو تو ابست بی عین

افق مشرقی از عارض کل تازه است

در کش از زانکه دلت خسته دور است

از بی حال عمری که جو کل بر کند است

دل پر از خون شده چون غنچه که در بند زلف

سته خسته نکند که تپه نظرات

ببین بود که از فتنه خسته در حیات

ترک خیری که بوی عیب هزارش است

خاک آرزو که از احوال جهان بخر است

زاندان آنکه دیش سوی ضرور است

تیره خالی که یازد بقیان است

بلکه هم دعوی هم حضم تو و هم قاصی

نه از آن شدم قضا که در کینه بود

لیک در تپه جلالت نه جان کم

بهردین شده کن این قوی نغمه سبیل

خبر تو بر مهربان اهل کسب

کی در جا چو عکس تو اندر دل است

موسم خرم من کل اهل خود غم خورده

دل کن سغله صفت که بر زلف نشسته

شو جو بسوس ز غم بندگی زرد آزاد

جان بگلگون شراب از خمر غم بران

می حرام است اهل ضرور است

سطل کا جو خمر خیری خیری

بال مزعج از تیره رنگین روید

میان زه که در کینه بود



تو خا تا می زین کین بلز و پراست  
 کسب عشقش از آنکه چهار او دست  
 حجاب کثرت عدل شده داد گشت  
 مشه نصرت از و داور لشکر طغرا  
 آنکه نصبت تو جهان گشته و او دست  
 که ترا پایا نیست و را تا نیست

کسب کسب با از عیب او نیست  
 تیر جان سپست و زبان عنجه و گل  
 سبب هر دمی جو بیل در میان غم  
 غم مخور شاد بزی زانکه غم و شادمان  
 و آرزو بد صانعی هم میکند  
 که گیتی خجسته می کلکون کش  
 غم کن در در که در مان پذیرد غم  
 ابر بر جبهه کشت در پیش بطبع  
 جان بخش و خرد صرف اصل آمدن آن  
 که تو شوق شکر می آید  
 که در باشته و تر آرد اندوه بی  
 جامی خور که دوی غم بی پای  
 که یار است گفت دست بنده است  
 که همین صورت و لطف که ز غم نیست

هر دو مآب و دستن کیدل و لکر کین جام  
 از غم اندیشه کین بد کرد و نهر اس  
 کمان قدر و فلک مستحقه الدین گنگ  
 مایه بویه نصبت زنده حمایل  
 بتبع تو مشرک است میان تو و حرم

موسم جامیل و فصل گل و ریخت  
 این همه تن سپر است آنگه تن بچاک  
 اگر از یاد صبا کتبه کل ویرانست  
 هر دو جو میکنی زرد خرد یکسانست  
 که تو شوق شکر می آید  
 که در باشته و تر آرد اندوه بی  
 جامی خور که دوی غم بی پای  
 که یار است گفت دست بنده است  
 که همین صورت و لطف که ز غم نیست

ہر پیکر و ملائکہ سے عین  
 پیکر کہ گوی گوی و گوی و گوی

ہر عیب کندہ کارش جو  
 ہرچو کو درج جوکان مرادت باو

دکانہ نسیم نو بہار سے  
 شود دریا بطبع از خود کلی را  
 جلالہ جام می کنون نہ از دست  
 جہ ہشتہ زانکہ وقت کل صبارا  
 کش جوں پیرن گیری در غوش  
 ہستو مشہور عالم ہر کہ جوں صبح  
 ہوا خواہد بنوون مشکبار سے  
 بنوک کلک بر کاغذ نگار سے  
 کہ جوں کل برقتانی آجہ و ہر  
 کنی بکلر شامیہ سیر سے  
 کش ہجون قبا در بر قبا سے  
 کند یکم بہرت جانسپ سے

ہر جو ہر دل جان جملہ سے  
 کہ دنیا دوم جہنم ماو آپ سے  
 روشن ام زرد و لہورت فروا سے  
 کہ رخ و راتش جو خورشید حوال را  
 جوں بہر فرار شب بیلد ام سے

حز خط بغداد در دردی ہشت  
 سنہ سنہ سیر نیکر از کھڑ ای  
 در دیوار وی از نیکی از قاف  
 ظاہر و باطن حق نامہ الدین سنہ  
 طاسک را شکیں سلسلش را کہ زرد و

کینوی تار شب غالیه سیمایه  
 که در روز برق مهر طله پیا پینه  
 روزی طلق جهان شده محرابینه  
 که جهان را بچ راشق تو اسپینه  
 آهی بجهت جهان بگر که آویخته زو  
 کف غور ز رخسار جو دریا و است  
 نغز شکرک سیر است کزو  
 آفتاب فلک ملک نصیر الدین ان

باروتیوه سر بدی نکوشند  
 در بس که نشسته بمجو او شد  
 ز کار غنیم هزار تو شد  
 ای بوشاد مشکبوشد  
 می شکسوه ن تو دل من  
 کو صقیل لطیف تو که بر دل

بکن قدحی زود که جام نگرانت  
 نه از آده سمع است نه اهر فزانت  
 زیرا که غم نایده نوروان بد است  
 چون کار جهان در غم و شادی گذر  
 کسی جو طرفی ازو بر بسته خبر کمش  
 که همچو غم نه سپنم مگر که بر گذر  
 ای سالی از ان با به که در است  
 از نامه سیر زفته در پی بقیه است  
 از نامه که غم خورد مگر آده می خور  
 بگرد غم غم آن به که نامه دی کند غم  
 امید وصل بند هم سر و سیم برش  
 شکر دانه بر پی او سو کو ان میگیریم

مرا که جان دلم بسته تو چون گم کند  
عجب ز جان دلم کرد تو سیسی نشسته  
دلم ز غایت رشکم بر تو مدار  
العیبه وفادار شستن تو بر دست  
جو هر مملکت از خنجر و سنان باشد  
ز لقب عاوشه این جلوه خنجر ملک  
جو آب و رنگ بود بلایع ان در ملک  
بنوک تیره که خصم از ان زنده شمان  
ده مراد نه بند بر آن نهی کو را  
الحق بر آنچه دست و دل شهریار کرد  
معشوق ملک سلیمان بر دهر که او  
بسیار در کس که پر زد بهای فتح  
شهرت بیک بیاده زهر کوشه و نفر  
آرمی جو دولت آمد و اقبال رونود  
تیم مبارکت ز کمان خنجر بود

چو سوز خون تو بر من زاری کرد  
ز خون وصل تو با آنکه خطر ملک  
بر کجایت خون او پیغم که بر تکیه  
که روی خوب و وفا هر دو ضد یکدیگرند  
همیشه از کف به خواه در آمانت باشد  
اگر نه خنجر بندیش بسیار  
که از غده نه هر و جوی خون روان  
که صحبت بدن مملکت در آن باشد  
که کنایه کس سلسله سنان باشد  
ز پیشانی من بعد ستمی تا کبود  
اول قدم دشمن ز سرایت کرد  
واخر فرار از ریشتم و فرار کرد  
سلطان دشمنش اول شد در قطار کرد  
داند بیاده بهر چه سوار کرد  
اندیشه سان جو بر دل شکن از کرد

A

بسیار کل لازمه رسیدن به آن  
بسیار کوشش بفرمایند  
بر آنکه این عیب را در کتب بیان شود و بارگن دعوی دار  
شاید که بعضی از صف آرای عرصه دعوی در یک عصر بودند

رکنا علی  
اصحان

این که یکی از مرتبها در کتب همان است که در فقه ولادت است  
و آنکه بنای کفر را بانی بود آن بسبب که در کتب  
بانی بود سببهای افکنده آخر او مانی را کالنجاد مسلمان مسلمانان بود

عزیز طبع و خرد صل بوده و در جوانی او مشهور است  
لم شاعر عواجر نصیر الدین طوسی است اشعار عربی بسیار دارد  
و گفته اند میگوید این قصیده را در صفت مرستان گفته

بج آنکس اوزبک بن محمد بهار و از زاد باز برد در کتب  
نفسه که بخت بر کتب بد و عیب و بی مانند ابروین عیب

کافور باشد آفت آب نگر باد آرزو نشان قرم  
ز درشتهای سفیدی بی تمام

و غیر که بفرزند  
بر بند بود جهان مدتی در زری

۲۲۲

بگر خود آب زلاست شربت که بد است

انما که دل از عشق ببرد از لذت

در دست جو گل گرفته اندت شب و روز

آینه است شرفیت بری از عین و جلال

بزم همه چون چشم کرای شب و روز

اشکی که ز دید هوش و حسش

او بود که باروی من آورد

چشمم که همیشه بوی خون آید از او

زان ترس نگریم که خیال زح تو

که بی روی حرص بد آموز کنم

چشم بر آن که بقبر صی بر این

درین آنکه بجز از جهان هیچ نیست

کای ز بر بر ما اگر جوی آید

جان جان کمال الدین سید علی

اگر چه اهل فضل سهاره است

و انزول و دیده جانی بسیارند

ترسم که بویید و بپند از لذت

رخسده ز نور قدرت هر دو سحر

عالم تو بپشم و نه پیشتر ترا

در که روی چونیک بشنود

با این همه از چشم بید چشم

سیلاب شرک لاله کون آید

پاشک مبادا که بیرون آید

هر لحظه هزار غم بس اندوزم

روزی شب آرم و شب زنده

میگفت از زبان علی از غم

در آمدن رویت دیدار در

شنیدم که تا کجا این فرو

به بحر فکری پایان فرو

بدان دوری که او توان فرود شد  
همه گس را جلق آسان فرود شد  
در شک ما خود حیران فرود شد  
چو این نگه بر آمد آن

بناورد از دهری اشیرالدین اهری از قدیسان ولایت سخن است  
اشش سه هزار بیت باشد و او را است تا کی در بخش بد آموز کنم  
حلقی خود وجود خود غم اندوز کنم می بعد بر آنم که لغوی جو فلک  
روزی شب آرام و شبی در غم اشیرالدین سخن از تالی حسنه

کارخانه نظم پرداز است که در فلک با صورت مستقبل فضلش نیرخ  
معمودی این قطعه نیم کاره از کار نامه بیان است در خط  
ابا باغ گشت ز غوغای می منتظر نشاء دست

بهره کم عمر را که در می بین سپید  
اشیرالدین بخارسی در عرصه حکمت و بیان باز شکاری بود چو

که از بحر خیالیش در دماغ روزگار سچیده این رابعی است که باز  
بهر اشیرالدین کرده شکست انکار که مرغی بگریخت و جوت تنگی

آرکار جهان شیار لیت      بنیاد کجا تو بنیاد کن  
 امیر حمید الدین احمد بن حسین الکسانی المستوفی عرفی کوید  
 فضلش در کلیس ملاحظت فصاحتش در مقال بر نیند رسید ه بود که  
 فائز کمال که سخن مستوفای او شنیدی مستوفای او شنیدی  
 دفتر افضالش از آن گذشته که بر تم منشی قلم استیفای حساب آن  
 توان نمود در دولت شمس الملک امیر ناصر صاحب دخل و ادا  
 در تینیت طلوع نیر نو تافته برج امارت این جواهر از درج خیال  
 رشخ طوبی فعت کلی بیار آمد      خزان لب و اسلام را مبار آمد  
 یکانه دری از خبر ذات شمس الملک      لفضل با نسیه در ملک خیار آمد  
 جمال طلعت خورشید زندگانی      طراز جامه اقبال روزگار آمد  
 چینه بسا که تقدوم همیش      بد اندک بخت او ملک را مبار آمد  
 پهر دولت و دین شمس ملک      که نور را شیع خلیفید را شفا آمد  
 دماغ فیتنه پیدار را مشابا      سر خاصیت بوض لحم کون را آمد  
 شیخ احمد غزالی در سلک اصحاب شیخ ابوبکر الخلیف انطاکی  
 و تازو پود نسج عالی تهنی بریت ارشاد او تافته حجه الاسلام

انوار الیوم  
 قلم



سو اعلیٰ حضرت سے لکھنے پر بارہ روزہ عرفان خود فرض و آیتہ نقلت  
 کی از صوفیان فرزندین بطوس رسید حجۃ الاسلام احوال اور اس  
 تروید کے اجتماع مقالہ حالت او گفت سبحان لیسرا تجہ با طلب کریم  
 احمد وقت و از شواہد کرامات اوست آنکہ در سنہ الف ہجری برین  
 از خوش آمد گو بیان فساد پرست فاطمہ صاف شاہ عباس صوفی  
 نے صورت فرار شیخ احمد را کہ در حواری و وضعہ شاہزادہ حسین قزوین کا کہ  
 داشتند جواب نمایند علمای تابع و عارفان طریق ہدی شخص  
 معاشقہ کہ برو برو ہمد انت شاہ جان پناہ و کر بر سر این ایادہ  
 صورت صورت فرار شیخ زکریا کہ ہم از اسبب آن حال در امان ماند  
 زوقینہ عالیہ و رسالات و مکتوبات بر سر سفر کلمہ  
 از اجلہ سوانح نامت کہ معانی اسرار صوف است و شیخ عراقی  
 بر بطور طرز او در خلافت ریاضات راستہ نمود و یکی از فضول  
 سوانح او بدینست کہ عاشق را ہمہ معسوق در باید پس افتخار صفت  
 بدست و معسوق را ہیج در نیی باید کہ غم در ادا و لا جرم سہفت صفت

۷۵  
 ہلا

گفتند که وقتی خانهای میساحت سلطان بجزایم آمدند  
 ملک نیز در اوقف خانها تو کردیم این ایست گفت چون  
 بجزایم بخت سیاه بود با فقر اگر کند هوس ملک نسیم  
 غزالی ملک بخشیم کوی که فامه ام فاموشی نکتہ کویم کویم که در  
 تاپافت جان من خبر از ملک نیم شب صد ملک نیم وزیر است  
 نیم خرم و این جواب را بشیخ احمد جا نیز نسبت ۱۵۶۱ اندیش  
 غزالی در هر فن شعر است از آن سخن گفته م ارفیقان کویم نیم  
 بیاید پیر بلبل دست من از دل جکوته پر نیم چون در دست  
 بهم برزد دست کفکا که شکسته توبه باز آمدست جور شیشه گریخت  
 توبه مایه پوست دشوار توان زیستن آسان شکست  
 در و نه با نوحه علم شاد تر است در جور و جفا نوحه و نه است  
 سپید از کبر ترا با شقی سبزه ترم از کار من ای نظیر از ادب  
 همواره تو دل رپوده معذور غم هیچ باز نموده معذور  
 من می تو بخار شب بخون دریم تویی تو ششی نموده معذور  
 اشکم ز غم تو هر ششی خون بشد وزیر تو بود کم ششون باشد

از تو همانا نفس کن از بس است از خاک بوی جان دل که هزار سال

در این زمین که آن نام سید است یکیم او صد الدین النوری خاور می

نام وی علی بن محمود بن اسحاق است اصل او از ولایت ایزد

است که آنرا بدنه گویند نزدیک مهنه و آن صحرا را داشت خاوران

خوانند گیلین نسبت در اول حال خاوری تخلص میکرد استاد او

عنازه فرمود که او زنی تخلص کند در هر چه منصوریه طوس تحصیل

علوم خصوصاً ریاضی و نجوم و ابستگی داشت و از بس فروشی

در کارش بود روزمره روزگارش نیز بر دستگی می بود

زبان حال بر مژه این مقال می شود که تن ما ز پای نامر شده

ناامیدی کلید نیک بختی شو این کشت و ما را در آن ایام سپار

بخرق بودای را در کان زول فرمود او زری بر در سر بادل پر بود

شسته ام دی با باجه دید که با ما و مان با تا از تمام از راه می گذشت

بسی که این که بکنند زوی شاعر است گفت سبحان الله

علم برین بندی حالت از بدر همی چنین دو هم و شیوه شایع

نست و از باب شعر چنین نخست از جوش حسنی که داشت آتش نام

به سال وفاتش مافیہ نامی احمد جامی قدتس  
 هر که رخسار تو بیند بکستان زد وانکه در بهرگزشت از بی در  
 مرد با یک شمشیر زنگر اندوی ورنه با یک هم از غلغله بید  
 بکس جام تنبای رخ یار پیوست دل هر سحرته ز زاری من رسو  
 خواستم شرح غم دل تعلیم نویسم اتشی در قلم افتاد که طومار شوق  
 احمد جام که انقاس تو سکفت سخن همچو منصور انا الحق نذر و بر  
 زاندم که گرمی نفس ما جان جنت خیزشید راز بانه هنوز از سر  
 گذشت آنچه طبعه بر علم میرد رسید نو بت رسیده ان سهرت کوه  
 چون تشنه سایش جلد بر خود مزشاش چون نده ز کار خوش بی بود  
 تعلیم راه کیم در علم معاشش چیزی هوی خود میکند  
 در آرزو میگردد تو در خیک آید بر حال بشیتان مهنیک  
 ورنه تو صحرائی شستم خوانند صحرائی بهشت بردم تنگانه  
 من با تو چنانم ای زکار خستنی کانه در غلظم که من تو احمد

کرد در بینی که با منی پیش منی  
 که تشنه منی که بی منی در منی

پیشنگله و میان نئی جون باهم  
 آن دزه که در حساب نایدیم  
 نوشیدیم جرعه ناکامی را  
 از توبه هرگز اراحمه جا می  
 یک بدنگه که عقبتش صدر رسد  
 تو نیک نه بینی و این بد رسد

بیم که در این صحنه  
 از هر کس که در آن  
 بیستیم جامه بدنامی را  
 فتنه میگردانند  
 احسان هیچ مقصد رسد  
 سبب تو خواهم تو بد خواهی

منصور عبدالرحمن بن دینار الهی و علی محمد طوفی گوید که از معروفان  
 بود و شاعران سخن شاعر و را بر محاکم زده او را در ملک شمر  
 کشیده اند گفتیم که چه دار علمت گفت تم گفتیم که چه بار قلمت  
 گفت که گفتیم که چه کار در مت گفت خطر گفتیم که چه آرد حشمت  
 هر چند الذریه احمد بن محمد بن ابی بدیل سجا و مدینه و علم را بر  
 بود و فضلا را جبراً بر شهود است و از تصنیفات او انسان عین العیان  
 کلام ربانی و زخایه سمار در معانی اخبار سید مختار علیه السلام  
 عروصی گوید که از مدعیان خاص طغیانشاه بن مویده است که حکیم  
 تیر مداح او است  
 اقبال و فادایست از روی فادایست

ایم نگویند اینک نلف نگویند  
این خلق دل را از آن با قوت جگر خویش  
کنس را بیداری بطبع خود نشو آن کرد  
البت ای ادبی تا باید بتوان کرد  
مجدالدین احمد مذکور است این رباعی از وزارت او است  
نفس که از غبار تن پاک شوی  
عشت نشین تو شرمت با  
فریدالدین احمد بن محمد بن ایرد مایر کاشی  
بفرید کافی فضل وافی و نظمی شانی داشت مدتها دیوان انشاء  
عیات الدین بن سام بوی جمع بود محمد عوفی گوید چون صد راجع  
بال فضل العصر از شغل اشغال مغزول شد نامه بوی نوشت و در  
حج کو هر این قطعه را درج نمود  
ای فاضل زمانه و همه نفس روزگار  
هر از بقصد جاہل مجبول کی شوی  
در شغلت بار کشته جانم از خا ع  
در شغل خجید شغل مغزول کی شوی  
از شغل برو قایع مغزول که شوی  
در شغل بد مغزول کی شوی  
و شغل را ملک این قطعه را در ع

این قلم که در پیشگاه ارسال داشت شرف فضل تو که طرار مکار است  
 حکمی عنبر ادرم از بهام عزل هر چند اهل دولت در روزگار دور  
 سینه بدگوارش ناسند جام غزل با ذوق سبلی که رسانید فاداست  
 در کام عقل تلخ نیامد غزل و این رباعی نیز قطره چند از نیشک  
 بطیب آید فریدالدین احمد کافیت من آختر قد بودم با قوت  
 گم گشت جوانی و دوتا کشته بودست جریان جو نیست قد من بدست  
 هر گم شده را بخیزد و تا نتوان جست و با هم در روح سلطان عیاش الکی  
 کفیند بنگای که خورشید کوه از زول خیام لشکر سلطان رشک فلک  
 نغمه زده رنگ شده بود در غزل سر قصیده کلومی در مدح بسایه  
 دافق را التزام کرده و در مطلع ما قاضی منصور او و جندی توادر  
 کرده و چند بیت آن قصیده نیست ای کلومی را بخار بار  
 تو افشار چون کل سیکون بنبار آمدی کلکون بیار تاغ را بی کل  
 کجاست درین هنگام قدر جام را بی می کجا باشد درین موسم قرار  
 کل نیمی جوید تشاع و می ز کل کیر و فروغ با کل و می عیش کن  
 از به سلطان غنیم کل پیش و می است مط

خواند پیش و بنده کا زاده دبار سایه پردان عیانت الدین <sup>میرزا</sup> بیگلر  
 بان بار آمد چمن کز رای او دار و شعار شهر <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 اقبال اول بر چپاه سنده و بخش آثران شد کامکار <sup>شهر</sup>  
 حضرت زاقاب تیغ او به چو سایه زاقاب آرزو <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 در مثل صد شهر یارش باشد اندر روز کین زاقاب اورا <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 شهر یار تا بود نقییر سایه زاقاب اندر سخن طره کیسوی <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 روی بنار ز پند بزم تو با دو فاک رو به مجالست آقاب <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 سایه زلفین با ز خدا و نزار ده اختیار الدین <sup>میرزا</sup> علی <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 مذکور است کروی از افراد ملوک جبال و شاهان صاحب <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 از مجالست حکما و علما کسب دانش و ادب نمود هر <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 از تربیت سلطان سخن تر صیغ و زمین یافت و در <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 فضلا و شعرا و ارباب نهر سوخته کوشیدی و <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 سام با ده پوشیدی جواز عکس رخ آینه غور <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 جرخ اخضر جان چون نفس نادان در تعلم <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>  
 همیشه پوشید از رنگ کدورت هوا می باشد <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup> <sup>شهر</sup>



سوسنی شمس ضمیرم ندای دلپذیر روح پرور کرامی مقصود  
 وجودات کیهان کرامی مقبول ابراسیم آوز می خواهد زمین  
 بزم صید شامفت کشور بوجره بیک بن زودت  
 بوجت اندر کاب رتیرا بر بهاء الدین و الدنیا ملک است خدا  
 یکبار قدر ملک فر بدور عدش اندر آتش و آب مکان است  
 نهای و کندر سمندر را غدا کرد ز دریا جوهای را صبح کرد آذر  
 شتاب الین ادیب صاحب شاعر ماهر و مورخ قاور صاحب مقالات  
 جامع کالات و فضایل بود او خداوند الدین انوزی صورت و  
 فضایل و در آورس قطره نکاشته و علم ترجیح او را بر خود و کینا  
 بیگانه جابجاء فرموده اینمه بکدار باشعرب و آدم  
 چون سنای هستم آخر کرده چون صابرم

آواز بخار است و موله شش زرد و مر  
 چنانچه اسب حالات معزی او جعفر علی بن حسین فدایمه موسوی آ  
 که سلطان سبزه او را برادر خوانده و در پیش خراسان می نشستند  
 و در نیت آنکه سلطان سید ابو جعفر را برادر خوانده قصد کرده

و این بیت از انجاست اگر چه بهترین خلق عالم را میسر باشد  
 تا برادر خواند سلطانمش و ادیب را در میح او قصاید بسیار است و این  
 در آن شمار است مردم بهر اسپر است و جان عشق فدی همی بگویند  
 ز لفظ عشق تندی ملامت همه دینی نگار من دارد عجب باشد اگر بپوشد  
 جو دینی ملامت کستی م است در ره عشق نه رسم عشق من ای در ۱۱۵  
 درین کستی ندامت ازین عشق بر محبوب غرامت است این  
 حسن بر لبی از آن قبل که سل را علاوت لب است خدای بر  
 در غسل زنا شفی مکرام همه نیکو ان تویی که تراست ز مشک و لاله  
 همه ساله طلیسان وردی بصبر من صنما آن لب جوید تو  
 همان کند که زم دیدیده سخن قوی بقوت روی توست طلسم  
 جو در بقوت محمدالدین مخربدی اجل امیر خراسان و مخربدی  
 که او است مانتش فرعون ظلم راموسه خجسته ای شمالی علی بن حمزه  
 که علم جعفر صادق می کند ای و فاق بله دل و دین را لعل کشید  
 عقده فایده او تن و جان احرام شد جوزی  
 و آه قدر او شد در خدای

علی بن سیرین است که گفت و در وصیتی که سلطان التسنر را هوای  
 سلطان التسنر در کالج و مانع جا گرفت یکی از خدا بیان خود را  
 در وصیت که سلطان التسنر را وقت یافتن به نبی که او را هلاک ساخت  
 و چون سیران را عیب فاسد او آگاهی یافته بود ادیب را بجهت استیفا  
 حقیقت یکدیگر او بخوار زم فرستاد و او را بارشید الدین و طوط  
 در میان خزان کشتی و غیره روی داده تا او که سجان از دو طرف بر سر  
 بهت عرض یکدیگر می انداختند و چون ادیب از فرستاد شد  
 در سیم بجهت کشتن سیران آگاهی یافت کیفیت آن حال را  
 در صورت آنکه در صفی نقش ساخته بود و سیران عرض داشت نمود  
 در آن جا کشته التسنر را بدست آورده هر شش را از اقلیم  
 برداشت صورت آن واقع چون سلطان التسنر رسید او  
 طلب داشتند بعد از این عتاب و خطاب در کشیده فرمود که او را  
 در سینه و آب همچون را بگرداند در شهر تسبیح و اربعین و ضحایه اما  
 ادیب چهار روز خون سمنوری مسلم است و خاقانی نیز او را مقتصد است  
 هر طایفه از سیران از روی شمه هتار عالم در عوضه سیرانی

ای دست غارت تو در چار سوی عشقت سزای نکرده از او کس  
 حسن هزار لیلی از گلبن تو زنگی عشق هزار محبوب سزای تو  
 ز روزگار حدیث نکرده کار نبس و کت بر همه آفاق دست رس  
 جو روزگار بر آشفوت و کرد کار زوال دولت تو در کی نفس باشند  
 زهی یافته دولت دین ز تو جمالی که درون را ختر نیانست  
 ز اولاد آدم دو کس ماند بس که از کان بود تو کوه بیافت  
 یکی آنکه مادرش زش نیاد اگر آنکه عهد ترا در نیافت  
 لغو باسد اگر سن بجای نعمت تو همان کنم که تو کردی پایداری  
 با تم شپستی هم ک زنت ازین پس بمرک تو ماتم بود زنت  
 جو تو نمیری همی چه موی بود ک زنی کم بود کمتر و متوار و سب  
 شرف همه از روزگار بچورند دوستان کردستان  
 اندرین روزگار محذورند زنی که در حجاب  
 یکی بزلت و جاه مصطفی نشود اگر چه عرصه عالم پر از عالم  
 یکی بعلت شجاعت جو مرتضی نشود جهان اگر چه زمونی و جو فانی  
 یکی بعلت نکره عیب نشود سخن بلند و کرامت آینه آینه

رسیدند و بجای رسید و بی مزه شد حقایق اشخو جو رسیده و قصد

فلک کدام طبعی ازین درونی است حسد که ام دیده که این

دو زرت خشک زمانه از همه کس بر منت مستول که را او همه حق

مستملک ز غیر خویش بنیاسی بریدایم بوقت خیر به چون زر که

ببینی یک از آنکه مقدم قضی و فاطمه ام برین سخن به حقیقت کوازه دام

تک که ز روزگار بر جسم زد و ستان محروم جو منقضی از خلافت خود

فاطمه ز فدک زبیر که بی نمکی کرد برین این ایام در آید

که بیاورد از دست چنگ استوار او بی نظری از مانع نظر ان کشور

نشوریت و زبان تازی و دری در سفتن گوهر نظم از قادران

برده آورده اند که او را دو دیوانه داشت و این دو گوهر از آن

جوهر خانه بر آمده ای پردلی که در دل دریای سپهران

ناوک ترفند راه و راست خاک سیم سمنند بیابان نوز و تو

ترجیح بهوشمند به از خون و عینر است او بی شوشتی جلاوت

شمال سیانتش یکام استماع طوطی ز پانان کم رسیده بر این بیت

حضرت که از شکرستان مقال او بیت دل بهن با سر ز

هوانا پستی دارد که فال دل پر ثبات است چون رقص پر ثبات نشین  
 استاد ابو محمد ارشد سمرقندی المشهور بر شیدی صد عمر فرمود که در اشعار  
 اهل زمان پر نومی از معلومات او بوده و قصه مهر و وفا از جمله  
 او این دو بیت از قصیده الهیت که در مدح سلطان ملک مسعود  
 گفته بود در فاتحه اشعار او آورده شد شاه ابو الفتح آسمان رخ و ماه  
 ظفر آفتاب شمع و ملک دولت دنیا و دین از آسمان آمد ملک شایسته  
 لقب زبر کوه است طالعش از آسمان با ملک و با شاهی از کوه  
 و هم در مدح قدر حان از کمان خیال قدرانه زبر کوه خانبه  
 فرموده شاه اعظم خسرو ترک و عجم خیر ام پادشاه چین قدر  
 خان خداوند جهان بود المعالی جبریل آن شاه کوه پیر کوه  
 با ملک مسعود کوه هر زمان بر آسمان قصیده در جواب مسعود  
 و بیج او گفته رسید شعر تو ای تاج شاعران بر من <sup>شکفته</sup> پود  
 کل اندر بهار کرد چین جو دوتی که بسوی کمال دارد رو <sup>سینه</sup>  
 که مختش شودند شدن به پیر من تو آن بزرگ تدریر چون که از  
 خلافت تست بلند محمد معالی در دست قدر <sup>شکفته</sup> خورشید زینت

در تو سینه که نظم ز شکست نیست بر سیم چشمه در عدن شبنم  
 در میان تیره شب اندر گرفته در وطن  
 در آن اوج شرق نیست ای عجبی جلالی شب و روز آیدش  
 در این قصیده تیر در مریخ او جد الدین انوری از شرق  
 در آن موافقت و آزا انوری داخل دیوان خود ساخته و بالفعل در همه  
 در آن نوشته میشود ای در این مقدم اعیان در کارگاه  
 در خلق تو سواد می کرد آسمان در نظم و نثر حطل و حسان روزگار  
 در این شعر برینج شاعری نابوده جو شو گوهر در کان روزگار  
 در خلق تو سواد می کرد آسمان پر شد باض و در قمر دیوان روزگار  
 در هر موج هر تواند سفینه رفت آیین شود ز غرقه و طوفان روزگار  
 در آرزوی رویتو عمری گذاشتیم بنهاد چشم و کوشش بدوران روزگار  
 در برین تو دلم تا دانه ما ای صدها در رحمت بر جان روزگار  
 در این شعر از بقیم ارشدی و لیک جزم نگر جو خواند جانان روزگار  
 در انجمن نقاشی در طرز غزل و ریاض عیش نیز طلاوت ترم دارد  
 در این شعر برینج شاعری نابوده جو شو گوهر در کان روزگار

او بر عارض رخشان نهاد صورت جوریست که بر چهره او شیره و آب  
 تو به و سوخته مارا تاب از هم باز کرد زلف را تا ما که بود و زین زمان  
 نهاد گفت هم خوانی و برو عده من دل نمی ساده دل مردا که در  
 برو عده مستان نهاد قبولی در و تو سود و زینان بنده بود  
 شیشه نه سود است مژانه زبان م از گفتن هیچ تو جا به ما بنده  
 تا شنید و همانست و ناشنیده همان شبهای من جو روز رسد اندر  
 فراق تو و از روزی که بدانی روز قیامت ما را نذاختت پیران تو یک  
 رحمت بر کسی که ندیش نداشت کسی که زو بهم و عیب از خود است  
 بهانه سازد بقتارش اندر آرخست بسفال راز طبا تجردون نگ  
 آزند بیانگ کرده بیداشک شکی در دست این جیح که آبدی هر  
 برد در آتش اندیشه مرا چید برد آیا یکدم خاک در خواهم است  
 مادی که مرا سوی سمر قید برد ای چون کل سنج در دست مال همه  
 چون دیده ز کس نگران در هر حس باسه بنفشه ز کوفی ز کوفی  
 چین نتورک بکار آید و رنگ بر یاد تویی تو این جهان گذر این  
 داشتیم ای با ستر از پتیر از دست از همه شیشه شیشه نگران



چشمی دارم هم پر از صورت دوست

بین دوستان دوست از دیده دوستان فرق کردن

یا دوست بجای دیده یا دیده خود دوست آنکه اورا دولت ندان

دوست بحقیقت بد آنکه دشمن او سر حسناء الدین ارقم فارس

بر سر خودی گوید امیر ارقم که صفحه دولتش بر رقم مودی و مودی هر قوم بود برادر

سجلی اسبکست مملکت فارس تمام در قبضه تصرفش کنجید از مومنان

تا سال عمان نقش نکلین سلطنتش اراسته بود و این رباعی گوید

از قطراتش بکین افتاده روی تو بطعنه برتسم بنجید و نطق

بگرشم بر که میخندد از شیرینی که هست کوی لب تو بپوشند چو

شیرین بر لب میخندد و شرف العلماء فخر الحکماء حکیم ابو بکر ازرقی لوط

شع او را از طبقه ثانیه نوشته و لادش در هری و اصل از مرو است

بشیرین است و کلیه کمالش از زرقی فضیلت اراسته

چو سخن گویند سند باد در سزیات و حکمت عملی از تصنیفات او است اگر

بسنه باد و حکیم و قالیقی نیز نسبت داده اند و ظمورا و در زمانه دولت

بسنه باد و حکیم و قالیقی نیز نسبت داده اند و ظمورا و در زمانه دولت

نشان نداده اند فخر نیاکتی در تاریخ مؤرخان آورده که طغیان شاه را قوت بخشید  
 کمتر بودی حکمای روزگار بسیار جبهه نمودند سودمند ننفتاد حکیم ازین  
 کتاب الفیه و شافیه تالیف کرد تا هر گاه ای سلطان در آن کتاب نظر کنی  
 قوت شدتوانی او در حرکت آمدت در آن خط و تامل که چون بخت بیاید  
 در خواب بود سر از مالش افتادگی برداشتی و بدین وسیله از قوت  
 بیجا بجا و ندیم شاه شد صاحب چهارم نقل گوید که روزی سلطان  
 طغیان شاه با امیر احمد بدلی زودی بخت هر چند شش میخواست سه  
 می آمد سلطان از بی صورت متغیر شد استاد از قیاس عالمی در  
 گفت سلطان بگریه از جا در آمد که پر خاسته سه مرتبه بوسه کردم  
 او داد و سه بار دهنش پر زرخ نمود و مولف را بمناسبت این سلسله  
 بیستی از قوم شد نشانگنده دست تراهمی ز سپه که چو فاش از علی  
 پر کنند همن و آن رباعی حکیم نیست که شاه رخش خوانند  
 کین زخم افتاد تا طن نبری که کجترین داغداد آن نقش که در  
 نشانند بیاید در خدمت شاه روی بر خاک نهادم  
 ماه و شنبلیله از جرمش  
 بخوبی کرده این جهانج خدا بیکال

و هم گوییم که خشم قادر و پنهان خاک از دو بالای آسمان  
 در حین بیخودگی و کج روی او بر کن خمیده رود و پاسبان  
 از سخن باغ کنگره اش را چون بگریزانان هر یکی خیال حیا و کینه عمل  
 گوئی که خوردی سینه پید بر کرده اند تیری مقدار آسمان  
 نشانی بدن نشانی و حوضی بدن صفت پاکیزه تر ز کو تو خرم تر از خان  
 بشید و اگر شاه نشسته میان باغ در بسته آدمی و پری شایسته او  
 بشودن ستوده ایام و خرم ملک بیخ خلیفه سائیر اسلام شطرنج  
 بر کف بناطلس می که خیال اندیشه لاله زار شود پیره گلستان  
 بر کنیز دیری شب اندر شمع از چشم آه می تواند شدن نهان  
 سراسر کس نورش کوی سیا و شست آتش پناه ساخته ایگر  
 ایخان خوشبوی از عجز و نکیس تر از عمیق روشن تر از ستاره و بی  
 نیاید روان در زلف کج و کله زد نسیم عفت از چشم شید زور  
 نیاید کوهی از صبر تیغ تو بر کشند صد جان زخم عذبه بر  
 آید از میان ز موج دریا این ابر آسمان آینه  
 خنده نه از زهر خنجر از خنجر ز شام زین مرغان باغ چرخ

بجزن باریدی از بر کشید آهنگ بنجم نادره بزق از مقام ننگ  
 یعنی فتانند خون چون سان شاه بچیک کزیده شمشیر یارکت ایمن  
 طعانشه این بود طلیح فرهنک ایاز گوشه تاج توین بسته علو  
 ز پای یخت تو خاک برده درنگ حدک پر کشت اندر کمان که گاه کشت  
 زمین نزار در خورد سیر آن فرسنگ شهاب را بجان برتری چون  
 تیر بهر اجداد کشتی چو حلقه تنگ بگر چه عالم ملک به سخن  
 ستاره فلکی به بود زیاده سنک مکن شهاک که ان پایه او بد  
 آورد بر آفتاب کند پرده های کدو ن تنک ز تاب  
 فیه زرین آینه مثال زمین نفته فرو پوشد آتشین  
 فروغ چهر سپهری یک خشدین بشک لزله اندر زنده نگاه  
 در ز جلاله شود لعل در دمان صد جو آسین زنده هم در مقام خلد  
 طیبور گاه پزیدین ز قوت حوز بشد همی کند بنفاز آسن از پر و بسک  
 ز نور تابش حوز بشد لعل فام شود هر وی آهوی دشتی جو آسین  
 کان بری که بر متن هموم آتش فعل ز خشم شاه که بر زملنه انجان  
 ایاتش که بنکام چون بر سلطه ایل ز خنجر تو بر و جوز زنده احوال

زرد را برود در طریق شکر تو  
 نمان کند ز نسیب تو صوره در زرد نیال  
 بیگانه بر سر آن یلین بهن  
 بروی خود خروشان بهای وی بهای  
 بیای پویند در از هم که در آن اطفال  
 ز پیر کین زده تنگ حلقه در پویند  
 مخالف تو اگر تیر بر کمان راند  
 عوفا ز نسیب سر اندر کشند سر نسیب  
 بجای خون رود الماس ریزه اطفال  
 ز نسیب زالف از قدش تو  
 دو نیمه کرده و باز او قد بصور  
 بجای گل سر طوطی و نسیب شاخ نسیب  
 عروقی بجز حیالت ز طبع نسیب  
 زرد و کینه هر دو یک رنگت  
 و لیک ازین نسیب کشند از آن بچول  
 جمال الله علیه و الهین محمد الاذهر الم  
 محمد عوفی گوید که درین  
 حالت و کمال جلالت و جمال بوده قضایه غوا دارد از جمله روح  
 رسالت افکنده مان درین محمد اسعد فرموده ای رحمت تو گشته مرا شب  
 منم چشم ناخونده می جریاست ترا پر خا چشمم خونم بدل کن که بسلا با  
 خون خود سیکه تر ای من اندر کنار چشمم دادیم بول عده و آنکه بطرف گفت  
 منم چشمم اگر کن نیافتم تو از من سید چشمم که خنده گشته چشمم ز او چشمم از او

بیر و تنو نیاید مارا بکار چشم  
 روشن ز نور طلعت فخر تا چشم  
 کرد پیش سز جو که کند افتخار چشم  
 اقبال را شد دست بچو شدن چنان چشم  
 ناسانکه بر جواس بود ستم یار چشم  
 ای جو زوم و زما چشم  
 دل را ز غم تو سپه شد ز قلم چشم  
 بر من بروی لطف جهان کار چشم  
 پتو جو زلف است م همی ار دل  
 بر بایدم گرفت زهر صدره ار دل  
 روزی بر آرد از شب بجران دل

زنده جالی خیره که هر روز میبود  
 حوزت سید سلطنت شرف المکتب  
 صدر جهان محمد سعد که سوی او  
 در مکه شاه خواجه صاحبقران تو  
 بر میگشت ز دشمن جا بهت بدست  
 صدر از جو رنج گنود کسپد کا  
 طبعم اگر چه یزر که زهای که برکت  
 ای برود چشم و چو دم صدره ار دل  
 که صدره ار جان بودم پتوئی مثل  
 آخر با تش حکم و اسباب چشم  
 در خون دل مشو که جو کارش جان

آخر بناله از تو تصدیر که ار دل شیخ سعدی  
 محمد عوفی گوید در آخر غم دست بر امان قناعت و بجز در زده و از بجز  
 در که نشسته خطه نامی الوجود الا الله در آمده با در و تیان و در این  
 عن حزن در آید زوی به که و محققین بنا آید علی

رخصه کجا آن آرزویم  
 چشم از طبع برنگار و بیره مرا  
 با چشم و بدخسی که از بهر حسن تن  
 دارم جلال عاقبت ارباب کسبم  
 در کجایی کس جو می جلده خار ظلم من  
 در خنده شاد است نانی و تره  
 چون ز کس نیاید چشمم ز رویم  
 چون نیکیم کجی بدینا کج چشمم  
 یا محرم ندانم دنیا از حرص بسته  
 پیشینه که چشم بی منت کسی  
 از خدایتی ندانم منت خدا را  
 چشم  
 چشم رخصه نا املی جهان  
 داده از برای منم از توبه من  
 چشمه ستار از چشمم کجیل

وز دست حق بجان نبرد باز یک شرم  
 وز خودم زور خورده که مروی فرودم  
 چون گرم بپایه کرد مهر پای خودم  
 در کوی شکر کتم از نیست مسکنم  
 چون کل همیشه تازه ام از نیست شرم  
 خوشتر که با لبش آن ماست  
 در بند کس نیایم کارا ده سویم  
 نکشت در کتم بر سران دیده کتم  
 بی هیچ مهمتم نسزد چسبند از دم  
 یک تر از آن هست ز صد خراوم  
 از عقل او بر نیت طاعت میرم  
 از توییای توبه شد آن چشم روشنم  
 وین طوفان ز کوه دل رخسان بر سکیم  
 حق را چه بود از من و از توبه کردم  
 ما چه کنیم ز دوستی حق خودم

ناز و روزم دو دارم و نه تراستی زینا  
 تا هر که با نده بودم در خواب معصیت  
 یاریت نعمت تو ز شکر تو عاصم  
 درخت خندان حکم کویم که تو تویی  
 در شبت تا در برم دل حمت می کشید  
 چار یا ... هر که دین جوید ز راه مایا  
 سعد الدین محمد اسعد البخاری السمرقندی  
 بود که روان شصتی بروی در و در آمدی چون بیضا اینت بر ساز  
 لبستی از ذوق آن عطار درود از دیده روان کردی غوطه کاغذ  
 خاکش بحر رباعی بوده  
 تن براد دل و جان بجای گوشت  
 از دیده کدر باشد و از رویت  
 در رخ شمع تو گردون خیره است  
 از خشن تو جهان بمن بد تیر است  
 بزرگ منشش و فاضله سار با کینه روش  
 در راه دین هر چه کند هر چه بود  
 پیدا از کز کردی معصیت  
 یارب ز بهیت تو سبح تو الیک  
 در خود سخن جبرالم کویم که من مسم  
 دوست می بینی حکم تو رخ و رخسار  
 راست چون می بودی که یک روشن  
 محمد عوفی گوید  
 تو چون قلمی و من جو کاغذ چهره ام  
 از سخن تو جهان بمن بد تیر است  
 از شک کجا کجا تو بر بیست  
 تو چون قلمی و من جو کاغذ چهره ام  
 از سخن تو جهان بمن بد تیر است  
 از شک کجا کجا تو بر بیست  
 تو چون قلمی و من جو کاغذ چهره ام  
 از سخن تو جهان بمن بد تیر است  
 از شک کجا کجا تو بر بیست



و یوزنی میبسته مصاحب و هم ادی داشته و این چند بیت قطعه  
 ای بر خلیل دوست ابری بیاورد این دریا سبیده دم جون  
 عیش من مگرد و جون بخت من درم تا از رخاش قبله اشید در  
 پرگار مانده بکل جو صید درم ای در صیغه کرمت از یاد تو شیاط  
 دی در طهرم ثبت از نام تو علم در یکصد ف کرده را بکفر خود  
 و ز یکرم بیداشت طبع تو و کم اسعد و رانی از اکابر ترا دلان زبان  
 بوده و سعد فلکی زبان اطاعت و رانی ستوده و در طری شکر است و  
 ری شکر یار درین ایام پاره آباد است خوش باشن سعدی که  
 کجایی کسی نخورد چیزی که در انال زینی او نوشته اند خورنده شود براده  
 که اقبال گویند است کار از دوک بنیاد مریم برشته اند من خاکبگی  
 کوشه نشنا تا غم کاشان به آدمی بحقیقت نوشته اند  
 کاشان که شیر نژاد سواد بلاغت کتبت و استاد فردوسی  
 بود و فردوسی که فردوس معالی از شهر بند خیال گشته و مثال از می بر  
 کز نقش بود که در تحقیق العنای زین وری فرنگی سازند و  
 بنده شکر می آرد سلطان چنان برنگ بر لونه پروانته بفرنگی

مشهور است آورده اند که چون فردوسی از غزنین فرار نمود و بطور  
 برستم و اردو طالبان افتاد پس از مدتی بوطن مالوف با برگشت نمود چون  
 رسید که گوهر جانش را طراز اهل دروغل بنیان سازد و آخر شب  
 از اول بهستلای صفت و عجم و بندگان منیره بن شمیمه برسات زد و بزود  
 بن شهریار و حرب سعدین و قاص بالوک عجم و ختم کتاب هنوز هذو بود  
 نزدوسی بر توفیق یافتن بر نظم این مرآت که طراز دانان بهتاشته  
 افروسی بخیر و حکیم اسدی تمهدی زین باب فرمود که این جوهر مطالب  
 بقیس ابلی زنگ و تلیس در سلک نظم در آرد چهار هزار کوشش روز را  
 در تیاروزی عقد کردن نوع و س فصاحت نموده بنظر فردوسی جلوه کرد  
 ساخت و دل فردوسی را از آن غم بیروخت و علم پهلوانی سخن در طراز  
 که شایسته نام بر وجهی بر افراخت که باه سر علمش سجده کرد و عقرب  
 و در انشاء قصاید نیز بدیسی از جیب نگر بر آرد و قضیه بهر آواز  
 شب در روز از و در شکره داد و نشتای مذکور است و کشتای  
 نزدیک بده هزار بیت باشد و از جمله اندرزهای که در آن نامه بکار  
 بر دفتر روزگار گذار شده بدان چه زود بختی بود که این امر را

رسا ند با زادی از بندگی

چو زاید رسد تو شدم جان بود

تن مرده و جان باوان بکسیت

که باید خسرو داد کا مین او

جان چون بخار از زمین افتاد

شکست ترا مویهای مینیت

خرد نمک را هم مایسیت

که پنداشی چون جان بود

نه پوشیدن جامه رنگ رنگ

که بر ترک او دام در دست

چنان از بد نگهبان بود

گرددنش به اندر جهان بیعت

عروبتت می شنودی امین او

ز دل بر کشدی تف در دو تاب

ملک تیره بار و شنای مینیت

خردمند در کس اگر یکس است

بود مرده هر کس بکند همان بود

بیزد باید و هوش فرهنگ و هنگ

مرا ترک شاه از ان در دست

بیدیدی با دی بدو مهر مهر

بود نزد پیر از مایشس فزون

کهن پیر تپید سر و فرهنگ مرا

که نشه را باشد تیر زین چهار

نگار که در چهره نشان مهر مهر

چون که جود انا و دل پر فزون

بهرین کس نه را باید و خجک را

تا آهوی شهر آشکار

نیکی خیره رای او کردید و بی  
 خرد شاه را بهترین امر است  
 بهین کنج او هست دانه مرد  
 خردمند کن حاجب خوب کار  
 بیدار از بید که نیکو بود  
 دروغی که فخران در سخن  
 که شتر بر سر بر بود کامکار  
 چونکی رسیدت نیکو بر خدا  
 که ابا تو گویند به بیشتر  
 درختی که باشد فرون بر در  
 منور همی کان نه آئین بود  
 در داد بر داد خوانان بسند  
 چونکی کنی و سپاید کار  
 بدان کار ده که بخوید ستم  
 که هر را که تو کردی خدایم

رستم رفتن و جایش کاهلی  
 هوش و دانشش بهتر از لشکر  
 نکوتر سداش بهمان بنر  
 طرازیده در که بزم و تبار  
 کجا پرده روی شاه او بود  
 بهوشدی هر جویابی کن  
 جو کرد و بشیمان سپاید بکار  
 تو با هر کسی بیستری نیکی نایب  
 جو نبود کند و انکه داند هنر  
 فزون از کند سنگ هر کس بر  
 که تا ماند آن بر تو نفسین جو  
 ز سر که گزشت هر چه  
 مدی کن مگر بستر آید تیار  
 نه انگس که از تو پذیرد  
 بزرگش جسنر آید پایید

ناله ۱۰۰

در آن کوهستان بزرگی بودی  
 رخت زور شاه و پهلان لب  
 بزرگی کی گوهر پر تابست  
 بپریای زلف آنکه جوید شد  
 بر بود دست و چه بر آب مرد  
 بسته جهان گشت بالا و پست  
 بشمع که هر جای پشیده بود  
 راز زکب یا قوت شد چهر تیغ  
 ز بس خون جوان گشت سهرنگ  
 شده کرد خون زنگی در گریخ  
 بر زان زون کفنی آن پست  
 برتری بر سر چارپه پاستون  
 بکار شتی هر که سستی کند  
 بگو کاری از چه خوش است  
 بچشم و کوه هر زواری است

ندیدم جز تو دانه از آب سربستی  
 بودم زور از تو بهتر کسی  
 و را جای در کام ترا زده است  
 بیاید جان بر نهادن بکف  
 براقاده هر جای از خون کرد  
 که مامون زمر که سهرنگ است  
 زمین بجز روی خورشید بود  
 پرازا شگلا حسن خند چشم منیع  
 زمین چون جگر جو بیاشد چو رنگ  
 ز خون گشته کرمان و خندان  
 پس بدوزی بود پولاد دست  
 ز درگاه در آید مایه نکون  
 بر و هر کسی چهره دستی کند  
 بسی طبعی از شتی به از نیکوست  
 کند می آید از انون

خود هست مادر مرا هشتن پیر  
بیر قال شایسته فرنگ غم  
جبار پرستی تو این نارو است

جان حفت غم دارد او حفت ناز  
نکور دم آگوش خوبست خوی

کراسوی دیش بود دست رس  
بود و دانا در حثت کجاست

خوشش جان بست نیکافتی  
تو گفتی مگر حرج عزان شده است

بودنم بچیک تو یازید خیک  
مذود برکش چو شد ز آبت

جاندا نکه محبت بدت حوار کرد  
دوستیت مخرج رکار کرد

سرو تو انگر کند

سبل یک هم محبت و دوستی

ره داد و دین دو برادر هم

پرستش خدای جبار است

جان کم گننده است او رهنما

جان عمر کوته کند او جزا

که شایخ کل از میوه باشد نیکو

درش بایه پادشاه است بعض

مرا و آسرخ و پاکی برشت

که دروی سپاهی کنر سیفته

مگر که پولاد پران شده است

شود چهره کرسی است از خند

جوانیتش کرد در کجاست

جان خردت و باز نشوار کرد

بدن تیغ دارد بدان یک کهر

یکی ابروان تیغی در کجاست

خوش انجامت کیتی ایجا بوست  
 و را پاوشاه این کر انجا به جان  
 چاکرین جان از تو انا صدای  
 گرتی کس بر بند از تو در یک  
 جو جان کشان افکندش خاک  
 برین و فتنه سوسیه  
 بودشان کنر مدی همه کور  
 بنوبت بنزل رسیده و از  
 دیران نیاورد کاه آمدند  
 جو ایان پاک از میان کناه  
 و را تخم پیکان دل کشت تراز  
 ز خون خود آب بروش حرکت  
 کوفتی همی مار بار و ز مینع  
 که ز نهار دادن رسکار به  
 کیزی بسنگام پهنو کشته

بر تو ای جان که بیدر کلا مشن اوست  
 تن با جانت کو چاک و ان  
 بگشت این تن تناره نه پای  
 بنشین است بر مار سنگ  
 که است تن تا بود جان پاک  
 چاکیم همواره تازان بر آه  
 جلتن کار و این کورین شهر بر  
 یکی میشن و دیگر ز بس مانده نیاز  
 ووشکر جسم کینه خواه آمدند  
 ای یافت خنجر ز کرد سپاه  
 همان شد در آن زرد که حکما  
 آن جسم است که در دست  
 را شبنم خردوم پیلان بر تیغ  
 عودنار خوانند ز نهارده  
 کتک از بر فتن زبید و زبیت

بزرگ شجاع و شاه را ملت کرد  
 رنجی همچو کلیرک در صیقلگاه  
 سرافشان جو ششیر در گالان  
 ز تالیقشس سیر بریان ششیر  
 زوی اسما را زوی پرین

بر آورد از پیل و از ششاه کرد  
 نگاری بران نور سسیده جو ما  
 ندانمشان جو حور شید در کارزم  
 ز آب کفشن بچر کریان شده  
 اگر با فلک در نکرده است کین

بجز مرک کا ز اور دیگر است  
 که بخت منی را سزاوار بود  
 جو زور در ارشش سر آمد بمر  
 همی تا وقت ز وقت شاه بنشینی  
 روان را چو دانش شش استگی  
 بکوشش دوستی بی  
 همان بی که نیکی بو زیاد کا  
 که پرورده خویشش ششگری  
 که از ششم ضحاک شاهی بی

همه راهی جبار را در است  
 جبار ششیر از تو بسیار بود  
 فداوان عشم از شادمانی شمر  
 بیالید بر جان سر و سی  
 جبار از جباران بیاستگی  
 بیانا جبارا بسید بنیریم  
 نباشد چه نیک چه بد با پاید  
 جبارا چه بد سر و بد کوهری  
 ششگری کجاست فریدون کرد



زدیون که نشد بر جهان گرامی  
 رفتی جهان دیگر اسپرد  
 بر او و دانش یافت این نیکوئی  
 فریاد و فرخ فرشته نبود  
 اگر چند فرزند چون تو نوشت  
 جلالت می دور شب تو گین  
 اگر جمعی نوشی ای پاک زان  
 هست می لب بعل یار  
 غلام جو غیر از تو فریاد رس  
 درین ورطه ام هم تو فریاد رس

هیچ حرکت اشک خود نکند  
 ناپوس بپادت آه متنا کند  
 که سرت آشنا و پیکانه کند  
 محمد بن محمد استغنیای  
 محمد عوفی گوید که از مهر و فان و ضلک  
 هر بیتا بور و در میان طبقات عصر خویش مشهور بود از شعر  
 بیامان و آل بویه بحال دانش و بزرگی آشیان داشتند

میر صفی روزگار استغنا زده ز مال دنیا و دنیا دار  
 دو بیت در عرصه نیست باه ماندی اگر نیستش زلف سپهر  
 زهره ماندی اگر نیستش مشکین قال ز قاشش بچین کفشی که خورشید  
 اگر نوبدی خورشید را کسوف زوال اسکندر نانی بهشتی <sup>والدین</sup>  
 محمد بن سلطان تکتش بن الب اسلان بن التمهیمت و از  
 پادشاهان هند که خوارزمست به فوت باکور خان قراخانی  
 نمود بار اول ظفر یافت و بار دیگر گرفتار شده او را اسکندر ثانی  
 خواند بر اندی اسحق دهلوی صاحب حالات و خارق  
 عادات و جامع فروع و اصول بود از فیض خادمی شیخ <sup>الدین</sup> فرید  
 شکر کنج صورت حال خود را نسبت دامادی شیخ پیراسته رخت  
 روزی او را از گریه بسیار منع نمودند بدیده این بیت فرمودند  
 از آب دیده خاند چشم خراب شد پس تا <sup>نسیان</sup>  
 اسمعیل بن احمد عالم همواره بر سجاده ارشاد نمودن پیوسته  
 جو آنم و آنم مغلان سر پایه لطافت را نقد کیسه هدایت و تکیه <sup>لحمی</sup>  
 در آنکه در آنی بجا نشان نیکه از آنکه زمره عشاق زمره <sup>و کرم</sup>

در شب عشق بماند در دست فوجی را که همچو طفلان در بند نسبت پدید آید  
 در این عشق دل و جان بیازد اسمعیل که عاشقان رهش پاکباز و پیرند  
 اسمعیل بن ابرهیم الغزالی المعروف بزین اذات او انوار الصمد  
 بیان است ز دست افشار سخن را بهر انگشت فصاحت بر کمال لاجوردی  
 فک صلی نمودی غزال طبعش درم غزار غزل و قصیده خمبیده و چیده  
 جان هر شراب وصل کز و نوشش میکنند و کحل حلقه ز نزل لقمش در کوه  
 میکنند چشم سعید کرد ز زلف سیاه خوش روزم سپید ز نور  
 تا کوشش میکنند چون تو صرا مان ساز پای منی در زمین هر دو  
 پیش تو دست بند در کمره قد جو نیز تو کردی پست مرا چون کان عا  
 چون سیم تو کردی رخ من خور ز تاج الدین اسمعیل با خریکان زبانی آتش  
 آلود و بیانی غم از و داداشته صاحب ریت عالی و نعمت منور  
 در این نگار نیاید کلین امید من بیار نیاید بد تا م آن زلف  
 در کیم بر ندکی خوشم استوار نیاید جان و جوانی مرا زهر تو بایست  
 در این هر دو نگار نیاید از تو و حسرت تو ز نیار نخواهم کرد  
 در تو ز نیار نیاید چون غم عشقی و غم سالی در صدر مرا کرد

غم نگذارم ابله‌ی من که به شیخی خود دست باخیزد و زگر دارم  
 و از وز که گویم سر آمد غم تو سر برزند از زمین بر آید غم تو  
 شاهنواز شهری نشیا بوری لب وی حکیم عمر حیا میر سید  
 و کسین طناب خیمه حیانتش سینه ستا تیر در تیر از اتفاق افتاد  
 ظلیسان شهرت بردوش مکت و کمر استقامت بر میان شربت در آ  
 پای شعرش نیز باندازه عقید سر عیش هم از ایوان شعری بر آ  
 در فن تاریخ دستور العمل روز کار بوده و در فضیلت و پر بهر کار  
 کامل و نامدار استفاده از خدمت ظهیر الدین فاریابی نموده و  
 دوست از اثر و الحاد و یکا نگی در ایام حیات که بر خاقانی  
 هم آنگاه واقع است با هم داشته اند هنگام وفات نیز در یک کل  
 زمین از نم خاب تبریز و بعضی معلمان جمله خاک شده اند و گویند دیوان  
 انشاء سلطان محمد تغش بوی تعلق داشته و در حساب بسیار  
 از اهل عراق و ماسان نایبانی مقرب السبق ر بوده و در سال  
 شاه فوزی در عالم استیفاء از تالیفات مشهوره او است و چند سال  
 در القاب و انشا تصنیف کرده است نورا الدین عینی که در علم

و طاق

کمال از آفران بجز بوی زبره که بسیاری برتری داشت در وزارت  
 سلطان بلال الدین اگر اوقات بشر بدم قیام می نمودند حکیم  
 از بخری که از آن بیشتر شرح مباحث بر می بود نقلت که روزی چار  
 نسبت عزم خدمت و تیر نموده بار بیافت این رباعی گفت

فضل تو ز باده پرستی با هم ماست بلذت و سستی با هم  
 حال تو بچشم ماه رویان ما کجا کجا هست بدم نوروستی با هم

عقیق راز لب آید در زبان	خندک باز قدرت تا در میان
بالتحاق فاده است طالع جوان	که هر چه بایست از نیکویی جان
بجز خست که کرد ز زبان گویان	بجای آنم نام تو بر زبان آید
بجز میل کند همه که بخت	اگر لب تو نه است صد اکلان
بوزگار آشفته ز باره تو نیامین	اره که تیا دایست یا دل گزین
بشبه سینه دولت یا حال من	مشهد خوشتر یا لب یا لفظ کوه بان
بفضای دلجوی تر یا شوخی نغمین	بجز تو بسوز تر یا ناله ای بران
بباده بچشمه در تن باره سخن یا بر تو	آسمان کرده تر یا خوشتر یا کمان

چشم تو خور ز تر با چرخ یا شمشیر شاه

ای پر شکر خنده تو استین

همزان شکر سه تو اندر اول

تا هست جوشش که سر مرد هوشیار

بیاوزی اینهای سرتیغ تو چنان

سید معین الدین اینهمه قندی از اشراق

ساده بوده مولدش کتانت که یکی از قربایم قد است و چنان

ملک بنجو بوده دیوانش تو یک سه هزار بیت

چونیت وعده دلدار پذیر

مهر و وفاش خواهم آن هر دو شکیا

هر صد ورق باه مال رکن دین

خبر البشر محمد است که خلق ترا

مخدوم شرق صاحب عادل که خورش

ای طایفه از جنای جناب در لب

عاشق تو با ما با ما با ما

وی پر سر ز دیده تو در آن صحن

هم زمان کفر قاده من این نور با

روزی بهتر از بار امان ج اهان شاه

هرگز حسرت تو امان

سید معین الدین اینهمه قندی از اشراق

ساده بوده مولدش کتانت که یکی از قربایم قد است و چنان

ملک بنجو بوده دیوانش تو یک سه هزار بیت

یا صبرش باز غم عشق دیگر

جان ز جانشی غم این دو هرگز

آن مستحق اسم مستوجب هم

همچون محبت جایه آید بشر

هر صاحبی است بنده و هر بنده

یکه نشا ملکین بسوی ملکیم

۵۲۸۱۰

نیلی شده است زین فلک اکبرین سلب  
 هم علم هستیاوت و هم فضل تاب  
 از جمل دست راست بر انداز دست چپ  
 و آن از جهان بر بکشد همین که غضب  
 امر روز بوزراب و کر روز بولب  
 از تک یکجهان آداب آموزی آید  
 و آن شمس ملک شیروش عقده دین  
 که بر حکم طاعت مردم بود لقب  
 نه در عجم عللن چه نیرونه در غرب  
 آرد بر ما حسنخ علی ر غم سما  
 معذور بود و زانکه به پند روا  
 چشم تو امان می بندد دور

سر خط دوران تو دامن سراسر  
 شاهای متوانند جویشای و کرا

کوی خیر از چیره کلمه که در چشم و  
 بنامین بر سبک فلک لطف هر چه  
 هم کسی کند که درین راه جو گو و کان  
 اینها از فلک بد وین کند خطاب  
 کاهم میگردم خیر و گاهی دروغ گو  
 بی آیت نش زبان عربت بر سر سبلی  
 آن روزین و درین از جمل تیر کی  
 هم در لقب بجد غنث کجا رسد  
 بجای که خصل مند در نناد کس  
 چه بی ساز که آن سرور و نوا  
 که بیج ندیم بچند دل خویش  
 در رکن خون دل ایلی زمانه

ای بید ه شاهای بکالت نکر  
 ز سرشک در و جهان که زان

و مصنف کتاب الہی الحسنی این ربانہ ج برمودہ ذرا بودہ

در شمع ناکہ جو روشن بصران

یعنی کہ نیز عقل جوین سپهران

دل بستہ روزگار پر زرشن

جو نیم دم آشنا و را غر کرد آ

حکیم اشرف کلمت از

بکہ همان سید محسن الدین اشرفست جدا و اہم مدعی کہ ملک پیورا نمود

در دیوان اشرفی ثبت است بہر حال این چند بیت م اوراست

جون جوش و خرم شدیم وقت سحر در چمن مطرب رعنا و یار ساقی ز نیابو

میش کل روی دوستی چہ زمان آمد

از طرفی از عنوان و ز طرفی با گن

من غزلی می ہر ای سہوی کلی غنی نگر

نوبت انصاف و مابندہ شادان

مہر سپہر جلال عادل پیونیک

انکہ ز تائید او مہر فلک تیغ بزن

مہر وجود عدوش منتظر با جزل

عبیر شکر کرد پیرا سر نہا



علیه السلام غیور و عجب و از بزرگان قدماست از بویش  
بمان شکست تا ناری سبزه کل پیش حالتش خسته برداری شد  
آفت نیز از سوی رخس هر گوشه نشین که بود بازاری شد

سید علی الدین زوزنی از زور قاتین بحر سخن و گشتی شکستگان عالم  
که من است گفتند در روزه خلص می نموده این است در صفت عمارات  
بنده گفته هر که میخواهد گسند شکل فرسود برین کویا این باغ و این

آبیرهای نورابین ساکنان او را مهربان غیب خدای بشنوید آواز  
طیبت فاد خلوه با خالد بن امیر ابو الحسن علی ابن ابی اسحاق عجمی الهجاری  
را مدحی گفته عجمی امیر بود مدوح شاعر و محمود فضیلت و افر  
بنا نمود از دست همواره لبه نشت سخاوت کرده از کار عمر و شکیان  
شعبه جانت کشوری و با استاد الشهد حکیم و قیسی صحبت بود و گفته

که قیسی شاعری مایع او عجمی مدوحی مسلم بود که زمان رسیده  
منظور یافته و مدح نموده ای آنکه نداری خبری از سم من  
باید که بدانی که نیم نغمت پرورد آب آرومکان آرومکنار و کتیر  
و قلم و رباط و شمشیر و می و ز و یک آنکه خداوند جو شویش حکیم

ازو بخت بسیار کی شود خرسند

خردل من از حصا رمتباد

زندگانیست را شناسیاد

چون کند اندران تهمتی پروانه

راه کم کرد کان زده هشت باز

بغیر دانش و میزان پیش از جوهر بان

بیش بود و بار یا فکان سند ملکات

و مقامش با موج ترقیات صوری

بضم اللہ و اللہین طوسیت که بغیض صحبت او علم شهرت و تم است

آخر است و فضل الدین این قطعه را تخلص بنام نامی او نمود

کروزن کند سپهر علی فضل فضلا و فضل فضل انچه ملکی جای

شهر آواز آید که فضل فضل با این همه گوشه که در حقیقت

معارف دینی و تبحر علم یقینی نمود چون صورت حال خود در این

مشاهده کرد حاصل دانالی را فراتر با دانی دانست چنانچه فرمود

هرگز دل من از علم محسوسم نشد کم بود زنا سر از که مضمون

که مگر بجای ز نسیده است کسی  
 تا صید کنی هزار دل در نفس  
 وی آینه جمال شاهی که تویی  
 از خود بطلب هر آنچه خواهی که تویی  
 شادی و غمی که در قضا و قدر است  
 پرخ آرزو هزار بار پیچیده است  
 کوهی فلک ز بهر گای بوده است  
 کان هر که چشم نگاری بوده است  
 همچون بخت صبح و شب شود  
 بجز از بیم فرو شدن چشمت از شود  
 بود از زبانی جان خود زینجا  
 بنده بنود بود چندان  
 تو روح حیرتی بر افلاک شوی  
 گاهی او سیم خط جاک شوی  
 و شست از مجنون که لاله میر و بار  
 در سینه که در سینه است  
 چون زلف تیان شکلی عادی  
 برای سحر نامه آلی که تویی  
 بیرون تو نیست هر چه در عالم است  
 بیکی و بیکی که در نهاد بشر است  
 در باغ کن حاله کا نزره عشق  
 پیش از من و تو نیل و نهایی بود  
 ز نهاد قدم خاک آهسته تویی  
 نه رویی که اهل تصورم و شود  
 در سینه که پر دل ترا زو پیشی  
 می بین تو سپید زبون جان  
 جان بنده بندست جو بر گری  
 گاهی ز غم جسم اگر پاک شوی  
 سحرش است سحرش تو شمت یاد  
 در سینه که در سینه است از

طوبی و مثبت و سبیل از زنا ه  
 و این منگرمی و در پیش مباحث  
 خواهی که غسریق بحر تو حید ثوی  
 یارب چه خوشیت بی این چنین  
 بنشین و سفر کن که بجا خوشیت  
 آبی که بر همه ز کار کرد  
 حوالی شد و پندار در و رخت نما  
 ای آنکه خلاصه چپار ارکانی  
 دیوی و دی و ملکی این سینه  
 پیش اندیشی غایت بر این  
 در همه سخن و عقل باید پوست  
 ای عین لقا در چه بقائی که نه  
 ای آنکه تو از جا و حجت استغنی  
 رازم همه دانای فلک میدم  
 که از اینجاستش و پچی بازی

و اولی که تا که بدید و پیدار  
 پیش مباحث عالی از روشرها  
 مشنو منکر مبین مندر  
 بی منت دیده خلوت  
 بی رحمت پاکر  
 که تو پریش نام کنی کامی  
 و یکی شد و اندیشه در و سوخت  
 بشنو سخن ز عالم روانی  
 با نیت هر آنچه می نامی آ  
 پیش و بس که با نیاید  
 تا باز نیاید ز بس کرده است  
 در جای نه و کدام جای که نه  
 آخر تو کجا جوی و کجای که نه  
 او موی موی و یک یک  
 با او یک یک یک یک

۱۰ احوال درون بد نیستید انتم

۱۱ مستوجب آلم که بسوزانندم

۱۲ دریا طلبی نه آن نه نیست باشد

۱۳ تا زیر زمین روی منیت باشد

۱۴ هفت اخترم از شش جهت این باشد

۱۵ بیزد و عالم جو تو بکین است

۱۶ درین چشم و قصب تو چشم حکیم

۱۷ تو بر سر من بپوش من حکیم

۱۸ تا کردم ای و پرست ز دوست

۱۹ نامت من با من باقی همه است

۲۰ نیکو کند حادثه است شری

۲۱ سودی کنی اگر است شری

۲۲ حکیم افخسار در عهد انابک بن زنگی از صاحب عیاران مکه

۲۳ خاندان بوده و اخوان شریف الدین محمد صاحب دیوان و خرد

۲۴ وضع الدین سعیدی معاصر است و این غزل در سنه کلمه است

خیال دلفروز اوست ندم کل و باد و دال از روز روز طرب و نسیم زور

کطوف تمین و هوای بخشش

اقبال غلام و بخت فیروز

چو ز شیرینیم و ماه سیرین

کس عیبه خود زهی علم اغروند

کس می نکند زسی بلاکش

وز نهر جبه دو سینه پیر بر دور

پهوند بیز هر دو عالم

روشن شیوه عاشقی پانوز

ای دل ره زاهد

روشن فرغ مهر چو روز

خوابی که شود شب بید

وز شوق جواشخار میوز

ما بجز جنتیار میباز

الب خان و اورا الع خان عظم تیر کوبید و طبقات

بجوچه او اتمام یافته صاحب تاریخ نمایونی کوبید که از قیاق برسد

ار کجده در بغداد فرود آمد و ملین نام وی کرد و سلطان

شش بدین کس تلافین استماتیه در دلی او را مینوم تیر

پایه قدرتش باوج رفعت رسید و ضمت سلاطین کرت

بزل فاسیا پیش زلی دست بازی با مار که او را شن

مخفی نهادن جمع سپاهانکار جمع بودن بجز از مردم

سید شمس الدین بیجار و ادا ابرار  
بنده احمد الیاسی است درود کریمت که  
بیشتر از همیشه بخانه برده است چنان یک لحظه ترا نشیدی و کند الفا

بیشتر از همیشه را برنده حدیث طریقت همواره از نامواری بر آورد  
محمد محمود کوید از مداحان بلین الدول محمود بود زره پوش

ترک من در ماه سیکر نوره در از در مشک بر ماه نور تو  
عیا قوت عزائم لبش را خوانم که با قوت زکاتی بود جسم شکر

چو محمود سردوشندی صد بویک سفر کرده شاه سفر پیشه بی  
امامی بی روی از بزرگان علمای هر هست و با وجود ذکر فضیلتها در

علم شایسته ریالی نظیر بوده صاحب تربیت القلوب میگوید که روزی  
سید شمس الدین محمد دیوان و ملک معین الدین پروانه که در عهد ابا

و خان بن ملک کو خان عالم محاکم روم بوده مولانا ابو زکریا  
و ملک افتخار الدین کرمانی که از نژاد ملکان در رست هم

باز در فتنه ت عبد الدین جمع آمده در تقشیر کفایت شاه  
صلح الدین سعادی و امام عمر وی قطعه کفایت نزد محمد جگر

در راه دیده این باغی فرموده اگر چه بنطق طولی حزنش نقشه

بر شکر گفتند سعدی کیسیم در شیوه شاعری با همایون امیر  
 هرگز من و سعدی با ما می نرسیم و شرف این رباعی در آنست  
 که خود را در لطافت سخن سرخوش بیانی با ما می در یک پایه چیده  
 و ملاوت گفتار شیخ راز باده و امزده نامی را در علم طنبوعیت  
 شاعری بر خود و سعدی مقدم داشت و این امامی در اجبه <sup>الملك</sup>  
 است که در منصب وزارت سلطان سنج با داد و الهه سلطان  
 و امیر ارغوشن اریکبا عبد المجید مجیر الملک تغیر شده باور سپید و  
 فتح الملک در تربیت علما و شعرا و اشراف و ارباب استعداده  
 بر حسب مود و کوشیدی ما آنکه بزخم یکی از فدائیان حسن صباح  
 شهید شده جرعه نوشش خزان بهشت برین کردید و پسر <sup>الدین</sup>  
 که به ملک پدر نصب شد و این چند بیت از قصیده آنست که  
 در مدح این وزیر بابتدیه گفته چون کبک شسه لب شبراب  
 مرقوم کنیکی از ان بطوق معنیر مطوقی بر او <sup>طریقی</sup>  
 بر مشتمی و ما هجندی و برحق تیغ امم ضد جهان <sup>مملکت</sup>  
 که آدم آوست گوهر سنگند مانق ای آنکه عز و جاه بر <sup>مکشتری</sup>





روایت صافی از صفت آتش کاوی که جیت کز جی لبت او  
 شود در در صمیم بحر و کس در صمیم کان در هر دقیقه آتش نکازند  
 و لغزب در بند زلفا ریشکنش عمر جاودان صدرا تر  
 سپهر معلماست در پناه دست ترا روان میجاست در بنا  
 ای مطلع خورشید منتهی به منت شمشاد شکن طره عجز شکست  
 کفنی که گفتم شام ترا در وصال دیدی که جو صبح اول آمد سخت  
 این الدین دادا از بزرگان صوفیه است و مرقد او بندر آب است  
 که قریب است از دارالعباد نزد حاجی محمود شاه که در بندر آباد است  
 گوهر است از صدف صلب او جلوه ظهور پذیرفته کونین  
 در صبح قریبایی زده صاحب ملک و زراعت بوده ان  
 و سینه بند از خرمن افکار آن مالک اسرار است که دانه دانه  
 شد و کرم مرعنه رقم گردید خوشدل بوعده با بی توام که چه خود  
 صبر و وعده تو بجز انتظار نیست جار غم از عودین تا غم  
 از جهان بخرم تا حضرت یافته ام با ختیا نوا نکر که در خراب  
 روی بجانب در آرد هلاک هلاک از خضه بحالی لظنم

از تو همانا نفسی که از بسیرت است از خاک بوی جان دل آید هر ارسال

بدر زمین که آن نام سکا... حکیم او حد الدین انوری خاور می

نام وی علی بن محمود بن احمق است اصل او از ولایت ایزد

است که آنرا بدنه گویند نزدیک مهنه و آن صحرارادشت خاور

خوانند گیلین نسبت در اول حال خاوری تخلص میکرد استاد او

عنازه فرمود که انوری تخلص کند در هر چه منصوریه طوس تحصیل

معلوم خصوصاً ریاضی و نجوم و ابستکی داشت و از بس فرستگی

که در کارش بود روزمره روزگارش نیز بر دستگی می نمود

و زبان حال بر مژه این مقال میکشود که تن ما ز پامی تا سر شده

بگری نا امیددی کلید نیک بختی شوان کشتود ما را در آن ایام سپاه

جگری هوای رادگان نزول فرمود انوری بر در مدرسه بادل پر بود

شسته می دای با طاه و دیگر با حان و مان با تا از تمام از راه می گشته

بسی که این که بکنند روی تشاوست گفت سچان اند

در علم برین بندی حالت از بدر علمی جنین در هم و شیوه بی عیال

نست بر باب هم جنین محتشم از خوش حسنی که داشت آتش بنام

این قضیه بگفت که کردل و دست بحر و کلبه برسد و دل و دست  
 خدا یگان باشد و روز بگذرانید سا طایر <sup>در کلام</sup> از غوغای او کار  
 از او پرسید که ذوق ملازمت داری یا حکمت طبع آند که گفت دعوی حکمت  
 کن و آنکه بعد زبان اقرار بندگی شنوا از تند بند ما جزا نشد  
 در جهان نیانی نیست هم ایچرا این در حواله کانی نیست از زبان  
 شه گویند در زمان سلطنت سخر جهان اتفاق که افتاد که سیار است  
 در برج میزان که برج باد است قران کردند انوری حکم کرده در آنجا  
 بادی مشوقه شهر با حباب کند اتفاقا در آتش که انوری حکم کرده بود  
 مردی صراغ بر سر نیاره مرو به فروخت جنان باد نشد که صراغ  
 نشاند سلطان سخر انوری را با آتش عتاب و خطاب در عذاب  
 که بر چنین حکم غلط رو داداشتی انوری معذرت طلبیده که از عتاب  
 فحاشه میسر شد بلکه تدریج حاصل شود در آن سال <sup>در آن</sup> جنان باد نشد  
 که در منهای مرو پاک مانید انوری از این صفت سینه که خجسته این قطعه را  
 با سبب <sup>چهار شهرت</sup> خراسان را بر سایر طرف که  
 وسطان بسافت کم صد در صد است که چه بود و چه پیشتر

بصر جامع را چاره نبوده از بد و نیک

مخزن درو کربنی هم بد نیست

بلخ شهرت پراکنده و او باش درو

مرد شهرت بنام چیت همه چیم درو

جد هم نشن مناوی و هری هم نیست

حبه اشرف نشا پور که در روی زمین

گرفت است بهمانست و گرنه خود نیست

آنجا معجزش برسم کردند این

بجسته ه بگفت برسم من معجزی کردن

کلمه همان در گذشته بگذرد

که بر صلیح نام نیز دور معجزی و قاصی العضاات

حمید الدین و حاجی حمایت آورده

از ان بلاجات یافت و منجی الدین فرید الدین

کامت در باب حکمی

مرد که انوزی کرده بود فرموده

گفت انوزی که از جهت باد های سخت

نیز میاید شود عمارت و که نیز بر همی

در روز حکم او نوزیده است هیچ با

چرخ الراج تو دانی و انوزی

و اگر چه اثر حکم این قران در صورت

ظاهر خلاف متعارف کرده اما در حقیقت

غالی از اصلی بنود چه کو نطفه

نقطه چینی که موت قرمانی صاحب قرانی

کو که کو اکب هفت کاسه

وجود داشته از تا شکر فلک سلب پیری

در برج میزان رجم ناچ

طوفان باد مسیله استنش با بنیاد عمارت

وجود را از پای در

انداخت و بسیاری از شهر و قلعه‌ها آماج آن شد و این سخن مولف در این  
 یکی ایران این دو زمان گفته که بیستم از سر نوشت بیخ تو باشد  
 فتنه چکیز و قتل عام نیشابور اما فرزندشتن نور حیات الهوری درج  
 بود سنده و اربعین و شصت و نهم منزل جاکش در جوار از سلاطین  
 حضور است و انور ریاد در نجوم چند تالیف است و مشاهیر  
 لیا این دو قطعه فخریه فلک بود که ساخته کردیم در سیم در روح و غلبه  
 یکباری ظن میر که لفظ و الفاظ معانی قاصم بلکه در هر نوع کلمات  
 من دانستی خواه جزوی آنرا گاه کلی قاصم بازرگان مستفیدم  
 با فرودستان مفید عالم تحصیل راهم و اروم هم صادم بیستم پیکان  
 از اسرار و احکام نجوم که نداری باور انیک رنج شوم قاصم  
 این همه بگذار با شعرم آدم از سنای شیم صر که کم از صابر  
 در چنین قحط مردم است چنین آنا و کان در میان خورندگی  
 قاصم قدر من صاحب قوام الدین می دادا را انکه صدرا و را  
 یاد کار ناصر الدین طاہرم شاعری چون تو مست و زبانی بجز  
 فکری نیک و زکالی نیک و شعری بی غلبه ای در بیان بی غلبه

حاج میرزا محمد باقر بن میرزا آقاخان قزوینی شیخ ابو حامد اوحد الدین  
کرامتیه ایچکال فضیلت ظاهر در سبک طریقه و توحید و تخرید صاحب مقامات

عالی اورد و نسبت ارادت با شهاب الدین ابوخص مهر و روی در  
استند و متصرف خلیفه بعد از مریدان اوست و با سیدی صاحب

شیخ عالی در شوشکان کرمان نوبی اربعینی بر آورده ترجیح مشهور خود عالم  
سیر از آنجمله نظم پوشانیده و عرافی لغات را و سید حسینی زاد السی

میسر و شناسی دل اهل حال و قوت روان صیقل قابل در آن کوشه  
ملکت شور تحقیق آراسته پیرایه محفل ضدا پرستان بود و زو شیخ

شهر قوم سینه شنین و شماتیه از فیض شیخ الموصدین محی الدین اعرابی  
شیرا جیای طریقه عرفان نموده اند هر قدر فیض بخش او در علم کرمان و آ

خانقا هشت بار رونق است و اوقاف بسیار دارد و کوبید او  
از اولاد عظام امام بیگم موسی کاظم است علیه النجیه و اثنا و از و زبا

در دیوان رونق روح است و بیان حالاتش بمین رباعی می آید  
او صد در دل میرنی آج اول کو

مهرت کر راه میروی منزل کو  
که بودی ز خلوت و خلوتیان  
هفتاد و دو و چو پیداشتی حاصل کو

تا حاصل در دم سبب در مان شد	پس تیم مانند و شد کفر ایمان شد
جان دل تن حجاب ره بود کنون	جان شد دل جان شد جان باک شد
خواهی کسی بکام بر گیرد و کام	یک کام از کوشش و در کام ز کام
اندر ره حق خواجیم آید ز غلام	یک سوز و نخته بر که صد خواجیم کام
از پس منکر یکدم و در پیش مباح	با خوش مباحی عالمی از پیش مباح
گر میخواهی که عشق تو حیدر شوی	مشو منکر مبین میندیش مشو
این سستی تو سستی سستی در است	دین سستی تو سستی سستی در است
روزم بگریبان تفکر در کش	کین دست تو استین دست در است
ای اطمینان دعوی سستی برد	آخر بقیامت عمل جان ای برد
شربت بادا اگر چنان ای ریش	تنگت بادا اگر چنین جمالی برد
آنگاه نیاز منزلی با در باب	در کو کامی معقبی با در باب
صد کعبه آب و گل جو یکیل شود	در کعبه سحر سوری با در باب
در دیده خویش اگر نکوهید شوی	در دیده هر کسی که بنده شوی
پروانه صفت لبوز در عشق عشق	تا دیده نوز نور ما دیده شوی
دل در انزل آید است آن غم تو	جان تا باید بود مکان غم تو





از صفایان به تبریز آمده از خواجہ جیالائی بن خواجہ شمس الدین

یاقوت بصفایان بازگشت نمود و در عهد دولت سلطان محمود قازان

سند سبع و سبعین و شصت و شصت روح پاکش در آن خطه فرخاک مالارومی بکشد

نمود فرارش در بابا محمود بن بضم باو افتست و بن عمریه است در لجان

النجان صفایان که با اسم وی معروف است و مولوی جامی قدس سره در

کتاب لغات الانس آورده که تاریخ وفات وی بیروح فرتش که در آن

واقعه است سنه ثمان و شصت و سبعه نوشته اند جام جم در شرح

حدیقه سنائی از شنویات اوست و او را در صفایان نوشت و مستقما

روزگار در یکماه چهار صد سواد انسان نسخه برداشته و دیوان قصاید و

غزل اوده هزار بیت در سلک عیار مشغول است و ده نامه با اسم خواجہ

سید عالم الدین بو صف بن خواجہ صیل الدین بن ملک الحاکم خواجہ نصیر الدین

از تالیفات اوست عرق جوارخت ایام و بوستان یکدیگر از خاک لاله رویا

شیر لاله جان یکدیگر ز شرم رو تو در باغ وقت کن حسین کجا بود و از دست

باغبان یکدیگر ز حسرت رخ چون آفتاب اندر صبح سزایه خون شد و چشم

آسمان یکدیگر لب تو ایچانت اگر کوزه سزایه تا با بر قطره ای جان

بجز کل که برین خاک آستان بکشد  
 ترس محمدی شد عاشق همانکه  
 از دست عاقلیم بکشد نشان که  
 خانه را که درو همجو تو رضوانی هست  
 آتشی بود که در حسرت من باز کرد  
 غلام طالع آمد که بر کز بیده تست  
 ارم دیده و آرام دل زار ایست  
 دانکه دور افتد این دایره کمر  
 کز آب دیده من کاروان شاه کنند  
 و آنکه دریا تو افتاد سرافراز آید  
 آنرا جو کعبه شبده هر کشوری کنند  
 خندان نظر نماند که بر دیگر کنند  
 یکسان در دفروشند و دوای کنند  
 چو سایه کوی کوی و چو باو در  
 کوی سیم بچکان مشک قی بازد

کجا بد است خور او صدی چند  
 نومن زوین بر آمد و صوفی ز عمقا  
 بلقی نشان دوست طلب میکنند ما  
 هر طرف باغی او هر گوشه خلوت شد  
 یونان بود که اسال همسایه رسید  
 زنده دو جهانی زبان طالع سعد  
 بیستاد و جن ضم و کلک از بیست  
 که او بیدق این عرصه بود شاه بود  
 رفت و من پیش تقدیر کسیتام  
 هر که مشغول تو شد از دران باکر  
 کشتن روی خوبی بر منظری کنند  
 از حیرت جمال تو در چشم عاشقان  
 خویز و یان جا بشد و فانی کردند  
 همه سبک به بنیند سایه تو زد  
 هر نفس را او بود اسب دلبری نازد

زوزه نشسته پیش کنون و فادان

لبوی ما جزا از هیچ باب نیامد

باوم صاحبان خواری ملکن

بمیدارم از دست دست ماند

ذکر بفر علم بی عمل است

از محمد بدست کور سیب چند

مرد با کس سخن نیک گوید

چون دوستی رو تو وزم بر نیاز

کر خوشی است جان من هم تو بجز

مهر را بود که دل از مهر ما بیزد آرزو

هزار نامه نوشتیم بی جواب

کافین کار رسپا بی میکن

کرم دهن بدیه همچون سبک

دل معشوق چشم ز سبک است

صحیفی باند کینه کوری چند

باید تر آن کسی نمی جوید

مگذار بدست دشمن و ونم باز

مرد خشنی است کارن هم باز

صاحب کرامات بوده اما ضیاء الدین مسعود البلیانی والی خط ولایات و

صاحب کرامات بوده ابن خنسم الدین محمد بن احمد

عمر بن سعید بن شیخ ابو علی دقوانی و نسبت نسبت میر تقی الدین محمد صاحب

شکر عرفات بدو می پیوندد و او صدالدین عبدالودود است عالمی

دانی از خدمت شیخ ابوبکر حمدانی نکتة دان زبان تحقیق گشته نمایان

کمال و عرفان رسید چنانچه مرغی ازین معالی درین رباعی بیان نموده

تا محلی بدو چشمه سر نه پیغم هر دم از پای طلب دمی ششیم هر دم

کویند که حق بحشم سر توان دید آن اشیا تن من جنیم هر دم

و شیخ مسند ارشاد را ایراد ز کرده خود شیخ امین الدین بلیانی سپرد

کویند بوسله شیخ نجیب الدین سهروردی حرقه مبارک رسول

صلوات الله وسلامه علیه وآله بدور رسیده و شیخ صفی ناشاد

اوصد الدین بشیخ زاهد کیلانی موبست و شیخ احمد بنرکوب در شیراز

نامت و فوات سال اوصد الدین را نشت و ثمانین و ستما تیر نوشته و

گفته اند در عا سورا سست و ثمانین و ستما تیر بوده در خالقا

مخروف خود در بلیان همچو کج در خاک بد فوست هفتاد و مرطه از

وادی زندگانی پیوده و آخر بسر نترلی که راه برون شد نزار و کپرا

چشم غنچه و در ادای پستی نبایستی و مقام رفعت نیستی این

دو رباعی فرموده که من مردم هر املو سپید ببرد که مرده بد و زنده

شد و در دست و پیرد جان کور حقیقت و تن تو ده خاک غنق نور

رفعت و خاک با خاک پیرو از اسر عمر اگر کسی یاد کند مشی

بند آنگاه که علم بحشم عقل با دست جهان خاکش بر بر که تکیه با کت

مجلس علمیه مدرس  
در روز شنبه ۱۳۱۳  
مجلس علمیه مدرس

بکین تا کم بند کسی کشش بخت پر کرد و وقت مرگ ساز آمد که در گذر  
کرد و صدر اعظم عمده الکتاب منتخب الدین بدیع بن اتابک  
محمد عوفی گوید که جمیع دیران و وزیران انصاف داده اند که در عرصه  
منهجت و میدان بلاغت سواری جا بکتر از بدیع اتابک رایت نظم  
نیفر خسته در شیوه ترسل و ضاعت کتابت تقانیم مرعوب چو دایه  
از جمله رقبته التلمیذ عسیر الکتبه که در اینجا تعریف نشا پور کرده و او را  
حیران ترجیح نماده و در آن سخنه مرقوم است که وقتی در بدایت صلح  
بنیاد در دارالانشا کا میگردم هر چه نوشتی اتا دمن آزایی کار  
بر آوردی روزی نامه فرمود چون مقرر نمودم او را بنسندیده مرا  
بخت رنجانید از تنگدلی مشبهه متعددس امام الحن والانس علی  
بن موسی الرضا علی بنینا و علیه التحیه رفتم و از روح پر مفتوح او  
خواستنه برای بنالیم و بگریتم و طلب این شیوه از صد فی  
ببیار تمام نمودم بوسیله آن مکارن تبرک نشان در های طایفه  
چشمی برخ جان من کشادندوی مدتها در دیوان سنجری به نیک  
روز کار بخوشی گذرانند رشیدالین و طوطا را بر شنه طبیعت

این ابیات را از روایت کشتی فیلی بدو و سعد الدین محمود و له ارشد  
 حکم کرده و محمد محمود نیز برای جمال بنفت از جو جان و جان میر  
 من زنده را همیشه نیارم گفت ازین مآب تر روی نباشد  
 و زین پر تاب تر روی نباشد از عشقت در کجا پویم تو دانا که  
 بی کجا پوی نباشد عجیب البیان حکیم بدیع الزمان ترکوبی سحری  
 در آلائش و طفتش از کوی سحر است و آن حصار است که از اثر تو  
 خوانند محمد عوفی گفته وی همیشه قانون حکمت و تجربه میرسد و خود را  
 تعلقات که خدای کر قرار نمیکرد وقتی او را صیحتی کرده درین باب قطعه  
 گفت مرا کسی در زبان کسی کردی که ای فلان جو جهان جاودان می  
 گشت عهد شباب و دروید آید نشان شیب کنون کرنی کسای  
 از نیوال جگرهای او برنجیم جواب دادم و گفتم که ترا شرمجاید  
 کسی که کرده به نیت سلام علیک جز از سلامت فی الوه بر نیاید  
 ز خدیگ کونه کنایتی که در بند دایم کفاف خرج من ای خواهر بر روی  
 مرا مگوسره کار است این زبان الحق که بر سرم زنگی کیر خارجا با جیر

باشد این ز حکیمی که من زنی خواهم بنان و علامه اقداسی که گفته  
 ان اسب ترا عظیم ترین انداخت انصاف به از خوشین انوخت  
 در ره گذر تو بسیره گفتاری بود اسبیت جویدان رسیدم کین انوخت  
 که نقد کم دلا درین دسته نامه حوشاش که اینج فاقه پیوسته نامه  
 تا ساکن خانه وجودی هرگز یکروز در روزی تو بسته نامه  
 تاگی باشی برای اندانی با سید هر طای و هر دردی چو قرص خورشید  
 باز او و خاطر و غم دیده بساز کین آب سیاه است و آن با سید  
 رخ نوسه دست در از ظفر است شمشیر تو آئینه راز ظفر است  
 که ضمیر تو سیرع شود هم بجنب انداز کمان تو که باز ظفر است  
 نموی بشکافی بر تیر از قوت رای و نظر کرده و تیوشل موی شود از لای  
 تا تو زیر کین بند فیروزه کون هرگز نکرده هیچ موجودی ز بردستی مگر کین  
 به بیج آمد ایست از و درای زمان اثنابک ایله کرده پستیا  
 سکه از همدی اندیان محفل زندگانی سکوت اختیار نمود از ساکنان  
 سکنه خاک شد و بسید کفن دزدی که جبر او را شکافت سو در آمد که  
 شمشیر را از بند کفن سبک نماید بدین از بیخ ابداع و وحی باره زندگانی



در سینه کفایت و کفایت در هر دو آن صورت بدیع نقد جان  
 در کفن سلیم زده بجای او کفر و خفت مولفه الهی الحسی بر آمد جانش از قید بر  
 زود تو کفایتی او هم از پیشینیا نماند و او استاد بدیع چون در کرباره بر او  
 زندگانی بازگشت آنچه داشت صرف وجه چیز در رضا و شکر  
 در سینه است که بس ازین واقعه در همه آن ساخته شعری که بیکان  
 بدو منسوب باشد نیافته زبان قلم از زبان نظم استعجابت یعنی  
 این خطه بدیع ز کوی بدو نسبت داده اند و پستی از و این است  
 هر در جانت در آید چون ملاوت در شکر کینه از طبیعت برون نشد  
 همچو موم از آنکسین بدیع شیرازی در طرز عبارت انگیزی تصدیق  
 الواح بسلی می نماید و همیشه مکان آستان که از متوسطین باشد  
 هر از جوینان شیرین شمال بجان نیست آنچه کرد و بند بر ناول  
 کند منع ما شیخ شهر از جوانان ما حکویم با او که پرست جان  
 در حوال خود نیست رگی دلم را هرگان هر جسم از آنست یاب  
 هر از غنای حاصل عشق باز یک اگر غم نداری عشقت جرم جان  
 بدیع بدین است با جمود و بستن از شاعران فضیلت مکان

بوده قبول محمد عوفی کلام او مصنوع است و سراج شامی شریف در بیان  
 در مدح ابو یحیی طایرین فضل صنعانی گفته اند تیرا بر فرودین بر آمد  
 بیانک ابر بانگ رود عاجز بدلان مبارک می منعت میجوژ توفت الو  
 شریح جابر بیاد سید آخر عالم ابو یحیی الذی یحیی به العز  
 بیع کسب فی بعضی اورا یعنی نیشاپوری و اندک منقطع در صفت  
 این صنایع کلک در ایچ خرام او است روی زمین زرقن او  
 پربال حشیم فلک زحبتن او است پر عبار کردن همی کنار در  
 از و حبل صحرا می نوزد و بیضا را و سوار اندر حیدر مدید شیران  
 که برود و اندر رسد با هووی وحشی که شکار معشوق بهشت است  
 جو تیکه من سال ماه تیکه را در می زخم بر الدین نوز هر وی بم  
 فلک فضیلت نفسانی بدر نورانی بوده صاحب لب لباب گفته  
 که بجاست و مجاورت او انس پیر فتم و از لطایف الفاظ او چشم  
 بر کرتیم زو ششم که گفت وقتی امیر الوزرا ابو بکر سیاه جی را  
 ساختیم یک بحثی جامه نیشاپوری دو تا اسکندر آبی طلبیدند  
 و این بیت از آن قطعه است که با رباعی دیگر شکر از آن است

و در میان آن محمود و روان ساخت چو اسکندر از امین و پیری  
 ای نام و استاد اسکندر را ای با تو بزرگان جهان و دهم  
 در جنب صفات صاف و در همه در زوایا ت بر زمین بسیار است  
 این طرا و ک صاحبیت آن بر دست حق ارم چو لیس با و سیت  
 و آنکه گوی مرا کن یاد سیت این پرده مزین و رنه کنم از دست  
 تا چون خیک دل خویش بفرمایید حسن بن احمد مدری غنچه نوکی سیت  
 خلاص بن فضل و کمال آراسته بوده از سلاطین غزنوی است  
 شعرش چون گوید شرح کم بایست این رباعی پر تومی از حساب  
 فکرت بدر جلالت بر ساحت او نافت زین میریت و منزلت در  
 این شین زد دولت کرد کرد اثر و زغان شش جور مرد اورد  
 زین سیر که اپنا بروی فردا فردا بدرد این عالم وی اهل فضل بوده  
 از راه از بدره ارباب بدل بوسیله اشعار کرامت صلهای گاه  
 چنان یافت به ناشناسی مدح او بر رفته تمیز خواجسته شمس الدین محمد  
 عبودیان بیکر شت کردنی این رباعی را بامیه قطاعی بر فطره  
 کاغذی استند دیوان کرم خواجسته صاحب دیوان گذرا سید که

پوسته بکر	دینا جو خطیت و کف غلظت
دست نذر خدای س	پرورده تو که و مه و دون وسط
رفقہ رقم کردہ شب مرا	عاجز تیر باغی در ادای صلہ او
سفید زہ سفید چون سفید	از رتوان نورانی شب
از کلمہ حاصل نہ از جالی غلمہ	گور از سیاهی نبود هیچ نقطہ
و بدرالدین در زمان وزارت	دستان بد پرہیست <sup>بخط</sup> داردہ
خواجہ بہاء الدین محمد بن خواجہ شمس الدین صاحب دیوان کہ در ا	دولت پدر خود وزیرا صفایان بود بصفا مان آیدہ شاکر دی
ہمک جتیار نمود دلہا بس کلمات او بزبور صنعت بسیار اس	جناحہ قصیدہ مصنوع این است
ای رو تو غیرت کلب	پوست لب تو شکرستان
از چشم خوش توماند	مرست و کل اندر تو حیران
خوشید قاصدہ شیر	بر خاک چنانکہ ماہ تابان
از حسن تو زلفت عقل	از دست گرفتہ عین نقصان
و باغی کہ ازین چند بیت	ای و تو غیرت کلمات پوست
از چشم خوش توماند	

خود را در پیش رویت بیک در حق تعالی عقل کامل از دست

بیدار دین محی نشا ظا اگر کسی گاهی بدو کلامی محی تخلص کردی

بعضی محی گفته اند زلف عروسه سخن را بسا نی نشان زدی که طره خون

خون از سیم رشک او بر شفتی حجت نوبت تو از دور چه مستغنت

چه صفت بدار و روشن عیسی بیوی فضل اگر بیرونی شایه

بلی رنگ می پروند چسرا کرد از تشبیه سخن روی در سیر

مزن سخن باشد از او صبا بخش کام خاطر زبان یاد تیرا کنی

بیکان باند در ضمیر نام نفع او بری الیاس و پید از زبان پیر

الدین شاشی او را بدو حاجی نیز گفته اند از شاعران فست و پر کار و ار

بر عیاد دایره علوم خاصه علم نجوم بسیار کشته و شاعر طالب علمانه

سردار دیوان او پنج هزار بیت است از بهر امان سلطان محمد

ملق شاه بوده از نام تبرکام و زبانها شکر افتد و زبوی تو

ز زبانت جانها شکر افتد بر باد تو نا بید اگر خنک سیر

قطب بر فضل آید و ارجح در خورشید جهان است شد از ساعده

مهر از خری نیز بیکم و درم بر زبان الدین اردو انی زبان

بسیار از خری نیز بیکم و درم بر زبان الدین اردو انی زبان

بیان او شکایت روزگار آخیزه و پوخته در مداره  
 دانش و پرهنز کاری نموده صرف اوقا نمودی ولی تعلقان  
 و همواره دامن ستم آنالایش منته مردم در کشیدی  
 من زمانه بخت بد و لغت فقهه بر حال من تبار بگرید بیاید  
 روی کتابه دار خود و دست نوشت دستی کتابه دار خود و دست نوشت  
 بدون الدین سپیدی شمال او اش در حجاب بی نشانی مخفی است  
 در عالم دل فتنه چرا نکیزم نیک و پورا سپهر بهم آید  
 ذوقیت مرا تمام با شهای من لذت و ذوق خودم را خیریم  
 سید برغان الدین صاحب عرفان این رباعی را با اسم او یافته  
 حالت او نیز نادانسته ماند مستمکن و اندر دو جهانم بستن  
 ای دوست قبول کن عالم بستن با هر چه دلم شدار گیر و دل  
 آتش من اندر زنج آلم بستن است در بانی پدر امیر معزی  
 خود منی گفته که بر بانی در او عات عارضه وفات خود امیر معزی  
 سلطان ملکشاه سلجوق برده قطعه گفته که آخرش اینست  
 خداوند سپهرم و خواجه نظام الملک از تصنیف بنی سحر این قطعه

ستمی و ستمی پشیمان شکر کرده و کعبه پدید و یکی باشد برهان الدین محمد بن  
 عبد العزیز کوئی محرمی گفته که امام عبد العزیز را اهل سنت و جماعت  
 یغی ثانی ستم و ندی قاضی باشا پور بوده و برهان الدین در کرم و  
 کربلا روزگار بوده طعانتی بر او پیدا در دیاری دامن گیر شد این  
 بیاعی در سلک نظم کشید که ناپی فاک ستای ملک رنجورست بر  
 خود از حقیقت دولاست او است جهان در وجهان و بیای  
 پامی دو جهان کنکند همه دست شمار غری با بیشتران مرغزار بخنود  
 هم بجای نموده انتشاری کیفیت حال او صبر این نیا فتم در صفت هر و لیا  
 طبع گفته که این مطلع او است خدا را ضای اذ فضل شادی آید  
 نادی و خرمی زرد آمد پدید ابو حمید الله بن حجر ناسی در کمال  
 ستانی نمانی بود او را بخیر ضای در ایام حیات خود نیام نمانی خوش  
 در دهگان ستمه ستمی نمانی و ستمایه جوانی زرد او طار از شهر آ  
 کنت جاردانی نمود ای دوست دعا وقت سحر گامی کن  
 از خدای این آگاهی کن خواهی که منزل سعادت برسی مانا  
 دید و هم ای کن خواجہ کمال الدین بند از از می معام و ملاح

محمد الدوله ابو طالب بن محمد الدوله جلوس است و او دختر را قبل از وفات  
 دینی است تاریخ خوان بود و نهمند بوده بزبان ماری و فارسی و دینی  
 کفنی و پرتو تربیت صاحب این علم نیز بروز کار او بسیار تافته و در  
 اصلی زوار بجایه محمد والد و پدر عالم ملکوت رحلت نمود وفات پیدا  
 نیز در آن نزدیک اتفاق افتاد از عمر که صد کردن دور روزی است  
 روزی که خواب شد روزی که رویت روزی که قضایا شده گوشش کند و  
 روزی که قضایا در عمر که رویت بابطامیکت ماهی درت و  
 غم غمیت بوی رفته باز آید بابطامیکت جوش قدید کشته تو کباب  
 دنیا بس مرگ ماجر در یا چه سها بپور خطیب کنوب نام او  
 در زمان سلطان محمود غزنوی از زمره مناجاتیان مجمل ضرابان بوی  
 کتان در آمده بسلسله بوی پستی نام زنی که فدا شده و حضرت است  
 بشهرت الجامیده در ابتدای آمد شد ناز و نیاز محبت هستی در  
 مصائب و محالست احمد رباعی گفت که این مقلع اوست بیک  
 زلف کج درند اسم را آب جسم خوش و نم در غم اجداد و با کلام  
 مغزیت و مرغ و حالش را بدام آورده این رباعی در جواب او خطی است



مخبر خود بخود ای جلیب درویدی در گفته خویش نیک باز آید

کفنی جسم در آب نم در بند هم در خاک کفنی و نم اندر آدی پور

بسیای حاشی در فن شاعری کس استقامت ذاتی استفاوه از

رکن الدین قبایی می نموده پیران او در جام <sup>قاصی</sup> والی شریعت عزراوده اند

و چندی در هرات بدانشتر ایند وزی می پر داحت و در زمان دولت

آرغون بکلازیت حواجه وحید الدین زنگی ابن طاهر فریونده می

بهر ریخت و باهام الدین مشاعرات نموده با صاحب بن عباد

عاجب نسبت شد در جد و نهرل هر دو استادانه سخن گوید پور

تو بهایتی خلص می نماید بر بیاض آفتاب از شب رقم خواهد

شید ماه را بر صفی و خوبی قلم خواهد کشت شب ای شمع از سرابین

سمازبان هر و بیدی کس در کربان عدم خواهد کشتید عشق زینان

تن شرط است اما برفس آه آتش بازم از روزن علم خواهد

آبید کوشدگری درج نوشتیت کم در حسن نکتت هر تکنت

صداه ز اطراف رخت می تا به کوباش ستاره ز پر نیت کم

ز مشریدون فارسی بزبان فرست قدیم صرف میزده و جان

حالی بوده و یونان و تهرار میت است — عزیز اموی از نام و ما

فغان و مارا سپرد و یاسی حقیقت استبنو از پور فریدون

که شعله از شور سرد یاسی پور حسن عسکر الدین اسقر ایمنی از

بزرگان آن ولایت و با نجات جلالت بی رسالت عاشق پیشه ولی بر

بوده از مریدان شیخ جمال الدین احمد ذاکر است و از خلایق شیخ

رضی الله عنہ علی بن ابی طالب است باز دل پیوه بر انداخت بدلد از

اوز من فارغ و من پیدل مازم حکم مباء الدین علی ابن احمد حاجی

برادر علاء اللک حاجی است و از وزرای عالیجا است در برافرا

راست حشمت و تلمیم کشای ابرسطوطایع و اسکندر منش بود خند بوب

کسیب فیروزی و شمنان بسته زندان شد و از کره کشای تخت والا

و کر باره بر سنده جلالت نشیبت محمد عوفی گوید که ملک شمس الدین

تنبشریات فاخر نو از رش منوده ملازمت اختیار کرد و در

عشر و سنمایه ولایت فتوح و انصوب را تنبیر نمود و سیوم بار مقید

تخت برشته بس از برای تنبیر التریا و هند نام ملک ناصر الدین

تساوراسر و کار نبرد با ملک قطب الدین تیراقا و قاضی حمید خدیوی

روزی بیستم گشت او رباعی باو فرستاد که ای فاعده دست تو  
 ز بخشیدن چه ز که بسزوار که بخشیدن روزی صد بار  
 آورد جز بشید از نغم کف در دست تو در بخشیدن بهاء الدین را  
 جواب در جواب او نوشت زین پس ز ما بود اگر بخشیدن بهرتی را  
 خانه ز بخشیدن اکنون جودل و خزینه پر کشت تویی بیهم وز  
 مال گیر خ بخشیدن بهاء الدین محمد اوشی و اعظمی لفضائل شکر  
 با انواع کمالات پیراسته با نظمی بدیع و شری رفیع باب بخشیدن  
 هندستان نوده در مدح چون ماوش که وطن او بود باز کشت شیخ  
 الاسلام آن شهر شد در مدح قطب الدین ایبک ملازم مغز الدین  
 به نام این رباعی با مقصیده انشا کرد ای بخشیدن که در جهان  
 کس سروده کاز کف تو کار بیان آورده از نغم کف تو خون گرفته  
 سلطان کان زو ساخته لعل و در میان آورده و سلطان قطب الدین  
 در سنه تس و ستمایه پادشاه به شد بهاء الدین محمد بن احمد  
 بغدادی در صنعت سهالات صاحب خیالات بدیع و انشائات غز  
 رساله رساله موم بر الی الی از مصنوعات ذهن و کفای او

محمد عیون گفت که وقتی شمس الدوله مسعود را در آرزو و عشق چینی  
 اورا بقید انداخت در آن باب مضامیر پیروخت در پنج روز  
 جوانی و عهد برنای گذشت در نیم دوری ریخ نهانی ز بسکه کشید  
 از دور جیح جایی بجایی شتم جو بهره روان هر دوری و هر جایی  
 در نور زت جوانی و یاد کار ماند از نونه طاعت دینی نه مال دنیا می  
 کونکله سوسم بر ناسی و جوانی رفت فرو شوای شمس من چنانکه بر ناسی  
 زهی نامه کردی بجای من تقصیر تمام گشت سمر و کربین نسیز  
 تبرک یاران گفتم ز خانه دور شدم ز چشم شاه فادم در جبهه فرما  
 سپهر خواهر تاپای و تدر او بود و لیکن می شوا اندوز بست ایلات  
 اهل بجهه تو فارغ ز کین پر داز فلک بدور تو ساکن ز عمر و سانس  
 بقصر ترا هست شتر سر لکین تو خود زنگیت و دست  
 خدا یگانا ام که کردم از دل جان فزای خدمت تو روز کار ز بند  
 قضایلی که مرا هست در فنون هنر اگر بگویم نوعی بود ز رعایت  
 هر از دانش من حاصلی بجز غم نیست جو بخت یار نیانند بر سر بود  
 از بدانی احوال من بعین دامن که هست آرم بر حال سر بچین

بیشتر بجز اینست چون تمام نبوی است لطیفه کرمت وقت شد که بنام

خسود جانزاجان بیت بجا کرد تو می بوش ز دست تان یغان

دین الدین مرغستانی مرغزنان شهرت در ولایت فرغانه کرد

و بهاء الدین در رسد معانی متاع بیانی کران بها و کو هر فضلی صفا

ماشته مداح قطب الدین محمد ابوسکین خوارزمشاه بوده سر سهری

حیاتش در سنه ثمان و عشرين و خمسایه بزودی مایل شده

این جنبه بیت از قصیده است که در مدح آن پادشاه گفته اند

دلف تابدار تو بچشم برقم وی محل آبدار تو خندیده بر شکر

در خشم من مشک که بسی یزید زرد تا خون خوری نیز نیایی ز من اثر

خندان کن که برین مظلوم جو تو چون صیت قطب الدین شود اندر حجام

سر که خشم چون بهوم زیاکار در قوز ما دوست از نسیم بهاری لطیف تر

بزه عدل تو پر باز چون همای پرورده باز بچه بیچاره بر زیر پر

فاصلی بهاء الدین زنجانی از قاصبان رفیع مکان لطیف پان

بوده و زنگار زاجری زنجان خوانند نزدیک ناردیل واقع است این

نشان اوست که سه دور دیوان ماقط نوشته اند و این نکته را در

عرفات تفتی الدین الاوحی بیان آورده اساقیایه شنبلیله

یکدوسا عشره شراب ناب بیا در ابروی درد عشق یعنی سیم

گوست درمان شیخ و شتاب بیا اقباب است و ماه بلده و جلا

در میان همه اقباب بیا میکند عقل کسری تمام

گردن شتره از می طناب بیا زدن این آتش مر اسیب

یعنی ان آتش جواب بیا کل گرفت کوبشاد سی

بدر شتاب چون کلاب بیا کر چه ستم سه چار جام و کر

تا بکلی شوم حسراب بیا یکدور طل کران سبک پر کن

ما صوابت اگر صواب بیا دل مسکین بیا بیکد و قدح

خیر برهان زاضطراب بیا رشیخ بهاء الدین بخاری شیخ الاسلام

عبدالله انصاری آورده که وی از بزرگان حکماست اگر چه شاعر

فردوسی بود پس این رباعی او برای شعر فردوسی تقد است

سپین خاک تو کلگشت شده پر لاله شک من همه دشت شده

از آه من و خاک که بر سر کرم شش زمین و آسمان هشت شده

سیناء الدین مشرونی خوش بیانی با کمال نزاکت معانی آورده

آن چشم چالہ بین بیان استن - همچون سمنی بار عنوان استن  
 ز غلم پیالہ لذعات لطف - استیت باتش روان استن  
 باو الدین یزدی از نکو خدایین و شیرین گو بیان زمان بودہ  
 ای ہمت ذرہ نوح آفتاب - خط تو بر برگ سمن مشکناہ  
 عقل شکر فانیو از را لطف - کشتہ سرا پر وہ در خوشاہ  
 بہت کشت بہارین میل - شد بی صفت نزل او جواب  
 ہیرام کورا ابو جبلہ کثیت دشت چیل و سیال صاحب سر را قلنہ  
 زندگی بود و مدت بیت و سہ سال افسر زمان فرزمانی بر سر دشت پستی کہ  
 اول زبان فارسی کفہ شدہ ہمین بیت است کہ باو منسوب است  
 و م را بدلا رام حکمی نیز نسبت ۱۰۵۰ اند و بیت نیست ابو الحسن  
 حسنی ہرانی محمد عوفی گوید کہ جہتہ نام رسالہ در عروض از جملہ  
 دستاوت او است و مداح ناصر ناصر الدین سبکتگین بودہ و این دو بیت  
 سخن دو شاہ کل از گلستان بیان او است ماہر و متاکل دو زبانیم  
 مگر بچو اہمیت صفت کرد یک نیمہ آن توئی بسرخا یک نیمہ در کرم بین  
 کس پیغی حاتم الدین بخت یارین رکلی سلو قنیت صاحب لب را

دگر بگو  
 چہ سہ  
 نام ہیرام را  
 ہیرام کورا ابو جبلہ کثیت دشت چیل و سیال صاحب سر را قلنہ  
 زندگی بود و مدت بیت و سہ سال افسر زمان فرزمانی بر سر دشت پستی کہ  
 اول زبان فارسی کفہ شدہ ہمین بیت است کہ باو منسوب است

گفته که در نوبت ایالت او اهل مرعیان ترکستان تن آسانی تا یم و اخیست

ای را حست دل جان ای آفتاب خون

پیم زوال دام از آفتاب رویت

روزی بوزاند آخر را وی بصوت و لکشتن

احمد جلال دینی سلطان گفت عالم

کردستی بیانی اندر زمانه خود

بر دشمن تو خند و کردون جو مرد عاقل

حکیم جنبی مشهور به بسیار

سیر منازل اقلیم هند سالها گشته هلال مهرش از آفتاب <sup>علاء اللک</sup> تربیت

احمد جاہ گی کسپ نور نموده در بوح این وزیر اسطونظیر ترکیب بی بی

گفته ز نام کو هر و حل و ندر و م و اید هر یک رو فی ساختن

چند کو هر سفینه آن بحر در خاک نرفته ز زبور کردن چشمتی زاو کون

تم ساختیم جو مار و مارم از کلنا کو هر شود کل جو مارماند عوار کو هر

مگر چشمیم سوی کلک وزیر است که می بار و صدف کردار کو هر

علاء اللک دستوری که کلکشن کشد آفاق بر لایحه حد ملکش



جو گشت از نعل او سپید از مرده همان شد دل خارا ز مرده  
 خط او چون نسیم بخت و ستور فتاند از خاک بر صم از مرده  
 الملك فرخنده دستور که بر کنج ممالک هست کجور  
 جو آرد سوی لب لب سیریا اند لعاش پر از شکر سیریا  
 عدد دست قورش انجمن است که اندر دست با نری کر سیریا

شیخ جلال دین نمرانشاه که از کوه مریدی و مردی دره الزنج <sup>طین</sup>

نوع آدمی بوده هم بزرگی در نسب هم پادشاهی در حسب

محمد عوفی گفته که میان او و طغان شاه بن موبداری سال سال

مشاعر و اشعار افتاده در ادای لطیفه کرم به انسان اندیشه و باز

ثبت کسید الکتاب سید طهیر الدین حسنی در طراکوب هر ناسفته این

سینه که را چون که بسفت و تحفه مجلس آن شاه و قتیاب ساخت

بجز در سبابت پاک خدوند <sup>نوش جان</sup> که جان دل شنای جلال تو گفته ام

انی بزرگوار که جو ر روزگار بشرنا جو بخت تو نفسی من بختت ام

از م طبع و لطف تو ناسفته کوه زیرا که کسین کهری بد تو سفته ام

نمرا نامه کزیم کبری بعتد کوه ناسفته و خند کوه هر متظوم خود را بلات

قطعه سید ظمیر الدین ارسال دہشت بکن بالاس طلوع در سفلی  
 درنا سفتتات فرستادم بتوفیق خداوندی  
 من زنی قوی جسک بادم چون سید ظمیر الدین کوہر بکار شد  
 کینزک سفتت از بساطات طبرس پرده خاکہ چہرہ نفعت ترا نشاہ  
 این طلوعہ را دوم بار فرستاد علوی کافسران ہند سے را  
 رود از اسلام سیر خواہی کرد پیرت غنڈو کردی انیشیر  
 تو غنڈاہا بکیر خواہی کرد و پیش تلج الدین ابی سرکما کہ خدا و کلاتر  
 جس جس بودہ از فضیلت و حکمت تیر مہرہ تام داشتہ  
 در خندہ آمدہ است کردل دست بدل پوت رھکدر باشند  
 پیش خاکدرت نشا رکتم کرخبر وارہا کہ باشند  
 تاج الدین سمرقندی از ضدور روزگار واکار تاندہ  
 میان او و رضی الدین بنیشابوری دستہ تام بودہ و این سہ  
 از قصیدہ است کہ در مدح رضی الدین کعتہ آسمان اختر  
 دانش رضی الدین ترا بہت کمتر درہ خور پیش خورشید ظمیر  
 بسوی قدر ترا کردیدہ نہ خج آستر پنج و یکویں پلست از ان

این قطعه را سید ظمیر الدین  
 کوہر بکار کرد  
 و در مدح او  
 فرستاد

حق که اسی کرد دل که صحبت دیگرستان شکر ایران زانکه مهرت است فلک

تنگیر در بخار شد روان از مهر فضلت جو بیا در ستم قدر از تو

قطره در آبگیر خدمت شاه چنانکه اگر گریزند چو یوز

دولت آید بر پیت جون یوز بر روی پتیر تاج الدین زیره بزرگی

خورده دان بود صاحب عرفان از سخن و مغز نقل نموده که ملک تاج الدین

ساکت و بلو بوده و از جمله فضلامی هند وستان نصیب بر می

سلطان شمس الدین التمش با و نسبت داشته چون سلطان

در سنه ششصد و سه مسند سلطنت را و داع نمود در کن الدین

فیروز با و زنگ جابانی برآمد تاج الدین زیره انقصید در

خلویش او گفته مبارک باد ملک جاودانی ملک خاصه در عهد

جوانی بین الدوله کن الدین که آمد در شش از بین جون

این بیانی امی شکفته درین عشره ارکل مانند من ز

مختصه در خار خار کل نوروزی دگر چونند آری برای شامه

باری جو من ز کاشن خاطر پار کل زیرا که از شکوفه پروین ملک

آزند پیش تخت شاه کامکار کل جمشید روز کار محمد نشه آنکه

یرواوت او ضای دولت شارکن سلزنده نسبت حضرت املاکت

ازانک اهل زکام را نبود ساز کار کل ثقت که چون سلطانه

غیاث الدین مولانا شمس بن غوازی را که از علمای وقت بود و چون

حمالک خود ساخت این شعر در حق او گفت : صد را کنون کلام

دل دوستان شدی فرماده حمالک هندوستان شدی

تاج الدین علم بن مسعود بن احمد صدر شریعت و بدر حقیقت در مجده

عنه گفته که آریض ملازمت او فایده بسیار بر دم در نظر او ترا

و بساط عبارت پیراستن دینی تمام داشته و مدح سلطان ابراهیم

بن حسین صلح طعناج خازن بسیار بیلک بیان آورده در باعنا

نیز در مدح و عاشقی پرورده چنانچه که هر یک در عالم مختوری ریح مسکونی

توانید بود از این بزرگ روی بر آید کند کهن از کف باذل تو

سپایه کند چهر تو که آفتاب در سایه اومیت ابریت که آفتاب

سپایه کند صد عمر شهادت و ناز که در تیر از چکر دستش

بد ساز گذار نه نه تو کمان کشش بروی دشمن این بخت کشی

سپه نمان باز گذار خاقان جو بنال دولت و تخت شایسته

غم ز دل و نمان دین نشت پست سناک قد مش دیو و پری سیه کزید  
 همان مرد چشم ملک بر نشت نشت تمام روم دیده صنفه ایوان  
 نیک نشت جوشن بنی سلطان دید خرد نشید ملوک سایه  
 نردان بود بی سایه عور نشید بان شومان دید ای ملک تو  
 شمع کمان جستی هر تیر زانت نه هر بد جستی پیل تو که دید  
 یزید نشیدی یا جمع شده همه جهان بر جستی گفته بجان  
 ابروی من و سهی با من جو در زلف خود سر اسر گری تیر شرم  
 کرده بر در بر من و کعبت بارو کرا بروی چشم منی ترکی که بخت  
 من آورد برات در چشمه نوش سازد او ایجات باران شکر  
 من چو بسیار آمد بر لب چون شکرش روی است حکیم تیان اگر  
 صورت ما ش پنهانست میرت کمال در شمایل من دوست عیا  
 نیم و طغری هر دو دوستان قدیم اند برا ز صیر نوبت طغر آمد  
 بگذرد این روز کار تلخ از زهر بازی می روز کار چون شکر آمد  
 ترک کستی ایلاتی کوبند ترک که شکر شاه بنامه گفته عبارت از  
 انچه بعد از محمد عوفی گوید از زبان کوش خرام تنگده خیال او است

را و مردی به برداری صییت پسر ز فلق کویم کسیت آنکه با دوستان

تواند ساخت و آنکه با دشمنان تواند کسیت سلطان کسین

ابوالارسلان بن التمر خراز <sup>مشاه</sup> پسر سلطان محمد خوارزمشاه است

سخی منش بود محمد عوفی گوید که از شهاب الدین مسعود شنیدم که در

بدایت حال خزینه داران قالی داشتند ملازمت طلب و

نموده اند این رباعی فرمود بر زمین میخاشست دایم کرد در

درست است دایم کردن لیکن چنانچه که می باید است

از نیست چگونه است دایم کردن امید که از فلک سفله

برنداشتم ز پیش که کاشتمیم راحت نیافته ایم ز ریگری

برنداشتمیم ز پیش که کاشتمیم دادیم نام و جاست فراوان

و اکنون در آرزوی یکی نام و جاستیم دعوی شیر مردی کردیم در جان

یک سیلی فلک را طاقت نداشتمیم امیر چاووش غوری از شیخان

دلازان سلطان سخر بوده نقلت که سلطان مسعود بن

بموقت قراچه ساقی بحضرت سلیمان آغاز عصیان و قهرمان

بخیزی برقع و سواد آنکه کسان سپاه بیانی حلاوه گشته چون

پرورنده نهال تخم بدو سر حشمت زلال تجوید بوده و در همه روزها مشغول  
 و ترویج طایفه مقبولست و در زمان محمد خوارزمشاه پدرا و سبأ الدین  
 ولد حسن علمای بلخ بوده چون همواره مجلس و خطرا تعبیرات  
 مخصوص امیر ارگستی از مجموع اناج همپستی تمام دوران مقام  
 هدایت انجام فرمایم آمدی خوارزمشاه ازین سبب آنک  
 دشمنی با او نمود و سبأ الدین با اهل و عیال خود از بلخ برآمد  
 غمگین گنج نمود چون گنیشا پور رسیدند شیخ فرید الدین عطار  
 بدیده سبأ الدین آمده مولانا جلال الدین کوک بود شیخ عطا  
 اسرار نامه را تحفه بمولانا جلال الدین داد و گفت زود باشد  
 که این ریه آتش در خوستکان عالم زند و مولانا جلال الدین  
 و پدرش در آل حال مرید رسید بر بان الدین محقق ترمذی  
 بودند و رسیدم در بزرگ و اهل ما طین است و در سفر چهار شام  
 بمولانا سبأ الدین منصف حب بوده و در وقت شام بخوردند  
 از روی بیست و در وقت جمیع صحبت کرد که گفتا و کار شما  
 است و مژغوا بد شد چون سبأ الدین و اصحاب به اذربایجان رفتند و در  
 کار مری

پرونده نهال تجرید و سر حتمه زلال تجرید بوده و در همه نوبت ها

و ترمیمه طایفه مقبولست و در زمان محمد خوارزمشاه پدرا و سبأ الدین

ولد خلیل علمای بلخ بوده چون بمهره مجلس و عطار را بجاریت

مقصود امیر ارگ استی از هجوم انام معیشتی تمام در آن مقام

بدرت انجام فرایم آمدی خوارزمشاه ازین سبب آهنگ

دشمنی با او نمود و سبأ الدین با اهل و عیال خود از بلخ برآمد

عزیمت حج نمود و چون بمشیا پور رسیدند شیخ فیروز الدین عطار

بدیده سبأ الدین آمده مولانا جلال الدین کودک بود شیخ عطار

اسرار نامه را تحفه بمولانا جلال الدین داد و گفت زود باشد

که این ریه آتش و زخمت کمان عالم زند و مولانا جلال الدین

و پدرش در آل حال مرید رسید بر بان الدین محقق ترمذی

بودند و سیدم دوزک و اهل ماطن است و در سفر حجاز و شام

ممولانا سبأ الدین مصحح بوده و در وقت شام بمولانا

از روی بیعت و در وقت رحیل وصیت کرد که کتاب کار شام

شام تو ایده شد چون سبأ الدین و اصحابه از روم رفتند



حضرت سلطان علاء الدین بکیتا و بود اهل روم و شام  
 ارادت تمام بخوانا سبباً الدین سدا کرده سلطان علاء الدین  
 پیشتر مرید و مستعد شده و خود او را غیر پرورشی و میناء الدین  
 شهر و سلاختیار کرده با فادّه معلوم ظاهر و باطن با کمال  
 آزادی و اسکی داشت در سال شصت و سی و یک ارشد  
 بکیت بصیرت رسید لاهوت خرامید و مونا جلال الدین با سخا  
 ارشی و استعدادی رسا ده ارشاد و نور و روشنی شست و سید  
 مرتبه که والی مصر و لایت کشت شصت و نه سال آن آفتاب  
 عارفان ساینشین شجره حیات بود و سهای روح پر فحش  
 و شرف و شصت و یک با ملائیک علی بن پیم و باز کردید رحمہ اللہ  
 مرقد مولوی در شهر قونویہ ارم است علی که ترا که کشاید  
 مطلب ران پیش که از تو جان براید مطلب آن است که  
 سہماد مگذار و ان نیست گرت میاید مطلب آن در آن من  
 ان خویش پیدا شتمش هرگز هیچ دست نکند شتمش  
 کنشمت مرا در نم و آمد بر تو نیکو و آرش که من بگو و شتمش

حوامانم از آن لبان فشانم  
 اخر غم بحسب آن تو چند اندر حسنه  
 کوی بر توبه را کنه بگرفته است  
 زان طشت همی زخم که بگرفته است  
 از دیده من خیال رو صورت  
 عمر مهنه ز آرزو بگرفته است  
 تا در ره وی صاحب دردی کرد  
 مزی کردی چو کرد مزی کردی  
 مقصود این عمر خرابم تویی  
 کوی که چه کرده جوایم تو پیک  
 بمقبول تو خیر مقبل جاویدت  
 کان دره باز هزار خورشیدت  
 باز آمد در خوشیها در وقت  
 تبشبت کنون رفتش از یاد رفت  
 عزیز مصر دیش و در عالم

در بندم اران دو برف بندایند  
 وی وعده دیدار تو هیچ اندر هیچ  
 اطراف خشن مشک سبب گرفتت  
 روی تو چو مانت مر سینه چو  
 سر زده مانع بنده بویتورست  
 در آرزوی رویت بودم غم  
 خواهی که درین زمانه مری کرد  
 اس را بحر رحمت مردان  
 من جمله خطاشدم صلبو کم تویی  
 من میدنم که چون بجو اسم رفتن  
 از لطف تو هیچ بند زومید نشد  
 لطفیت بکدم دره سبوت دی  
 غم در دل سکم آمد و شاد رفت  
 کفتم اشکلف که ز ما می نشین  
 ستم غلال الدین فضل اند خوا

خجالتی و موی غوطه نوار اصحاب نشینش بوده صاحب لب لباب  
 گوید که جلالت خواری را محال بود که چون بیل سرار و نشان  
 بر بیان او بر شاخسار منبر در نوا آندی طوطیان از ویران از جلالت  
 الفاظ و کسرت شنیدند چون سلطان گشش روی عراق سائیه  
 جلالت افکنده صدر الدین و زنان امام حلال الدین را بمحض محبت  
 خویش بخدمت سلطان برده نشرفت و دستچون رسید گفت  
 جلالت الدین خواری که پیوسته غرت خود را در دعای سلطان  
 حبه بر در بارست اگر فرمان شود در آمد چون امام حلال<sup>الدین</sup>  
 ماریافت این ایات را بدیهه به کسب سلطان رسانید  
 زاعی که پیش تخت فرمان نشست انجامد استیاده که در بیان نشست  
 سپید و آنه ز شمع سلاطین بدو رسید کفها که اندر آن که سلطان نشست  
 ای ای که طوق نعمت و طوعای حکم تو بر کردن عراق خراسان نشست  
 ای مرغ خجالتی که کردی خلیل او بر رنگ روی هیچ مسلمان نشست  
 لاک کرد و شکری چون مور چون تلخ بر اینهای خرم پنهان نشست

و قتی نامه بمولانا شهاب الدین صومعی نوشت و بمنابت مقام

اینا شعاریه را بر رقم ساخت  
 نامہ را بنیاد خطاب کو سید  
 برین فقرہ بزبان کو سید  
 دختر القاب اینا بکتاب  
 تا ہم از انجا بدو خطاب کو سید  
 اکہ دو صد آفتاب چرا و  
 بہر خدا چون درو شہاب کو سید  
 از صد قاتلہ علوم است کہ اول  
 از خراکات تبار است کہ اول  
 در معنی صاحب انصاف کو سید  
 در معنی مالک الرقاب کو سید  
 و معیشت نوشتہ اند ما  
 یا بفرغت جوہ من نویسی  
 جون خط تشبہ کہ بر سر آب کو سید  
 ماہ عمرانی ما جواب کو سید  
 حکیم جلالی در ایام شو صہا  
 طبیعت و جو اینها و انشا ند سر ل کوی مد کہ سج بودہ محمد عوی  
 کفتمہ کہ حکیم جلالی کہ چون نظمش سحر جلالی و تشریش جون باد شمال روح  
 بود جون سوزن کوسوزنی در حکرا و هلندا و تیر سوزنی را نشان  
 ما کو سہا حنتہ و آخر عمر ازین شیبہ استغفار نمودہ شعار  
 توحید و حکم در شمار نمود سیمان من سبح الہ فی السحاب  
 سیمان من سبح الہ فی العوا کوسی بارگاہ سلیمان بو ستان  
 بلقیس و ارباب صبا آمد از سہ  
 در عشق تو آب دل پرورد رفت

زغال در تو عمر چون گرفت حلال الدین و همستانی

یا بحال الدین صفا بانی و ایبره اومانی هم عصر بوده در آرزوی

بجاست صحبت انقیطه را پس نظم در آوره آقا بهر اثر این

جست است مدتیب و نیم بار با آدم کند منت تو

نارنقا تا تو کهر چنیم آن سعادت نمیشود حاصل

تذوق طبع و شکل ز نیم کریم هر اینجو آینه

در پیام ترا سینه منیم جمال الدین محمد بن عبدالرزاق

صفا بانی آقا از کار علی و ام جاست شاعر

سوخش کوی بوده و قبولی تمام و ش کرد صنعت نقاشی غیرت

همانی بودی و بعلم زرگری طلای خورشید را نبوده عمل در آوری

سیر و کبر صنعتها غریب و طرا حیا را خواب و آیت و زمان سلطان

حلال الدین خوار و شاه طهور فیتنه و مدح فائزین صاعدیه بوده

در پرتو تجرک تیغ زن میانی و ز لطف بنگشته سخن میانی

در پرده دریا بشک من مهمانی در حکمونی بخوشتن میانی

در راه و لم عشق تو صد و ام آیدین رخساره دل بس غلام است

از آنکه تو سی و دو چشمی	از آنکه تو سی و دو چشمی
وین جان بجان آمده از دست	وین جان بجان آمده از دست
پوشیده می دارم کرد و	پوشیده می دارم کرد و

از آنکه تو سی و دو چشمی در زمان وزارت خواجه و شمس الدین

محمد صاحب دیوان تصدی منصب ایشان با و تعلق داشته در سفر

شخصی و همی منشیان تقدیرم زلی خط غزل بر حسب قاعده

جایش کشیدند چندک از جمله و قصیده اختراع او که در مدح

دیوان اردلان اشعار طبیعت برصفحه تحریرت نموده اینها

زی و فاتیما مانند شش بر جان

ز در وقت تو چو چایم من

فون غم جا و ارباب تو که سحر

و فاطم ز تو نکس کند که پیوسته

بگفتش که بچین ناخن از جید کفا

پی بگفتش معامی خصم صاحب

خدیو ملک و او و عدل شمس الدین

فکنده است جفا تو در حکم جان

که باشد از الم دست پیر ناخن

نهر از شعبه دار و برزیر ناخن

میدرین مودت بر ناخن

برون بر صلیب نیست مفید ز ناخن

در از دم از نیش آن چو نیش ناخن

که است و دش در برنج قلم ناخن

وز خون دل بفرقت تو بیا مژده	دازم عشق روی تو پسته مژده
جم از دو دیده اند و پیدا مژده	این جف بین که میرود اندر خیال
کز محم خاکش رو نید بس مژده	و خست از برم کله رو یک سرور
مانند دیده اسپه نامه مژده	صاحب بران عرصه محم که رای او
اند ز شو چو چپا که نیاید خبر مژده	در دیده مخالف نوک سان او
جمال الدین محمد بن نصیر بابت احوال او برسی که محم عوفی	در لب لباب خویش او رده نهیت که وی سالها در سائیه اقبال
ملوک جبال بفرخت بال کدرابنده مجلس آرای شهبانی که بی تصفیات	اوست نیست بر سپهر قواعد که رشحات فواید از و تیر اوست
واو سمند فکرت در میدان حجت سلطان قطب الدین شهرها رسد بسیار خسته مر اوست	مکدر در روی دریای فتوری <sup>قد</sup> بجز
کرتب تاری ملی سارند از موسی ساء	در حر اکا که می ماند جو کوش ارباب <sup>عده</sup>
اگر یک نرسنی از باوی بکشد بجز گاه	بهم بر جز خاطرش بجبانی از اوج <sup>فلک</sup>
هم تبار عتکبوش داری از خویش <sup>تا</sup>	عوضه فلاک باید خستن میان <sup>و</sup>
جون عنان او بکیر دست را و پاشاه	بسر و آرا مهرسون راست
مشط استیاده بو بو <sup>ر</sup> رسید	

بسم الله الرحمن الرحيم

الفیتره از چپ پای در کل بود کل اگر چه باره بود رسید

جو صاحب سخن زنده باشد سخن بنه و همه رایگانی بود

یکی را بود طغنه در لفظ او یکی را سخن در معانی بود

جو صاحب سخن میسر و آنکه سخن به از گوهر نغمه گانی بود

ز سی حالت خوب صاحب سخن که مرکش به ارزنده گانی بود

بال الدین بن صدر الدین از مصلحتی از مصلحتی

گیری صفایان بوده پیوسته تربیت ارباب مخرج موده و ملک و اراک

صاعده در مرتبت و جلالت در گذشته اند و او

با آنکه مدوح شعر بوده مدح جمال الدین عبدالرزاق

فاشقا نیز چند کوی را بنامش می نوشت - پیچاری چند سوی پیچاری رفتند

جمال الدین ابن ناز حکیمان سکو کردار و فاضلان شیرین کفار

بوده انفقیه که خدیست از و مرقوم میشود در مدح عماد الدین

سگی که استنقر گفته او و پدر طوما ایگان روم است در زمان

سلطان محمود سلجوقی قدم رسد امارت بغداد و نهاد در حسن

سرخترین جو سمایه در مسجد جامع مدینه است یکی از مصلحتان گشته است لیکن



عجا الدین ریکی حکمت است کہ اطلاق سلطنت نمود با شایسته

لمتشر شد مانند عیسی و سلطان محمود سلجوقی و الی موصل گشت

و فتح بلاد شام و حماه حمص و منبج و در سال مائصد و پنجم

ویکم قلعه را محاصره داشت سید صد علم ریکی بر سر او ریخته نفس

و غریبان او را مالک شنیدند و از بند و مکان نجات است که جلال الدین

بمشقده را در پنج روز یک نظر الدین ریکی بر سر او ریخته نفس

و در ریکی مائصد و پنجم است پس از فوت برادرش منتقرین بود

پادشاه فارس شد و ایشان را تابکان فارس گویند و عیسی الدین

رکی ایران تابکان است که در مملکت روم پادشاهی

نمودند و در بغداد در این اسات جلال الدین و شرح رکی ارباب گشت

بریت است تبه بیند چشم سر

که در حال بود عدم مسر کمال

چون رخ شهر یار زکان عمره ظفر

منیہ رقی نندی او را بر خوشتر مطر

بهرس که دیدند ترا بر میان کمر

که هم بخشش تو همی ماستی کرد

ریاضت سینه و وز جو شمشیر سینه و

خردتای عالم ارواح کشند      از تیغ حیرت زده نشود و عالم صوفی  
 بجان آبدار تو ابد رنج شود      خوشتر از آنکه آب برون آید از حنجره  
 همواره ذات تو شمع مایع سر ویک      مار سحر نموده و از شکر سحر چشم  
 حکیم جمالی با حکم سناسی در یک عصر بود و کمال کمال آراسته بوده  
 و در سحر قدی بسوزن سبزه سحر کاردی او بسیار  
 و در او سحر نشسته بجا در سو فار عرص <sup>بمعنی</sup> باز کشیده که چید  
 که او هم زاده خاک سحر قد است      نمیم که جان علوم زمانه را بدغم  
 در مثال نشت و روان در سخن      جالی سیکش سیم معانی را شفت بینک  
 بیان استادانه کشیدنی و غالباً در زمان امیر ممتور بوده  
 طبع ما پیدا در دوران رسالت است      کلتان آشوب طوفان رسالت است  
 شد شکسته دل را بخت بی برکات      آنکه ما رسد آن رسالت است  
 شیخ جمال الدین با سوی از شیخ مقرر هستند با سکا که مولد  
 شیخ است شهرت نزدیک بجهار و اس امر در و از شهر پای <sup>منا</sup>  
 نزدیک به سمانه و ستام و بغیر و است بند و آن کسش در <sup>بن</sup>  
 سحر حدیث است و هموار <sup>گر</sup> با بجهت دفع فساد ایشان <sup>در</sup>

این طرف بادشاه و پهلوی می آمده  
 و شعله آن نار و دم سوخته باد  
 نسیم سوزن بجز آن تو بر دوخته باد  
 کنج سعادت باد و بافته اند  
 آن معرفتی هست درین با جنبید  
 کان مبر که چو راز نور روی بر ترم  
 روزی بزرگ تن با همان شود  
 پیمازه آدمی که اگر خود تیر اسال  
 هم قامت جو نوبت رفتن بدو بر  
 تیر تیر زمان که چهره بگرد و حال پیش  
 باشد که در کشیدن آن جامه درنگ

در سینه من نار تو آفر و خنده باد  
 که دیده من طالب دیدار تو نیست  
 شیخ جنید بعد از او بی ای لبر  
 در طلب باش که این طلب یافته  
 ادب آموز که دولت با او یافته اند  
 که گریختی از دوستی همان تا  
 آنها که کرده ایم یکایک عیان شود  
 صفت سپید از اطل و کاسر آن شود  
 با صد که حسرت از این چاروان شود  
 ورنه از خوانی از عرفان شود  
 خیرنی سها و تالیخ او مان شود

باطنی که عین آشنا کردی  
 در شنای خلدین چه سود ترا  
 چو دین از تو چه میشود همان بهتر

ز خلق دور شوی طالب خدا کردی  
 در آن کوشش که با خالق آشنا کردی  
 که لقا از تو ز غیبت جد کردی

ترا خدای جهان آفریده شمرت باد

در نماز و خیر ان بهشت از برائی نخواست

قضا و قدرت زرق تو بقدر است

گرت همه است عبادت گوش

در آن کو تو بسیار از خود کنی محروم

نه در دریا کشید و نه در آس و سب

حکیم جو بیار یک با حکیم سناسی در یک عصر کمال کمال آرا

بوده محمد عوفی گوید که حکیم جو سپاری پوسته رضا جو می باری بودی

و در شیوه زرگری صحیح مری داشتی مهال بلاغت از جو پار طبعش

سبزی گرفت با برنجان کرد آن آفتاب تابا از بسره نهفت

آن لاله یک خندانرا بیک گذر که سحر گاه بر گلستان کرد بهشت

کرد سراسر همه ستار را بر مری زرگر ز جو هرمان کو هر شش

بسخنوری بوده با اثیر الدین حسیکتی در یک زمان در بلاغت

سلطان سلیمان شاه بن ملکه آه سلجوقی تمدوح او است صاحب دور

اورده جوهری سخن دلین بود او مرد ندیم پیشین در دوشاکر دلدی

ای کز او کمال

در بهر دو لغت تان هم داده است  
 من است بهر ناکس دون چندم  
 محبت تخلص شاه نام حسرت است و در بعضی اشعار نیز نام تخلص  
 سکه نموده است که سب او بدین طریقت که ناصر بن خسرو بن عارف  
 بن علی بن حسن بن علی بن محمد بن علی موسی الرضا علیه السلام است  
 و اهل دیوانه ها است در باب او سخن بسیار گفته اند جمیع معنی و عارفان  
 دانند و برکی معنی در سب سماع برزده و طبع و مسمی نام مندر است  
 مردی حکیم و فاضل و اهل ریاضت بوده و در رساله او صحبت نامند خود  
 نقل نموده که بیت و اند سال در غار لیکن از جبال بدستان کوه  
 نشین و طاعت کرین بوده و در اول کمال از اصحابان کبیران  
 افتاد و در آن با علمای آن دیار بحث نموده مقصد او کردند بطرف خراسان  
 گریخت در آن ای غنیمت آن سفر صحبت شیخ ابوالحسن صفاتی رسید  
 شیخ را از روی کرامت علی بن سید علی بن ابی طالب علیه السلام چه آینه بر او  
 در تسمیه او خبر داد و گفت فرمودم در می زبان او ری حجتی بدین شکل  
 و صفی بدین شاه آید او را اگر چه غریب و اگر از علم ظاهر سوان کند  
 گوید شیخ ما هر گاه بهمان دایمی است نزد منش آورید چون حکیم  
 خانها

رسیدیم میدان اورا نجدت شیخ برده قدوس را عزیز داشت حکیم ناصر گفت  
 عزیزم ازیل و قال در کوزم و پناه باطن حال آورم شیخ سستی کرده فرمود  
 کہ ای ساد دل تو با من چگونه صحبتی توانی کرد کہ این عقل ناقص ماندہ یک  
 آنہ گفت کہ بونہ عقل مرا ناقص خوانی کہ اول ما خلق العقل شیخ فرمود کہ  
 آن سن پیاست دلیری در آن میدان کن اما عقل ناقص عقل تو بود  
 پیاست و دلیل سلب مقصودہ است کہ در شریک و پیداست  
 کہ کوہر کن فکان عقل است و غلط کرده بلکہ آن کوہر عشق است و مطلع  
 آن قصیدہ بر خواند بدین صفت کہ بالای صفت طاق مقرر شد و  
 کوہرند کہ کاشیات ہر جہ و دہست برزند و حکیم چون این کرامت  
 بدیدم پید شد ہر انقصیدہ را شنب گفتہ و سچکس سخن خواندہ بود  
 پس از آن چند وقت بتصفیہ باطن و ریاضت مشغول شد چون  
 شیخ اورا اجازت سفیر و کلام آن آمد و از علوم غریبہ و تسخیر و کشف  
 محتاجی کہ درک ظاہر پیا با و ز سر سخن گفت علی خراسان نیز  
 ہنگ ہلاک او بر فاستہ امام سہل صعلو کی زبرک خراسان دور  
 بدیشا پور بود گفت تو م ذاصل و زبرکی امتحان علماء پیر مسکینی و سخنان

تو بخت دست علمای طاهر قصد تو در بند صلاح آلتی که ازین دیار سفر کنی

سپاس ازت اما مهمل بچای بلخ رفت

در بند کن خیره طلب ملکت دارا  
بر آرزوی او پس مکره شکوه

در بند میاگان و در بند میا ترا  
بگویی ازیرا که تی است نیاید

بر راه خرد و رونیک  
شهاب سینه سپهر با باد ان

باید که منیست علم از راه کان نیر  
چون یازم احق بنو و شریک با بخت

مردی سخن زنده میگرد مسیوا  
در عالم کس بی سخن سد پیدا

زنده سخن باید گشتنت ازیرا که  
پیدا سخن با مداندن که نمانده است

ناگفته که خیزم از کفشت در هوا  
والا سخن کرد در مرام نه بیاللا

این به که نکوی چون دانی سخن ایرا که  
بیکار سخن بنونه بد نیصورت ازیرا که

هر چند فرون کرد بسید ار درازا  
بر جوانی در چاه شب خط مها

باید که از پد سفید اریاست  
در زهد نه بینا لیکن رطلع بر

مومن ز تو تا این نرسان ز تو زیبا  
دیرا که شد و وفا تو این مگر غمرا

که چنانچه مدعی از بهر حبه اند  
عجرام و شوخرم از اقبال زمانه

و کتوفت بسی گشت بدو کار میا  
کسب می کرد فلک بجز از راه

کسب می کرد فلک بجز از راه  
کسب می کرد فلک بجز از راه

جوہر انشان و اشج سہ شش	بار خدا یا اگر روی خدا سے
آگ خوبی جب بود بدیت تری	خلقت رومی و طنیت حدیثی را
بچودل و وزخی و جان شش	خبرہ بند اوروی ترک جہا
راہد محسہ سرائی و کفرہ مکش	سید او و وزجہ شش شد
مختہ بلین صہت کشتی شش	نست مغربہ در یاد باز
در کل انسان سخا و ششم مکشتی	ہج گوی کہ از برای جہ اختر

برون کن ز سر باد و خیرہ شہیرا	نکو ہش کن جہ شہیرا
جہان مہربا را تو مر صد بر تیلہ	ہمی تا کنہ ہمیشہ عادت ہی کن
مدار از فلک شہم نیک اختر ترا	جو تو خود کتی اختر خوشیں باید
بافعال نہند شوم پر ہیرا	بچہرہ شدن بین پری و تان
ہمی از نیکہیے نکو محضہ ترا	تو با ہوش و بای از نکو محضہ ان جون
ازیرا کہ بکڑ پست کتہیے را	سبیدار ماند سست بی ہج جہا
سزا خواہی ہست عمر بی ہیرا	بہوز ند جوہ در حشا ہما بار



بزی راوری جیح نیلو فریبے را

کی سر گرفت خنیا کرے را

سزو کرے یہے زبان جبرے را

رخ جون مہ وز خاک عیبرے را

کہ مایہ است مہلک سر کو ہرے را

درد نیست سرمایہ مہ کاشے را

مرا این قہمتی در نطق دریبے را

کزیدش از خلق مہ رہبرے را

رزونی زمین صورت جابرے را

بر شقیقتش کرمی ساخرے را

چو دیا کند کاندہ و قہرے را

کی کشتہ با عفتی بخرے را

در آتش تو ز نار دانش بگیرے را

اگر شہریرا تو بشنیدے کرے را

تو خبر مایہ انجا کہ مطربے شنیدے

منت چند کوی از شمشاد و لالے

بہ علم و کلمہ سہرے کی رحمت آنے را

تو علم اندازی در سنج طبعے را

من آیم کہ در چای غوکا کن نہ بندے را

کسی را کند بحدہ دانا کہ زبونے را

کسی را کہ ستر و آثار عدشے را

تو ہم زمانہ کہ ہر کہ زانہ استے را

بہ سپہی کہ پیش ہی نظم و شرمے را

بجوآن ہر و بودیو ان من تہا بے را

بہا توانی در آغوش کن

ہون چند کہ جان وشی گوش کن

جو آن شہد اورا ہم ہوش کن

بہرا چند کہ تن وشی گوش کن

ز نادیدنی چشمها کور وار  
بل باشی پیدار و خفته بچشم  
ز حکمت خورش جوی مر جانت را  
کینش در این فلک  
تجربت بحیث

ز سپیده کوشش بدو چشم  
شوخیش را ضد کوشش کن  
دلت محده ساز و دوام کن  
بدانشش ز هر فلک نوشتن  
بکوشش و بنا حشمت بگردش کن

اگر ملازم خاک در کسی باشی  
بهر نعمت دنیا که خاک بر سر  
هزار سال تنگم کن و بدان

چو آسمان ندیم خست نیاید جو  
بدین مهید که گفتیم سپید با جلی  
که کیز مان بپردازد کسیت میاید

ای کفزار و سبلی کردار  
آنچه جوانی که غمش همکار  
چند کردی کرد این بیچارگان  
فاسقی بودی بوقت دسترس

نیکو پندره چو دستبوی  
و آنچه جوانی که شوشش بوی  
ناکسازا جو سپید زنی کسی  
پار کشتی کنون دوزخ چلی

انترف الدین حسن بن ناصر عادی عشرت نوری سید و فاضل و دانشمند

و اول

و اهل دل بوده قبول عام و تاثیر عیشش بدان مایه بود که روزی در یک  
 سفر او به اتفاق دینار از روی استماع و غلط اجتماع نموده بود بهر شاه را  
 رسانیده دو پیشتر از او فرستاده که در یک غافل گری کربن حسین  
 رسانیده از غریبین بجز کسب حج برآمد خواهر محمد استواران را که  
 در آن سفر به حج رفته است سید الم سلیم علیہ السلام را که در آن  
 ادرک شرف زیار نمود بر سر آن حضرت شروع در خواندن آن کرده  
 تا باین بیت رسید که لاف فرزندی نیارم ز دورین حضرت ولی  
 مدحتی او روم انیک خلعتی بیرون فرست از آن روضه طویلی شریف  
 و قیمتی برآمد و سید حسن آنرا پوشید پس از خیر بلبان روضه که شکر  
 بر تمام ذات العباد است بد از اسلام بخدا و آمد سلام الله من سعید  
 ملک شاه در اکرام او مبالغه تمام نموده او را بر حقه زرین نشانده بوطن  
 مالوانی در آن ساخت و سال پانصد و سی بیخ بود که تقصه آزاد و  
 بیست و پنج عیو انجا رسیدن قضای ناکی مرتعد و جشن لفضای عالم لاهوت  
 بود پرونده آمد و در آن قصیده که پایان درجیات خود کرده کوبد اشیا  
 استیمیک مناجات نموده که فرموده *ذکر بزرگوار قفس کس جویم*

همی پید چون عم خوش صغیر طیار بر پریم و در شش این قیام  
از طبقه متقدمین محرم علانی و کمال امیل و آوزی و باهر شعار  
و از متاخرین شیخ قضی خوب گفته و مصنف این نسخه الهی نیز  
شیر این زبان بوزده در آخر می آورد و این اپاندا اخلاب  
دانه جان که گفته است  
شاید میاید که زهر او  
ز کشت روشن که چه بکیزه  
خوشتر کلی و مداز ششم  
از آب طبع زادر لفظ بوشکم  
بخشیه منبت که جان و و پیکر  
جرم همین که سفش شک او فرم  
بس هدم شیخ عیم را و احرام  
خالکی میفر و ششم و پاکی همی خرم  
زردا که چون زبان فلم کشت و فرم  
چون عم خوش صغیر طیار  
دانه جان که گفته است  
شاید میاید که زهر او  
ز کشت روشن که چه بکیزه  
خوشتر کلی و مداز ششم  
از آب طبع زادر لفظ بوشکم  
بخشیه منبت که جان و و پیکر  
جرم همین که سفش شک او فرم  
بس هدم شیخ عیم را و احرام  
خالکی میفر و ششم و پاکی همی خرم  
زردا که چون زبان فلم کشت و فرم  
چون عم خوش صغیر طیار

با این شرف ز غصه طفلان وقت خویش

در قفص ز کربل چون کلاب زن

از روی آنکه رو به الم سوی نهر است

ناورده برون چون زینت

در عهد من هرگز

بر باطن زمانه کیم سایه در بند

بگریم از جهان کجاست در عالم

شرفک بدرم از سدره بگم

اندیشه بچو مهره مار است در برم

عاجر شود ز چهره کشای صد

ناله خون دل اضافه زرق مقدر

بس چو آدرتش دل شک

کز چار بند طبع گشاید شپرم

کرانه حسن حسین و هین بخورم

کرانه زور جگر بچو شپرم

ببین در کینه ز تو به بسی بکینه ترا

ببین کینه فلکها من ایام

ببین سخن خدای اگر نشنید مرا

ببین کاندر پناه سایه حق بوالطهر

روزی روی کلمی شب بر آورم

ببین کیم سر بچیت تفکر فرو برم

چون با کج کوشه نشین تو انکم

سینه بکند همچو از غم گشاده

بروم شبی شکایتی از تنگی من است

سینه بکند شکرت در تن من کند فرا

بهارتارک برهنه عقاب برکنده

از تاج منستی که منهد خلق زیر سیم

وینا گشت بیکبار درستان کرم

بریده شد بی جا سپرد

بیکایان زهر بزرگ شود

از آنکه خورد و شکست درستان بر

بوی فضل و کرم خانمان را کرم

همی بخواب نه عیب بگوشی کرم

ز حد بیرون نه نه هنوز نیست

که روی باقی سیه با در زمان کرم

هنوز فایده هست در وجودم

ز جا بود و سنی طبع فسادمان کرم

بفرد دولت خاقان است وین

هنوز منطقه هر چه میان کرم

کریم عالم بود بن محمد دان

که نوک فایده است ز جان قلم

تو ما بن مهدی جاننا که کار هنر

که هست عایتی کند او بی کرم

چرخ در آنکرم چندین میکانش

بیافت جای مگردنم چرخش

شدم ز کنبه نیلوفری جو نیلوار

که کردون است در میان آتش

کرم چو مشک و بی نخی آتش بر باد

و هم چو بود زنی در حلیه جان آتش

تو در بارش می و در خزان آتش	مخونیدلی بشنم سو و کرم تو که مرا
روز خشمش از تشک بر کران آتش	از تو هم صفت کند از تو
زلف تو شش بند جان ماند	ریگان ماند
بر عارض بازگشت نشان ماند	کل فتد بر تو
هر خط سبزه بر لبش	بسته که نشاید چو ناله
گردشمن از آهنگت مهر تو بس	بسته کنم و عای بد زبونش
از عشق تو تشنه ز جای پای دهن	سزای کرده بسی ستم جای دهن
ایست ازین ترس زای دهن	یکروز بسته ز سزای دهن
نه نامه نویسد و پیرسد خرم	نویسد که یار ز رخ سفیرم
هرگز کلاه دوست بدین نبرم	که برین و ازین هزار باره تبرم
آن حی که کل نشا طراعتناست	سودوده سپهری که چین نایاست
بر خیز که سپهر دولت حیات	نه تشنه که کنش جوانی است
تا کی ز جهان پر کردند اندیشه	عقل من استمند اندیشه
یکه نرنگد کو مباش چند اندیشه	توان شدتین کاب
زدایش هر یوان سپاهی کنم	چرا سپهر کنم

ندادم بسی تکبیر پناه و سال  
 از آن کجا رسالی و ما می گفتم  
 حسن بن علی شیبانی تیر شهاب فکرش در اوج مدحت ارسلان شاه  
 شب افروزی نموده نهری که از بحر طبعیش در مانع مدح  
 جاری شده اینهاست ای مبارک بارگاه پادشاه  
 محمد مجاور تجلی شاهنشاه فیروز کردار سلطان مرشد  
 از تعظیم او دیده چون دیدند و بینه مجور ابرو  
 آب شیره تو شوید از رخ اسلام کرد آتش چشم تو بار و کرم  
 شرر هیمت تو تنگ کرد آینه در آیم تو بر پیکان صیدگان  
 بر ننگان آب حور پریم از خرد که چه چیز است در جهان  
 پاکیزه کوهی که روانست بی روان کرد سوار کسرت چو کبر زان  
 چوید شکار ملک چو پر روز آشیان در دست سپیدالوزری  
 زان هست روزی ده فلایق و سزایه زمان نهد و موب  
 روزگار محمد که نام اوست بپرایه حماد و سبایه  
 ریش حسن صلاح بر حسدی بپرایه حسن صلاح  
 و کمال آراستیه بود این دو بیت ننگ شیبانی از دیکه



زخم بودی نگاری چون خفا کند / که عالی بس غمزه خراب کند  
 هم گشته کجایم گر شمه خوش / همان کند که سر زخمه بار بکند  
 سید حسین الحسینی الحاجب / روشن ضمیری بود که آفتاب  
 ما را در عوی حجاب غوطه خردی / غوطه در غوطه بلعید  
 بجز پیر خنده در راق آفتاب / حرج برین را ص...  
 عین عبد الفتاح هر واک / از سر جی فرستاده او نیز در جوی این  
 قطع فرمود / افضل مشرق ضیاء دین که ز خانه تیر فلک با  
 که شمارم ستر / عقل در ادراک هر چه عدل حسرت زو و بدان  
 طبع نهوشیار فرست / اختر چنین در جای تو بسیار نک نور  
 پیر و زبکو هسار فرستند / نامه بخشش بنده نام چه جا  
 محقر ز خویش یاد کار فرستند / غایت اخلاق حزب است و کز  
 حق حسیب برین چکار فرستند / حاکم الدین کبیری سحر کلام  
 پیر خنده خون جگر بنده / در شعرانی و الامتاع بود  
 که از سم خشت جایت / کرده از خنض بر روی زمین  
 ح حرج فلک عالیست / و آن جز دو چشم خرد و تو بیا

حاتم الدین چکان است که حاتم الدین کوسوی باشند یا غیر این ازین  
 میتوان دانست که کیفیت در حالت عجز و تنگی داشته  
 با آنها که خدایان زمین می پسندد کرنج سپینده بصحبت  
 تحریک می نویش سکی ریخوافم سک و این پوشتن زمین  
 شرف الدین حاتم محمد بن ابی بکر سیفی فاضل و شاعر  
 حقایق طراز بود و محمد عوفی گوید خدمت او را در سیاقم در سمرقند  
 در بلده سی صحبت خاقانی رسیدیم امیر خاقانی او را امر بللی نموده زروف  
 اطلس و غلام تحفه فرستاد در شکر نوازش امیر خاقانی این قطعه  
 فرموده کنه بار دل خاقانی اگر عرض کنست نه فلک ده چو  
 آنچه بود بود بدید جیح بود انگشت بدندان که چرا نیک هر  
 بدی انیمه نیز رسید بد کار خاقانی دو لایب روزان که ز کسید  
 بتان بد کرد سو بد بد شرف الدین روزی که شرف الدین حاتم یا  
 خدمت امیر خاقانی رسید اظهار تنگی از گفتن شرف الدین  
 گفت کاش همه شعرهای من راستی و این قضیده  
 خان گفته بودی و چند بیت آن قضیده اینهاست

نوکان چکان  
 شرف الدین

ز تکیا طایفه سجا نشکند تا با عشق پشت خود زار نشکند <sup>نیت</sup> <sup>کنند</sup>  
 مدینه نفس که بوی او قدر هزار ناله تار نشکند خون دل <sup>نشت</sup>  
 ز زبانه که بیزید و خشمش خار غمزه خون تار نشکند <sup>بیت</sup> <sup>بیت</sup>  
 بسورش خفا کپای شاه جهان تار نشکند <sup>بیت</sup> <sup>بیت</sup>  
 خفا کپای دین و داد کرج استانش مقدرات <sup>بیت</sup> <sup>بیت</sup>  
 معجزه اند خاکدشت را طاب رخ کز طبع سر بیدار نشکند <sup>بیت</sup> <sup>بیت</sup>  
 هر زمانه بر خط فرمانت راست رو تا دور جرخ دایره کردار نشکند  
 سید سی سادات و او حسین بن عالم بن صاحب کرامات و مقامات  
 عالم پیروزه نسبت هر شیخ شهاب الدین سهروردی میر سهروردی  
 در مسئله اعداد و فکر تنگستان در طلب حصول مراد و آره طی مار  
 مقام خاک و باد نمودی و با او حد الدین کرمانی و شیخ عراقی حیدر <sup>آوده</sup>  
 در علم و علم با و ریاضت پیروزه اند و پیوند اصناف خلق را <sup>بیت</sup> <sup>بیت</sup>  
 سکه کلان و بریزه اند کسر امروز و زامسا فرین و زهبت الادویه  
 کلشن زار که از ضرابان لعراق فرستاده از مضامین  
 اوست در سینه هفتصد و نوزده و آن تعلق شهر <sup>عالم را</sup> <sup>عالم را</sup>

بر میان انقطاع زده ساقا قلم قنای فی السد کردید ال ان سر حشریا  
 از روضه غمخور است و او شش علم ظهور و گستره و فرشت توطن و محور  
 بیرون از سلطه هر سیت و گوهر کیش نیر در حرج آن محزون  
 در غمت از سلاست پرست پیکانه و جویشتم با دست  
 تشنه نو ز با تو یکدم عزاد کرد هر دو جان صیت قی  
 در دو دم از شمار و فر یکدشت این غم بهر بخت و محض یکدشت  
 این واقعه در حمان شیبیده کسی من نشسته زار و آجم از سر یکدشت  
 تو آن بجز تو اسان و داع جان کردن ولی و داع لغو آن جوان کردن  
 ملامت کوی را شستیت جل اگر عکس بنید هست من بود  
 ترا که آمدی نکیس است بیاید خستش یا نیشش ز پیر  
 تا عکس هستی تو نماید در این معبود تو خیال تو باشد هر آن  
 یکده عشق عینو ای است بیوستن او ز هم صید است  
 پیکانکی تو از دو عالم خاک نشان است تو گشته  
 از گشتن آتش طبیعت در خلوت عشق دوست  
 در عشق حدیث عمل کم کن کین غنچه بهر

حضرت محمد بن محمد جعزری و انتمندی ارغند بود و پیش آمدن  
 از شک بنوعالی محمودیه انظام داشته مولد و نظرش هر اشت  
 خراسان بوده غزلی و در مناظره با مطلوب گفته و ویت او  
 در کوی و نظر خداوندان جلوه کردند گفتیم این کس نمودن روی  
 حیا را بدو گفت در مردم اندر خوشیست واری بود گفتیم این  
 من بیکری باهری چندین حرمت گفت با زبیر بود کوه که جو با زاده  
 من تا بر کل تو نکشت پدا عجز از شک زره بود از سیم پیر  
 تار و توبه تهنود اثر از لاله نگ که دیدن از پشته شکر  
 بر حکیم حقیقی از فاضلان حقیقت بوده تطای عرضی گفته کردی  
 از نیکوین طغان شاه بن الب ارسلانیت و با از زرقی احمد بن بدلی  
 با طبع حسین و یک عصر بوده اند حکیم الدین جوهر مستوفی از سیم مایه  
 طاعت و تمزت بهره مستوفی داشته مروج عربی شعر او فضلا بوده  
 مستوفی موزنی قضیده موقوف معروف که طلعتش نیست  
 فی حضرت مستوفی دولت حمید الدین الهو در مدح او گفته  
 دین را از هر کوه نه اشعار نکین بسیار است موی که

جوانی بشبه شکارید بیهوشی شبیه پردر ترو بکارید کرد در شکر  
 چون بارید خبر غم ز فوریغ آن شبیه مر و اید زین روی که دید  
 مر او روی کیش سر و سیهم جو آندی بپری پیش در دیدن این  
 غایت پیش من خود جوئی کریوم از دیدن خویش نه جانانم  
 در عشق تو اندیشه جان بخت مرا پیرت کار  
 در نزهت غمی صفت کائنات مرا این عجب  
 طاف جوهر لیت شراب همه فرجام او نه چون آغانه ساعتی تا پال  
 صحبت داشت زویا موخت فاشش کردن راز حقیقه بدین  
 عمیق نجاری نزل کوی بندک شیخ خوش طبع بود این قطره در  
 بنوعی گفته که در احوال رشتنه از سو فار سوزن بجا که زانیده  
 دوش در حجاب دیدم آدم را دست جا گرفته اندر دست  
 گفتمش سوزنی نپره تست گفت جوابه طلاق است  
 حمیدالدین علی بلخی بن عبدالحمودیک والی ولایت طبرستان  
 محمدوفی گفته که در عهد قطب الدین ایبک سلطانی قتل  
 تمام یافته پیوسته شمال افضال انان روخته اقبال

آری دریدی در جواب مکاتبه محمد الاسلام مسعود دریں این چند پارہ لعل از  
 مکان قدس رشت سرزده تا چند بارم از لبت ای بسته زار لعل  
 این از سر دیده در غم آن آید لعل چند آنکه لعل و گوهر زاید و گو  
 در کج نیست لولو در گوہر لعل قاضی حمید الدین بن محمود در  
 قضا و شرح و ایام و در نظم و نثر از محمودان عالی و توانا  
 لعل و تصنیفات بزرگ شمار فانه در عرصہ ظهور است از اطلالہ  
 کہ انوری در صفت او این قطعہ را صف آرای عرصہ بلاغت است  
 ہر سخن در سخن قران یا حدیث مصطفاست با مقامات حمید الدین  
 بنابید تر است کشک عمی دان مقامات صری و مدح چنان  
 در یابی مالامال از آب شربت عقل کل سطرے تامل کرد از کفایت  
 ای عجب علم اکبر سخن داند مگر اقصی القصات اور ارسال دیگر  
 بنامہ باز پر رسایل و فضایل ارادتت بہتست چون وسیلہ العفات الی  
 حسنہ العافیات و حسین المستیر الی حضرت المحرور و رضیہ الرضا در مدح  
 یا مصل اند و قبح المعنی فی مدح المعنی و رسالہ استغاثہ  
 ن الثلثہ ہشتی الراجی و فی جواہر التاجی و در ہمکی ز غایت سنج

و در صبح و پنجشنبه بر وجه حسن کرده و در او فضل داده و پیرمان هنر فرستاده  
 و این چند بیت از جمله منظومات اوست که محمد عوفی مرقوم است  
 مدح شرف الملک ابوالصافه فرموده صبر از الم غمزه غما  
 و آنکه که بطل آره طرازی بر نهاد - تا شد سرای ضرب بر روی آینه  
 تقسیم کارم بچونشده دنیا بر نهاد کی پست بود آنکه بدیش تو کنی  
 شایان بود آن دل که تزینش تو کنی کردون سر او آشته صد بوسه دهد  
 هر روز بدان پای که بندش تو کنی جان کیت که او را بچ کرند تو کشد  
 تن کیت که آویخته بکوشد دستم چه کارهای بلند بکوشد  
 بر پای دهم بوسه چون بند تو کشد حید الدین فدزی بنیاده  
 اوین ظرافت امین بوده محمد عوفی که در زمان سلطان سخر طمور یافته  
 این رباعی در مدح بهاء الدین علی بن احمد جاجمی فرموده ای معاقد  
 دست تو ز رخسارم جرز که بجز و بار که بخشیدن روزی صد ده  
 آب کرد و خورشید از شرم کف دست تو در بخشیدن کعبه الدین  
 اختیاری از مدح اندیشیان و بلاغت کیشان زنان میف  
 و این چند بیت از آن قصیده است که در مدح آن پادشاه تجا



روزگار گذارشته زهی سخن با تو که بسند دوار زهی متابع تو عالم ز غدار  
 خدایا کجا بلوک زمانه بیفالدین تویی بزم شمشاه صق در و  
 سالیان جوان تو بر آستوده اهل زینبیت شیخ تو خواسته زینبا  
 بهمنی زینب چه میدی اختیاری دقایق شب و روز هر نفس تکرار  
 شیخ حمید الدین تا که ری ماء از مشیخ هند است و در عهد خورشید  
 لب لیلیا و ایل الاقیالقب یافته صحبت شیخ شهاب الدین شهر و ری  
 مر رسیده و خرقه رخا معین الدین بخری داده داشته و در ناگور بست  
 مودهرست یکم پ زمین زراعت میکرد و تمام سال بان عفت  
 م برده نموده اگر که تهمت معای گیرد هر قدر که گوید آه از و نند  
 از آنکه بروستی بخواند در پیش پانچ بلانمش زتن بر گیرد حمید الدین دستاخی  
 از جمله شهر است که در روز کار سلطان ملک شاه و سلطان بجز از صد نشین  
 آرا به بهر بوده بزرگوارانی که سپاسیت تو زین فضل بهر کس بنام فنا  
 در پیش رای دفع تو بر زمین کس را حدیث لغت خورشید  
 رسد بیج دم نزنند در هوا تودل من کران نسیم و فای تو ام جان  
 نیز طبع کعبه بار و کف در خشت زمانه را سخن بجز و لاف کان بر

۱۹۶۶

بنازندی و خدمت بنیاتی برسد که بهم خلق دو نسیب بکند آن است  
بدیکران جو خطاب تو میرسد هر تو چو این که نیم کم زد دیگر آن را  
مسعودین سعد سیال کوتی ، از گروه آزاد کار خطاب و  
حکیم طبیعت عافی مشرب بوده در زمین قضیده امامی هر وی  
تشیعی کاشته و این چند بیت میوه آن نماند است سراسر ای ما  
روئی دوست پرند معرق و ز نو بهار باغ ارم برده بوی  
بگاه جلوه بهار تلونی و ز لب بگاه بوسه شراب بروی با چهره تو  
کاشته است در کل زهدت الهی و صحبت الهی  
حمد الله مستوفی قنبر وینی در سند جلالت بلند پایه و در  
فضیلت قوی ساریه بوده و در علم سیاق و حساب و تاریخ از ان  
فن است و سالها با برادرش عم اجه حجر الدین فتح الله در خدمت خو  
رشد فضل الله هدانی و ولد او در شش خواجه عیاش الدین اندک  
نویسندگان و ستوفیان بود و اندک تاریخ گزیده و زهدت الهی که از  
تصنیفات او است در شاهان در حقیقت کمالات و فضائل  
مشکل پسندان عالم است از دولت محبت و اولاد

۱۹۷۱  
۱۹۷۰

که بر سر اسبابی آورده و دستار حیدر کر فضیلت من رفیق ترانه  
 بهر اهل عالم حکیم خطبه مباد عیسی در عهد آل ماس از دانیان  
 بهر حکیمان ماهر بوده و نشوونمای حکیم بقول محمد عوفی در آخر مآ  
 تمایه العاق افتاد در ملازمت یعقوب بن لیث بهی بشارتگینی  
 گذرانده به از ترغیبش از گردش فضول دولت این سلسله در کمال  
 اعتدال گذشت و با حکیم غیر از مشرقی و محمد و وراق کوه  
 یافروز خرج معالی و نگارنده او راق زنده گانی در بصر بود و آن  
 دو بیت چون مستغله و لغز و زست که از آتش کده خیال او علم کشیده  
 پیم سپند که بر آتش همی کند از بهر شمیم تازند هر و راگزند  
 او را سپند و پیش ناید همی کجا باروی هم جویش و با حال چون سپند  
 به حکیم فضل الدین قاقانی اکتفا نغی شنه طغان عقل را است و  
 کفر و وس فضل را صاحب بود نام او ابراهیم بن علیت و یکی از شعرا  
 در نوح او گفته ز دیوان ازل منشور کاول در پان آمد امیری  
 محمد را دادند و سلطانی با قاقانی برای حجت معنی بر ایمی پدید آمد ز  
 نیت آدر حقیقت علی با شروانی و خود نیز در اثبات خود خیر است

شایسته فرموده در آن قضیده که این مطلع اوست و هر کس که این

ماه مهملان او بی نیکی تعبیه است درنگ خوان شیخ مهندس لعل

پیر درد کر عینی کا ذرافلید سندا عاجز برهان او یوسف کز کربست

خز و کر که بود ناز نه دم زند بود امکان او نوح نه بس علم و است

کر پیر من بودی قنطره سستی بعلم بر سر طوفان او در تحفه العربین

کوید امروز من طهر از انزه سخا فانی بدیع سخن باف از روی

پیر درد و کرم دان استاد سخن تراش دوران هستم ز بی غدا

جان در طبله نسب ز نسوی ما در خورشید بدان کند کج و بو

ز مینج من بدور سد بوی در یوزه که صمیمی من دان این بدهر

استه کردن و افضل الدین در اول که سلوک طریقت شاع پیش رفت

حقانقی مخلص نمودی و چون جبره نمر نشش از نشاه جام تربیت فاطمه

گیر منو چهر حسن قبول آراسته نشد و پاید نظمش کرد و ن کشت

از نسبت عاقانی خطاب عاقانی بلند آو آره کرد دید منظور خواستین عظام

مقبول است و جباری نیشا پور کا از شعرای آل سامانست خجانه خسته

محمد بن سید محمد با ابوالموید یحیی و عماره استاد الوزری بحجت و ایم عم

چو در این دو پیشتر از دست بخت خیالات برشته است که باید خوان  
 از ساخته می کشا آن در زلف که باوش می بر د کوی که  
 از دوری ناید کام روز با زیت صاحب ن بود کوی کلام جام  
 کچیز و طبعش از شراب فصیح لب ریز بود و فردوسی شعر  
 قضیبن نموده ایجا که گفته ز کفار تو طاعت خسروانی و محمد عوی  
 اورا از حکیمان داناشنوده و این قول بر عهد ای چه سبزم خسروانی  
 کلام شورانگیراوست مکن پیش ازین درجه ای در ناک که  
 از غم بی نام رسید از ناک فغان زان در نکت فغان زان  
 در نکت منبکام صلح فغان زان شتابت منبکام جنگ  
 نینکت جبران و در پش عشق بدریا بود جاودانه نینک  
 ز نکت خورشید و خورشید خاک لب نکت یا قوت یا قوت نینک  
 نه چون خسروانی نه چون تویا نکت و برهن نینک کوی  
 حکیم ابو طاهر طیب بن محمد خسروانی در عبارت محمد عوی انشائی  
 صفت در بدست سلطنت امیر مغری زیور غرت و قبول بافت

حکیم ابو طاهر

۲۰۰  
 ۱۹۹  
 و در زمان دولت خسرو ملک ترقیات خسروانه صورتش آراسته شد  
 و کام را بنیال نمود و ازین نسبت خسروی شکر کرد این چند بیت از  
 که لشکر افکار او بر خضاره روزگار نشسته تا عروس حرا از  
 تو زیور میکند شاه دل را از عشق تو از تخت جم بر میکند شاد باش  
 ای شاه دوران خسروی که خدمتت را بت اقبال من بر جی  
 اخضر میکند و ایش تخت بنهی خسرو ملک خورشید ملک آن شهنشاهی  
 که پیشش سدا کبر میکند تا چند پیش تیر غمت دل سپه کنم در  
 عشق نام خویش بکنی نگر کنم کفنی بطرزدوش که یاری در گری  
 لای روز خود مباد که یار در کنم خیر الدین عبد الملک جرجانی فخرزاده  
 زمان خود بوده سنین و شهور زندگانش در خطه لاهور مطی منشور در  
 و فضایل گذشته و محمد عوفی در آن دیار از صحبت بشیره الفواد  
 امام محمد الدین ثمره فیض بسیار برده و گفته که تصانیف امام خط  
 الدین در مقول و مقول بسیار است که در شش روز کار پر عمر است  
 نیک کسی که معتبر است بخیر شعیه است و پر نیک همه  
 بیگانش کار است اشتر و اشتر بی مهر نیک همه این نیک است

پرسیدت حکیم جنیالی بینی که از و مرویست آنت که محمد عوفی از و آ

بسیار بود از هر دو بسیار و یکسانه چونانکه جهان حیات است و هم  
حکیم عمر خاتم گویند بخش گفت و گو خواهد بود و آن بار غریز شده  
خواهد بود از خیر عرض بستر نکوی نماید خوش باش که قهت نکند خواهد بود

آب و خمر نبات زرمی خوردن است

خون و دهن را توبه در کردن است  
آرایش جنت از کنه کردن است

نه لایق مسجد و در خوردن است

ایزد یارب کل مرا از جنت است  
نه دین و نه دنیا و نه ایشیت

بگسستن آن روا میدار است

در هر که پرورد و بکین که شکست

اند در رمضان شرب آدینه خورم

کو خ کمن چند ای نامی خورم

می خوردن من نبرد او سهل بود

کرین خورم علم خدا حل بود

کرین بکنم کنایه رحمت که کند

بگسستن آن روا میدار است

بگسستن آن روا میدار است

بگسستن آن روا میدار است

بگسستن آن روا میدار است

بگسستن آن روا میدار است

بگسستن آن روا میدار است

بگسستن آن روا میدار است

بگسستن آن روا میدار است

بگسستن آن روا میدار است





کاول توجه آوردی و آخر خبر  
 می باید کرد خوری و برنجوریه  
 در بند زلف نگاری بود است  
 دستیت که در کردن باری بود  
 آد بفعان ز دست ساغر  
 بدیر سری شدیم وی بر سر  
 ورنیزه ام میخورم بدین کسیت  
 وزین سیه در خوردن دشمن کاسیت  
 این عمر بخوش شدی گذارم بانه  
 این دم که فرو بر آید چه میماند  
 در موت هم هر ارالی دست  
 فردا آن خود رو سیه خواهد بود  
 در عالم جان خویش می باید بود

بمیزان زنده حساب اگر با خبری  
 ترکوی کویم با ده که می باید مرد  
 این که بگذرد بر عشق زاری بود  
 این که گوی که در کردن او می  
 از یاد و نایب محل شده هر ما  
 بدین کس می خوردیم می بر سر سیه  
 من که بپوشم نشان نکایت  
 می شاه و حکیم سرند باید که خورد  
 تا بیکم خورم که در میان  
 بر کس قریح که معلوم نیست  
 دل هر حیات را کجای است  
 اگر در که با خودی ندستی هیچ  
 خسر در که جبار بپوش می باید بود

بپوشم و دهان و کوش هر جا باشد  
 بی چشم و دهان و کوش می باید بود

از تن چو برفت جان پاک من و تو  
 و آنکه ز برای خشت کورد کردن  
 کز انبی شتوت به خواهی فرست  
 نیکو کسی و از کجا آید  
 کرده عوزی توجیه و مندان عزیز  
 بسیار مخور فاش کن و دشمنان  
 گویند هر کله و زرخنی باشد  
 که عاشق و مست عشقی از بد بود  
 گویند کسانی که می پرانیرند  
 مابانی و محشوقی از اینم مقیم  
 شرف الدین اعی شفی  
 خفی بوده محمد عوفی آورد که شیخ الاسلام خشب بود در ری  
 وی رسنیدم درو عطا و تذکیر و حدیث و تفسیر فی نظر و کلام  
 اعیان از شرف مجاستش بهره مند می شدند و این  
 او راست ای نام تو ورد نام ابراهیم خرد

فراخنده شیخ شهر بایان جان

بعل لب تو حجاب ان چو نسیم

بعل لبیت فتاده کوش بدو نسیم

از خمر کا شغریه از مینان ماس طغان شاه بن محمد الهوید بود و با

این رباعی را در مکتب او سروده از مرکب نواقب نسا شیده

بی او تیو دیگان خود بدو نسیم

بغیر از کجاست ای دریا جان

استاد ابو منصور زین احمد و قسیمی

کنون ای سخن کوی سپید ار مرد

وقتی رسا بنید انجا سخن

زمانه بر آرد و عمرش زین و استاد از شعرای سامانیه

مسلطین و در زمان سلطان محمود او را شهید ساخت محمد غوری

که حکیم و قسیمی مداح چغانیان بود و پیشتر مداح

مطهر چغانی فرموده و این دو بیت از انجمله است

تین ترا پس از بلک وی کرده کوفت ترا پس از بلک

تقدیر کوس تو دار و ز آسمان  
 و درین ابوصالح بن نصر سامانی گوید ملک آن پیکر کبریاں در  
 ملک آن قطب دور آل سامان اگر سینه نگاه کنی پیش  
 ز بیم تیغ او نرسد و ایمان در روح رضی الدین ابو القاسم  
 بن منصور سامانی این نمنا از کنی عند لیب خانه او سر زده  
 کرد آن نهاده دارد گوشش تا ملک مر فدا می شد باید ز علی از  
 پیشتر رسید اند که فلک را چو تپه سپاید و گفته اند لوج بن منصور  
 سامانی نظم شده را با او فرموده و مرکز ولادت حکیم و صاحبی از من  
 دانسته اند و از چنگلی و راست مزه کی سخن او پست کس شعر بجا  
 گفته تا پاره از جواهر که با اس طبع و قیوت سفینه اینهاست من  
 دیر ماندم خوار شتم عزیز از ماندن دایم شود خوار چو آب اندر  
 شتم بسیار ماند عفو نت گیرد از آرام بسیار شتم  
 می گزین که گرداند نیروش روان تلخ ترا شیرین در خلوت  
 چنان کرد و گز خون ندر و سینه شاهین گویند خبر  
 برده آری و در یک جسم در مبد من عمر خوشتر

کوهستان غمگین و کوهستان غمگین که زرم تو بار خورده  
 سینه ندالم که سینه بر آنگ که نواز از زبان می سحر می  
 سبک باد تو ز کس در بدی با وجود این که تو زودیدار می مایوری  
 بیوین سالی ز دیده پیرنج بر راه رسیدی بهر جا که در سبک نگاه  
 در خندانگی ستم از بر شستی زمین را خلعت از بند می بستند  
 نشان کرد و جهان زبان کرد و لپک آهنگی در خم کشتی  
 بر سر شان رخ آنور و پیل هوای بر سان خون آلود شستی  
 آتش که کوی از می چیک شمال و شرقی در شستی  
 طایرس کونه کز ت کوی بجای زخمی و عیسی در شستی  
 روی طایب آید بر سان که پند ای کل اندر کل در شستی  
 کوی چار حضرت بر کزیده است بگیتی از نامه خویشی در شستی  
 کسب یافت نکس و ناله چیک می چون رنگ و دین زرد شستی  
 هم نشین الی محمد و قایم و عطف و پند سان مردم بوده صاحب  
 در عبارت و معنی خوش در روزات و خواب با شمشیر آید  
 طان که حمید الدین منسوبت اورا است و سنه یادیم

انزقی را تیر باو نسبت داده اند و در شرح ۴۰۰ الونداء خواجہ غفر اللہ

حمید از بزرگ ریز خیال او این قصیده در صفت زرا از بزرگ کلام

نامه بیان گشته و بعضی حکیم و فقیہ را بد قافی اشتباه کرده اند و بی

از طرز کلام دانسته میشود که او از انبیت و دی باغ خرابیدیم حکیم

معضمش بهر کس که دید آن رخ با قوت امرش آسبب همچون

بج سبب دفع شد از زان ز شد با و ہم شکل و پیکرش کوزی نو

بفعلش ز باد شلخ بید گفتی که رخشه دارد از اعضا سرش

دور در رخشه بر عدل از جهان نشد آن فعل اگر رفت بر پی

نقل دیگرش با عنی کجاست اهل زمان از ابو کنون تیر بهر

سرای خاطر دل ساحت درش از فصل کالت نشد در علم

از خود بوی نکشش و ز خلق کوشش گفت این صفا حضرت

زمانه دان والا حمید دین که سپهرست جا کشش

حکیم دیباچی سم قدی همواره و پیاپی سختش از نقش و نگار منزل و مط

نکارش و اراستگی داشته و نیشکر معالی دور خور

غزل می کاشته شیرینی کلاش ازین ایات

و صفحہ کا ہر صفحہ نشانگاہ تھی      لشکر و وزیر با ذکر و شمعین خون  
 کینہ کا ایک بقرہ سببت کاٹون      کینہ سر مارفت پنچہ ، کرما  
 انجور موی گرفت لکھنہ ہارون      کیتی پر آرد کہ وہ ہو وہ مہ وہ  
 و انکہ بد انار ہوا انرا برش عا      بود تو انکر زمین زرف بدیاہ  
 پیار شیش کردوش اکنون      ارا زین بس فروکش ہوا  
 ہر در کدہ و دشت وادی و ہامون      باز کینش ہمی بصر ا کرد  
 کینہ چون روان و سچون سچون      برق نیابد ہی نیابد  
 کوئی کز کینہ ہی یکد خون      رعد ز باخ و سس کیر و کوی  
 پیچہ و راکسی کسیر و کون      کیتی کرد و کنون عزیزین جوانک  
 مملکت از میر عدل عادل فضلون      مولانا دلیلی از خلصش  
 دانستہ میشود کہ از طبقہ دلیلی است و خوش طبیعت بودہ ہم  
 رنگس بر س ہر تک کل قبای      بردست می ہنوادہ بر کل ہنوادہ  
 لایمی ہری بہار یافتہ از دست او سپید ہوی بہشت یافتہ از لوی  
 پیچہ از آ آمد بان ماہ وحی آورد خون سپیل دیدی سپیل قدح  
 کراہ در سہی حکیم یولہ از بندر دیول ادہ و از عمان معانی

گشتی بخواهد صنعت بساطت عبارت بر آون جهانچه انوش کلاش منشی  
 ستاع بنر پوشیده نیت ای پسر حنذنی چک برن در این  
 خک و آزار سپونه و چک آرچیک بسر زلف سینه رنگ تو کز کنگ  
 بیکان چک ز نه بخت من اندر خنک صدیکی زانکه ترا اول نیک بود  
 در هر شکر باروت نباشد هر یک آنچه بر من شکن زلف تو کردی  
 بصلح ناصر دولت برداشتن خود کرده بچنگ حیدر زوال فقار من و ابلی  
 سیدی حیدر شتار و فاضلی با و فار که شسته در هر رقمه انکلام صریح  
 نظام او در کشتن کار دلانی که با عجا ز سخن نگروند ذوالفقاری بوده  
 در علم شمر و قدرت بر صنعت بدایع انیفن نیز یک تمام در شش  
 شاهان حالات قضیه مصنوعت که در مدح صدر سعید الی  
 زیر سر و ان گفته بود و صفت ضر و ارا بر شیم خام در سلمه شتر آن  
 اشعار بچپه گرفته و انی قسم شتر مصنوعت اختراع او  
 ساوجبی تنبیح او نموده در مدح خواجه غیاث الدین محمد و زری قسود  
 صنعت دیگر بر او افزوده اما ابلی شیرازی مصنوعی در مدح شام بصلح  
 از سخن خاطر بر ایوان بیان جلوه کرد که مصنوعت هر دو در هر دو



سخن این صنوع چو قطب و به خنجر خورشید سماوی نمود مینش  
 آریاست در سید و العقاید رملارت سلطان  
 محبتش خواند شاه می بود و قصیده در عراق کائنات بیج سلطان  
 گفته رعایت یافت اما استیلاي شکر خیز بر سلطان شهر  
 ششصد و هفتاد و اقع شد پس از آنکه فرصتی که سلطان  
 در مقام خلافت نمود لشکرش در عقبهای دینور بعد از  
 تیرت و سربلغ شد و عراق بازگشت  
 نهاده شریفیت خلاصه اچاد زینکه تکیه بر سعادت استنعا  
 بنف روی طالات ز دیده او هم که شسته یک نوات زهر  
 و جو خشم توانند اسم بی گشت از آنکه صورت شوین شد  
 نقش زیاده خیال آتش قدر تو در ضمیر آورد در استخوان بد  
 اندیش گفت رماو بهور کار تو در خسته گان متساب  
 رفیقت خلاف طبیعت معناد صفات مدح تو در طبع روح  
 مختصر است بیان نوزکرات در دل ز یاد ازین قصیده خواند  
 فحلت زبوده است مجاز دست هنرهای خویشین فریاد

باز چون خسار خوبان گشت طرف پرستان باز چون نسیمی دلبر نشسته  
 هوا غمزه نشان کرکند اندر فضای آن فریاد مزمزم باز در کوه کوه  
 منظر اندر آشنوخوان نیستی دوران ولی هستی خود دوران کامکار  
 نیستی زردان ولی هستی جو زردان کامکار و ثوالفقا گشت گزین  
 اسکناس بیج طبع او پیش کرد و زانو سو فادوش در دهان  
 چو در قلب شتاجم شد کمان رستم و پهلوان ششم نشسته آهسته چو  
 آینه وین تن جهان از جا در بیاب با فخر دست بر سر  
 هوا از حورده که جو سازد کوه را زمین نباشد متسع در آرزوی  
 صحبت آتش که سوزد و طلق چون گوگرد و سازد آب بار و غمزه  
 نیفتد بر هر صرافه الا خوردن ایلیخ اگر در ملک حورشید آذماکی  
 در آهین ز تاب صاعقه بر کوه سنگ صلب را ماند چنان که  
 هیت مخدوم باشد خاطر و شمشیر جهان عدل عزال سعادت  
 شوق شنای او بر اندازد عطار و حیب و بدر و بلور حیرت  
 کینه بنده در گاه اعلی ذوالفقار آمد که یابی در آبی طبع خرب  
 برق را کوهن حکیم را فنی ما پایه کمالش از رفعت احوال کمال

سووی و از بدیع پان در سلطان محمود غزنویست و طرز کلاش  
 از اسپه ارطغر از بدیع پان در سلطان محمود غزنویست و طرز کلاش  
 با هم پیوند نموده که طلقه دوش جورای ناطقه تواند شد سرودین  
 جان کرد که بود او را چین کردیدستی بهین تا بیدلی کردی چون  
 در میان آنکه فتنه چشم که او بند کم برده انان فتنه چشم که او  
 در کوهر بلبل بود از چشم من عبهر کبیل باد بخت سر زرد از حبه او خنبرین  
 هم را بر یوز از آثار حورشید فلک هم فلک را از این افغان  
 حورشید من عالم حورشید مولانای بر لب بر الوفا آسمان  
 چون در سنور حیراد دل حسن تار فان بهنم سخن راست از کار و کار ساز  
 بر سخن مینم رود از مهر بیان که بان چون سخن نیکو بود باشد سخن را  
 ز رعیت چون زبان شیرین بود باشد روان از زبان تازبان  
 در فلک سطر زشت را نیکو کند هر کو بود نیکو سخن تبلیخ را شیرین کند  
 هر که در شیرین زبان تازبان در شکر کرد دم و باشد شاد خوا  
 تا سخن در مدح باشد شادان شادمانم و ایم از مدح ربیس گام  
 شادمانم و ایم از مدح عبیر کاکیران عالم آزادگی و ارای محمود

آنکه هست سیرت محمود او آزاد کار را امتحان  
 گزین طبع برشته بدست کرم دامن ری بر باسح  
 بر سر امان با خنک بستن تو هوا سر بسرو غا کر آسمان گذشت  
 که باشد جو جاده تو کر مصطفی گذشتت که باشد چوم نصی راضی  
 قزوین کونید نام او سعید با بویه است و از یکده تا زان <sup>پارسی</sup> میند  
 و تازیت خاقانی بزبان عربی در رحمت و قطعہ بیاس قطع  
 آورده و هفت شان و فضل طاعت او را لباس جلوه کر سگت  
 و سد فی الحشر بعد از سی اری مای الشفاعة شامی لین اصح لى قضا  
 صاوتیه الراضی راضی از قضم نفع خیالات او این ایست <sup>نشانه است</sup>  
 رحمت و لم هر چه بود عشق بجات برود صبر نه را ایست سهل عشق  
 نه کار ایست خورد هر که میدان عشق کام نند کام فیت هر که را  
 صبر پای نند دست برد بار جفای آه کوه نیارد کشت <sup>لفظین</sup>  
 او باد نیارد و شمر و وصل شد و باجر ماند حیث که در بلع عشق  
 خار به پیری رسید کل بچوانی برود طلب کردن علم از آنست فرزند  
 که بی علم کس را الحق راه نیست که تنگ آید و در <sup>مختصر</sup> بر آنست

تک نهد آن نگاه منت در تاریخ های پونی آورده که امام الدین عبدالکریم  
 رافعی در دست رسه در گذشت و این رباعی نیز از کلام او است

در جابر ضوف بسته زمار چه سود در صومعه رفته

دل بیار چه سود آنار کسان رحمت خود میطلبی یک راجه

صغیر آنار چه سود عزالدین راضی سزه زار و لاوتن آنار

از تو برارضی شریک طراوت پذیرفته و محمد عوفی گفته که از دریا

مهر و خراسانست و در بلده اسفرا این اختر طالعشن از برج خا

تافته و بتازکی در عصر او نشو و نما یافته بنیور علوم حاصه علم حسا

و حقیقت را استخبرشته بود ای نوآب زندگانی سرد

تا جان سبک روح کرانی سرد امام ناصر راضی نشاید هم بوده که شورا

طالب علمانه می گفته این چند بیت از گفتار او است از تری

شده که او را خواجه دید بر تریا چون تواند شد که شسته

انتر جزایر تیغ تو گسترده است در ایران امان ناله کوس تو

متر باکتند است در توران صغیر زندگانی را نرسید بهر که باشد خصم تو

چید بلانی انشا به که او ما شید هر را بجه غبته کعبه ای دهری بود

مگر عاقله فضل از سر مردان روده در زمان سخن از خدایا بچایش

زیور گرفته و برقع مستوری از چهره عشق خسته و مجازی بر گرفته آخر

زلفن سامانیه را در مایه و در عصر آل بویه تیرم حله چند در عصر

بویه نموده محمد عوفی آورده که در زمان خود بکس رو بهی شہیت

درشته جزو ہند کہ بارید بر سر ایوب ز آسمان بلخا فہم

رزین اگر بیار دوزن بلخ برو از صبر شکر کہ بیلد درین کجکین

روین سر عشق ہی تحمل کی بیل چه عزت آری پیش خدایا

بعشق اندر عاقلی ہما نیارم شد بینیم طاعت اندری شوے

بش بعینم لی تو کجا ہم حجم با تو رو است کہی تو شکر ز ہر بہت

زہر عمل ہر آئینہ دروغیت آنچه گفت حکیم فن یکس ہوا فبعد

عزت دل دعوت من بر تو آنت کایزوت عاشق کناہ برین کین

دلی ما ہر بان جون خوشستن تا بدانی درد عشق داغ

تا بہ کہتہ اندر پیہی بس بدانی قدرن ز بس کل کہ در مانج ہوی شکر

چین زکارتنگ مانی گرفت مگر چشم خون با بر اندر سات

کہ کل زک خسار بلی گرفت ہمی با بر اندر عشق قوح یہ شکی کہ

لا الہ الا اللہ

لاله باوی گرفت . مدح کیر خندی و دینی بگیر که بدخت شد هر که دینی  
 گرفت عشق با بره بگیر آرد دم به بند کوششش بسیار ناید سود  
 عشق در بای کرانما پدید کی توان کردن شنای ای مستند و نشا  
 یار سوسن و گل سیم و زرباد زهی باوی که رحمت داد بر باد و سیمی  
 سینه در تاریخ های دینی آورده که رسی قوشی از مداحان فخر الدین  
 است که است چون نسبت آن کرت سخن می بیند در روح وی گفته اند  
 دوده بخردی و اسطبلک سکنه رقی در تاریخ شاه چانه  
 کوی مشهور باین خطیب است رشید الدین محمد و طوایف نشین در  
 مشهور و رونق عظیم <sup>بهر</sup> سید و در حسب از ارباب رشت سلسله آن  
 فضل بوده و در سال پانصدی ام که سلطان التمز خوارزمشاه  
 تسلیم قیارا از خطبه و سکه پندخت رشید الدین و طوایف ملازم التمز  
 بود قصیده در تنبیت پادشاهی او بگفت و این مطلع است  
 چون ملک التمز تخت ملک بر آمد دولت سلجوق و آل او بر آمد  
 هر حق سلطان سخن این شنید از رشید بر چید تا آنکه در باره غم  
 بر آید التمز زنده شک با التمز باز در صلح زده سخن بر آید

بازگشتت و کز نوبت اتسز فرمان سلطنت

سلطان خواست که علم بجای آورد و اتسز برید آتقطعه التما

نمود مرا با ملک طاقت خجک نیت بجک ملک نیز مرا بهت

ملک شهریارست از شهریاران بهر نیت شدن بنده را تک نیت

اگر با نیت خجک ملک کیت مرا نیز با نیت نیت

آه شستین شوم جدای جیلا ترا جهان شکر نیت نیت

شندن این قطعه سلطان سخر ادیب صابر با بیفاهای شانه

نیز و اتسز فرستاد و او را مگویش نمود اتسز یکی را بجیت کشتن سخرین

نمود ادیب صابر سلطان ازین مکر آگای داد چون اتسز از خبر خواند

ادیب خبر یافت او را در همچون افکنده سلطان سخر باز با ساه آنوه در

سال پانصد و چهل و دو مسوی خوازم آهنگ زرم اتسز نمود و

سلطان اتسز تجلعه هزار اسپ در قیل افتاد و او را در سفر

همراه بود این رباعی را بر تبری نوشته در هزار اسپ آمدت

ای شاهنامه ملک جهان جت برست در دولت اقبال جهان کز نیت

امر و نیک جمله هزار اسپ انگیز نمود خوازم صد نیت را کیت



رشید الدین زکریا در این کتاب در تفسیر بیرون افکن  
 در این کتاب در تفسیر بیرون افکن  
 پخواه برده سلطان سوکنه خورد که چون رشید بدست او افتاد  
 هفت پاره نماید پس از فتح بهر اراکسپ و کجین اتش رشید الدین  
 شکست تا آنکه سبب الدین فرید کاتب سلطان عرضه داشت  
 در کتب علم حکایت کویک تاب هفت پاره شدن نداده اگر فرمان  
 او علیه و پاره کنیم سلطان سبخر بخندید و از خون رشید در گذشت  
 و رشید الدین نود و هفت سال بلباس زندگانی ار استند بود در  
 سال پنجم و هفتاد و دو حله شایسته حیات را از برش در روز  
 نیز او در جبهه خوارزمست و او را در علم معانی بیان تصنیفات  
 هر خوب است و حدائق السحر کتابت در صنایع و بدایع علم  
 شعر از سیر بسیار قنای دهن صافی اوست و ترجمه صدر کلام  
 امیرالمؤمنین علی کرم الله تعالی و جبهه را تنظیم آورده در سال ۷۰۰م  
 پیشینیا و زسل نیز دارد و در بروج سلطان اتش قضیه ردیف اش را  
 در قتیح سید بن غزنوی گفت این سینه پر اش وزیر و بنده ابراب

درد آگه گشت قاعده عمر من خراب که در سینه است آب کنم دورتی هست  
 نماید بدست دولت و وز دست شد شباب جهان سرای غرور است  
 خمر سرای سرور طمع ابر سرور اندرین سرای غرور عیان توین  
 جمع خوابسته است ترا همیشه هست بر جمع حواسه مقصود  
 ز حال عقیبی چون کم مان مشغول غافل ببال دینی چون البا همیشه  
 نیاز کار که وقت خیل نزدیک است در آنجا زده دور مست از وقت  
 ز بارگاه آبی رسول حرک این پس که عارضین جوشک تو گشت کافور  
 نهی فروخته رویت در جهان نشی زده غم تو مرادر میان جان نشی  
 نامزد نشی دل چشمم ترسم از آنکه بجای آب چشمم شود و بولین  
 جو باد متکذری بر من و مر بدر راه نمیکند اسی جو مانکه کاروان نشی  
 منم همیشه در آتش زانده تو و لیک مراند ایدو با بدج بنده زبان آتش  
 ابو النظم حور شید حنر وان تهنر که از صوغ عشق خشک سیران آتش  
 زلف شکلی جانان جبره و سپاس جو تو نباشد عالم کسی بر سپاس  
 کلاه کوشه حسن فوجون بد پیامد در او رفتند سببم کلاه عیانند  
 نشی در از و جیرت فلک ساکن سر لکن آرد لم من بجز بار برده بیکو

راق بار بود صید در ده تنگام و یک باشد هنگام نو بهار افزون  
 بدان تراق شب که است سگ چون ستونی در زیر او چار ستون  
 بی شکل بیجان زنده چون کسا کمی شکل ننگان روزه در چون  
 بی روی توجو فلد و لب توجو سبیل بر خلد و سبیل نوح جان دم  
 منسل بغداد حسن و مصر جالی دو چشم من هم و طله اقرین شد  
 عدلی با چشم من سباز که خوبی و ضعی بغداد را زد طله بود  
 مصر را زیل بیزای روان شده مهر توجون خود سرمایه طرشده  
 یاد توجون شراب روزی که نیره را بود از سینه غلظت جایی که  
 شمع با بود از فرقتنا قراب تویی که دل تو کردند شتقان سلیم  
 سلیم شد اگر جان ترا بند سبایم شده است در غم رخساره جو کو کوب  
 ز غم دل زنج من همچو جدول تقویم با جمله نور حسره که کفار را چه  
 شتقان جمله مسرور و با جمله شتاب شاه بسیار گاه تو کیوان کیر  
 در وقت تو کنست کرده ان کیر شد رشید الدین محمد بن محمود مسعود سحر از  
 فایض سلطان برگزیده و ساع ان پسندیده بود و علمای قهنتی در مدح پادشاه  
 دیوانه با طبیعت سفته بقول محمد عوفی از سخن سخنان خطه خراست

و این چند بیت بهاریه از بهار است  
نظر آرد برین ممالک است

در آرزوی خدمت درگاه تهریا  
در موسم بهاری

بگرفته لاله بکفت جام شراب لعل  
زیرا که بود خدیو کرس پر اثر خواجه

بر طرف دیوار بیالید نوح بید  
مرجان صفت و لیک زمر و کفر شراب

احضا بوقت باد چو یاران که در دایع  
بگرفته تیک در لاله از مهر و صفا

بگشاده کل زبان در برای شاه  
و مانند ز عجب شکر گزیده جانوش

ز خنده رای مملکت آرا که صلا  
بیرون ز کرد گاو کوس نکر و گاو

بیوسته خار چشم کل عفو او شده  
عاری از عاز ظلم و مجرور خار

خواجده رشید الدین تاجر از تاجران سرمایه کمال و معراج  
شیرین و مقال بوده بقول محمد عوفی مقصیده که دو بیت او اینها مذکور

میشود در شرح فخر الدین مبارک شاه بن حسین مروی رود گفته و شایسته

حداظمی کان شفا ی جان باشد بهجوراج روحش را حسن منکن باشد

آفتاب نوری که طریق حجت یک زمین را همش نایه ایمان باشد

خواجده رشید الدین همدانی از وزرای سعادت نشان برین

بود بعد از صدر الدین خالده ز کلامه که بر یاقان بن از غون بود

محمد

در این مملکت با مصلحتی  
 شغل وزارت غارن مهمات  
 شغل خواجه سعد الدین مدنی  
 سلطان در آن امر سعادت مند با استقبال اشتغال داشته غارن  
 ماول پادشا هیت از ترک که هر تاج سلطنت را قبول برود  
 سلطنت در تاریخ مفضل مجری دین پدی را پیروی کرده و چون غارن  
 در شریفه در تصدی دیوان سلطان ابو سعید بن الحانوی با شایسته  
 جوا علی شاه شغل وزارت اعلیٰ کامرانی می نمود بس از آن در کوشش  
 سلطانیه غارت احیاء کرد و خواجه علی شاه او را پیش عزالدین  
 ابراهیم شهادت رسامه هر عضوی از ویلکی فرستادند حلال  
 عیشی در مرتبه او فرموده رشید دولت و دین چون حل می  
 نوشت منشی تاریخ او که طاب نراه و جامع التصانیف است  
 که با هم سناری اند و اخبارت باو منسوبست و او را از  
 سبکو و لغتی خیر بسیار بوده و در شبیه نیز یکی از انماست  
 که پیش تاقی است با و زنده است و مولف گوید که فرزند  
 و آثار خیر او زان شد صراحت دوده اسکندر آینه آورده

که هنگام کشته شدن این ابناء و فوجیه سالها خاطر مرارتشان  
 هیچ پروای قیل و قال نبود ماه مکرم در بدو شب روزه  
 عیش مرار و ال نبود چرخ میخواست تا که ضری بیکش رفت  
 مجال نبود حاصل الام هر چه خواست کرد بطریق که در خیال بود  
 حیل الدین مستحق القطنی از حکیمان آراسته با نول و کمال  
 عرفان بوده از جمله ایست در قزوین که از این سرشته تکیه  
 و بفری آزارش القطنی میامیده اند و حکیم نیز باین اسم شهرت  
 داشته این رباعی را محمد عوفی از و ذکر نموده شهرت تمام در  
 ای زرتوسی آنکه جامع اللذاتی محبوب فلاق بهمه او قاسی بی  
 شک تو خدانه و لیکن جدا ستار عیوب و قاصی الحجابی  
 رضی الدین نیشاپوری کبخر کجینه دانش و عقد کوهری اند  
 سلک منظوم از پیش بوده منشور جامعیت فروع و اصول را بشرط  
 قبول ارباب عقول رسانیده زکال افاده علوم و فضایل بسیار  
 تشکال و ادی طلب رسیده عوفی گفته که گاهی نظم اشعار پر  
 و رساله اخلاق رضی با و منسوب است در شرح طعاج فان بن

صد و یک ساله و اندر ماه و در شان کرده این رخسار شد  
 شکر از پیسته در آن کرده کین کفارت صحت باد صبا کرده  
 زین نقش که صبا و ارش حبلان همه کلزار است خرافه کو لطف  
 ز این غمناهی کو جو رنای ز انیان ل را با خون شدن خود  
 سوزی در کوی تیا تو سیر بهر رود آن سر کوی چه عالمی قدم آشکر  
 پشتهای ترا هم می داند و س تو بر دانی که شنب سو شکان کزرد  
 وصلت از سال زانیم یکجا افتد باز سر کتون باری از راه فاده است  
 تری که طعنه زند شکان از شکرش سب روز شد که نمی رسم آکسی خوش  
 کباغ و پیش ایدر ایام می نیم ز قدر و در خسار از غوا ان اثرش  
 مثال عمده سر مانده ام در کک بیان قبا شک در شرم پیش  
 سبای کل کیر در حسین ایام که کشت طام و کاشانه کوه  
 تا و کس بر فرق باز در سنج گرفت کلین بر دست باز همین دیوارم  
 کبا طیم ز صحر او در شت فلک جز خوشتر آمد صحر او یاریم اندام  
 بعضیهای او که غم میزود کس طرب فرمای درین فصل کل که نیست  
 بوی که در بهر شاخ خشک صد کات بسی نمایش خورشید اهنام غلام

سان بسته بر قمرت رک افروان  
 وقتت اگر شود شب هجران تو هم  
 شراب حاضر دلبر ندیم و من مخمور  
 نعل خرق بده بدفع باطم  
 در عیش و مصیبتی سباده خارا  
 علی الخصوص کشد سر و کلاه  
 رضی الدین ختاب کوه خوشایطعش از شادابی طرف دریا  
 نکیختی و سدره و طوبی از فردوس چنانش بسته خاری نمود بی  
 پدرا و نیرم و شمشیری بوده ازین نسبت او را ختاب گفته سید  
 دانتمند و صاحب طالع بوده با کمال سحر و اشراف و ثانی و امثال بنیاد  
 رسالت در مدح شاه عیانت الدین قضاید کزین در حور تخمین دارد  
 ای چو عقل دلبران آتش نامی آید و می چشم عاشقان کوهستان و  
 خاک تیره از تو دارد خمر زوش حرج  
 تلخ سازد آب ادرا تو پی سیم وز  
 حایمه با فذ خاک آنگار تو بی بود و تا  
 از تو دای تو دار و باد در ماه دای  
 و ز کرمات تو خردار و یونهار



چون در تهر افغان بر آید شادمان کرد چمن  
 پروی بر آسمان چون منت از آسمان  
 برون من رستم اندر دست گیری بزم  
 بجز کوه بخش را مایب تو بانی که بود  
 حشر شکر اگر چیزی بود و گوهر نشان  
 بجزم را جز اینی بیان  
 که بروی خاکیان از خود زانی می بینی  
 شش دریا که برست دل غیبت کرد  
 زالمسب نسبت و آروسی یافت  
 آمدان رفتی که از خون قصب نشان  
 میخیزد و توشیح این کرد در کرده آفتاب  
 نهامی آسمان از عکس شمشیر بیان  
 بزمین از زخم کمران در خاک خلدت بخواب  
 آسمان بر بای میخیزد تو افتد زمین  
 درین آقا تو به پیش کن که در شکوه

چون کبری زار الاغش بختند و چو پیا  
 تا جو آب سفکانت بزر زمین ریزند  
 کرد از تیر همچون دیده اسفتدیا  
 شام بزم افروز را حقیقتی باشی که با  
 حرج کرداری اگر حرجی بود اختر نشان  
 در نه حرج چون می آری حس از آبیان  
 از حیالت آب کردی پیش بست شهر با  
 چون کبریا کیره کوه هر چون ترف عالی تابا  
 میکند بر آنچه چون خاک کاشان افشای  
 کارگاه اطللس بر این صیر بر کار  
 کلتان خهران از خون نماید لاله زار  
 بزمین بزد چو از نور طلی کوه سنا  
 و در جز باده سبک خیزت بجا نشن سلا  
 کای جهان از جوانی لبت زیر آن کوار  
 در میان خنده اشک لعل با برود در کنار

شهر بار ختم شد بر تو چار من سحر

وز می باور نه ز تو سپهر خم المی پند

و جهان این جیت افضل من و افی لغی

بان شه بست اهل چهار باوه

ترکی زفته را در عرصه میدان خاک

از سر خضم تو باد کوی جوگان جو بیاد

و این قصیده در مدح سیف الدین باخرزی فرموده

ز شراب وصل در کش قدم

و صحت ای دل کنوری کن ار توانی

چو طبل کلات آید

اگر آتش است قدره بگریز و بر آتش

کشتان خاص نشان در دست

پی بنای کار این چو تو کم نشوی بی

بجواری شیر مردان شرفیت جاودا

ز سکی به باش کمتر که بگر انگاش

که شیر زد این تنها جواب من ترا

چو سی بطور است ار نی مگوی و بگذر

چو نداشت که گفتی بفتی هر شب

جو عصا بدست گیری با سید پایدار

که غلام سده کان را از سد خدا بکا

تو ای نفس خوشی نشوی همه پرگز

رقم هو انشوی ز صیغه امانی

چو حساب گیری از خود که با بی بی کا

بیا بیا که چشم عاونه با له افغان

تبعی عمر نیشین همه شب جو بکلن

دل و جان بکوه مانده همه سخن و کرا

دل و عقل و جان تنگ کن که از از زری

تو چگونه کوه آهن بر سر باور

جو بسورتی شود که برشته مسیحا

بحقیقت بدایہ نشوونما  
 در فرسکارم سر کشور معانی  
 کہ شین نام اورا صفت جہان نشانی  
 رخصت کمالش بطراز مکارانی  
 سوی نشا کردہ نبردی نثارہ کانی  
 ہرگز نشیب حمت بفر از شادمانی  
 خوش چہوان بدو بان اہمانی  
 شیخ رضی الدین علی اللالی غسنوئی عم زاوہ حکیم شامیت و  
 اولیہ سعید بن عبد الحلیل بہت متبذری سق سلوک در شیخ احمد سیو  
 شدہ ابو یکصد و پست و چہل شیخ کامل بخر قدر سید کونید باشار  
 شیخ نجم الدین کبری بیہمت ہند افتاد با بارش جوگی کہ اہل ہند  
 اورا از اولیای بزرگ دانند ثانیہ امانت حضرت رسالت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ ہر سائید و در قاموس آئیدہ کہ رتن بن کر بان  
 رتن رتن تبریزی کبیر ہا ہ موحده و سکون مشاہد تختانی و کسر را ہ ہ ہ ہ  
 کہ سکون نون و دال مہلہ است و بعضی گفتہ اند کہ او صحابی نیست بلکہ

بگفته که نسبت جریحه از شش صدر ال ورنند ظاهر بر روی  
 رسالت صلی الله علیه و آله وسلم بود در سرت و شش دانستند و رو  
 احادیثی که ما از اصحاب او شنیدیم و در بعضی صاحب میزان الرجال کتابی  
 در باب تکذیب آن در حال عهد زینب داده و آنرا کسوفین با باران  
 نامیده و شیخ رضی الدین بایوسف مدانی یکانگی تمام داشتند در شش  
 سه در اقی بعالم بالا حیرت برده گفته لاکه آنجا مشهور است مقداره  
 و در غزنین هم گفته نسبت که مردم نسبت با او میدهند عشق از  
 بسی خون جگر و هدت میخور چو صدف که هم گریه هدت هر چه  
 که با عشق با رست عظیم چون شتخ بکش بار که بر هدت می  
 خوردن من نه از برای طربست یا بهر فساد و ترک دین و ادبست  
 خوانم که خورم می و بر آرم نفسی می خوردن دست بود علم زین سببست  
 یعنی الدین نایاب قرین از شیخ عان روز کار بود و عالی از گوشه  
 بوده در عهد القاجان بن هلاکوفان که در شش و شصت و سیوم  
 یادشانی نخست حکومت دیار بکرا و نسبت هدت او را عین  
 بخوفه جلال الدین حسین را نصب کردند این رباعی فرمود و او در

خود پلاک حص در آئینه شامند سیب کثرت از بچوبسته  
 ولدی بخشی نه مردی نه زنیه زین کار جو اقباب روشن کشتم  
 پیش تو جود فانی چه شیرازی ای در عقیق کرده نمان لولوی عدن  
 می مشکاب سنجیه بر برگ نشین داند عاقلان چه سیداد میرود  
 ستمزلف عین تو بر باد و زین شیخ رضا کی می کیلانی صاحب  
 مات ذکر نموده که این رباعی مشهور از دسترسیده چشمت سر  
 ده بال از قره بازو وارد نظریه بایب اهل نیاز چون قید ما  
 دیده سرگردانم میگردد دور و دور تو می آرد باز وضعی زنی یاد زمان  
 قلع طنج فاک ابراهیم بن حسین از خدا و ندان دولت و جلالت بوه  
 یکی اناستادان سخنت و مع طنج بسیار نوده محمد عوفی گفته بین  
 اورا دیده ام و اور رفیع الدین محمد بن حسین سنوی سکاکی است و این بیت  
 ز مشنوی او است که صفت قلم و شمشیر نموده ای دلت کو با مردم  
 کان کو دیده است بحر پایان ای گفت کاه جود بجز هنر بجز  
 هرگز که دید کان کهنه ای ز صفا فاده در سودا در کنای عاقل  
 نام بچون در کشته مر سودا که نپید اند بخت سر تا پایت

روز همه دستها شربت است  
 هر چه خواهی بکن که دست شربت است  
 فوق نهند عایله هموار  
 جز یک حرف از تو فکرم  
 جدا گوهری که همواره  
 آنها نیست پیر سیاره  
 باشدش سال و ماه و سل و نهار  
 خانه دشمنان گرفتار  
 هست هند و شاد اونی رنگ  
 همه چیزی گرفتار الا رنگ  
 کز رنده است وقت را کند  
 عقل وجه مناسبت داند  
 پاره کردند تحقیقش  
 آلت بفتح اوست بضم فیش  
 تازی و پارسیش بی کم و کاست  
 کرکیری هزار باشد دست  
 رفیع الدین ابسری از بزرگواری و نامواری بهره تمام دست  
 و با فضلی کرانی بوده اشیر الدین او مانی و کمال اسمعیل در یک عصر  
 خمین خلیل فصاحت همان بوده اند با بیج و خم زلف عروس ظفر  
 می بکند تو کراتاب و تو است  
 ویرانی دل می طلبد روح تو است  
 ماست مرادش همگی کج رو است  
 از بیج من فزون نشود کبر است  
 خود را کنم بزرگ جو گویم شایو  
 امر و جازا رو باالی فزود  
 ز رخسار زمانه را جالی افزود  
 کاشین سروری نهالی فزود

دانه در سینه شیخ هلاک را فرستاد  
 این همه می رطل کران دوری که  
 بوی به در شرف نکلن زر بخوری کن  
 نماندش بوی به رحمت بیار هر زمان  
 سینه می زادی بگناه و پیکاه  
 بر سینه جهانی چو کلاه  
 ایام بکام طبع دین پرور است  
 انگس که جو در حلقه کبوش نیت  
 دایا واجب بود یا است  
 زان نگیرند هیچ از و بر دست  
 رحمتی خالصین بود و نبوست  
 شیرین لب تراست انگس آفتدر که  
 پر شور گشت کاسه آفاق هر که  
 از ذوق و شوق آن نکین پس  
 دلخیزد هر دم کباب ترش عشقت صد حکم و ضیغ الدن کرمانی  
 از بزرگان در یافته عنان از نفس بر نماند است از جمله جا هر که از  
 کان تقابین یافته را بعیت با جرح پیشه بانگ خبک کن فور

ای دل جفا از مستی و خموری کن  
 از باره شفا خیزد و ارستی رنج  
 پاشپور دناک از ان شد که آمان  
 من بنده اگر نبود می بر سره  
 در سینه دارش از نیم چو قبا  
 از کجای سبایه حق بر نیت  
 سپند که نمج حلقه بر دور باشد  
 او بست آن حاجی که تن گم کرد  
 هر کسی گویند مست و دیوانه  
 که امین خواشش رو است که  
 شیرین لب تراست انگس آفتدر که  
 از ذوق و شوق آن نکین پس  
 دلخیزد هر دم کباب ترش عشقت صد حکم و ضیغ الدن کرمانی  
 از بزرگان در یافته عنان از نفس بر نماند است از جمله جا هر که از  
 کان تقابین یافته را بعیت با جرح پیشه بانگ خبک کن فور

زخم زمانه ناله چون چنگد مکن در خاک زود در آب و دیابوهر خلیج از  
 بود لکن مکن ز سنبلی که عذارت بر از غوان افکند نیز از  
 درین جان ناتوان افکند بگو که تیر حجب بزرگ راست خواهی کرد  
 که ابرو و تیوحنی باز در کمان افکند رفیع الدین سیاف بسیف طبیعت  
 گوهر نگار از قلب اندیشه دمار بر آوردی بعضی او را ز فم و لسان  
 دانسته اند این غزل سخته کلی از کلین بی  
 کلنج در آمد از در مست سخته از کل شکفته بخت چهره بی  
 خنده همچو گل تشدان چشم بی باده همچو زکرمست گزشت همچو  
 سحر از پای ایستاده بی باغ دل نشست گفتم ای دل جگوش  
 دل گفت از نظر بفریش هر چه کوی هست ای نگاری که جوشن و پنج نگار  
 تمام روز کار نگار در تو از نیکی جوشن گفتم میروی و ز تو  
 صفی بار و رفیع الدین عبدالعزیز بی یکی از عزیزان عم خود گو  
 بیش ازین حال او دانسته نشد طبع امروز خواستگاری است  
 می سپاورد که روزگاری است در کنار سعادت است انگس  
 روز و در کناری است اکنون که میان سهره نشد زنگاری است



با تشکر و سپاس از شما که در این روزگار ناخوش که مراست یک شیشه  
 گل به دست دادید آن روح مجسم آن بت موشش که آن سلاح مروق  
 این چون تشکر و باین دل روزگار ناخوش که مراست یک شیشه  
 میخواب و صریحی خوشتر که اشب من و می دادیم بستاییم نارور  
 بر خیمه جان زیم بستاییم بر جام می و ناله چک و دم نایب یکدم  
 خود ز چنگم بستاییم رفیع الدین <sup>ازین</sup> و لسانی از لسان صفای  
 لسان هوسیت که درین روزگار داخل شهر نایاب و صفایان شده و رفیع  
 با آنکه از نو در آمد آن شهر معانی بوده بحال فضل و خوش بیالی از  
 داشته بزبان عرب جواهری عجب سفته آورده اند که همیشه از  
 جمال الدین عبدالرزاق است سبب شهادتش را چنین گفته اند  
 یکیشی در ایام جوانی از شراب معالی مرست بوده و پتجر عجب  
 جرس بر بنال محل یکی از پرده کیان پادشاه افاده یکی از یک  
 سیکر آن تو جواز انتان تیر ناگهان بلوده بهر لغزش پائین پا در  
 از دوده دیوانش نزدیک بد و نهر اربیت است مداح سعود ساغذ  
 بوده پا رده انان اشعار او که حکایتهای جنیال دست از نوگ قلم در



زهر پدید آمدن را زهر بیدار  
 زهری بخار است و لما خطا بیان مژده  
 دلیم سکل و جان تو شک که از تنگی  
 نغمه ز تو بگویم صبر است عهد  
 نظر روی که آرام که هر کی ایلمه رو  
 بدانکه بیستم بوسه خطت کوی  
 صبا فصاحت مرغان جو بود رسون  
 هنوز طغالی و کامنت بشیر او دست  
 دماغ ز کس محمود ز شک گشت ازین  
 کوه ایلم که بر آرام فقه بسیار  
 جز من ز صبا پس که اندر دست  
 گاه آنست که بر رسم سلطان  
 طشت و آبی بود از پرده کنش کسین  
 چشم ز کس چمن کشته سفید کس نیست  
 کل چو لاله بود در غم کوتاهی

لاله زبا سینده می نشیند ز کل باد است

لبت چو خنده کند هوشش شفقان در

جو عمر گوهری از دست رایگان در

هم به بیم جان روی طرب یکبار

می نیاید حکم نوبی و فایز یکبار

حال پیار چه داند کجا از پیوسته

بر در چشم مرا هرگز آسمان

این مقاله است که دارد هوش <sup>خطاری</sup>

زنان کتم بر این عشق صورت حال

در رشک قد تو سر روی شود جوان

عزیز شیم تو محنور زیم یا است

کاین پنج امروز کتم دی شکست

از بلبل مست ناله بر خاک است

بایل بدعای سحرش خواسته است

جدید تیغ قضا که سر هر کردین

رحمت چو باد کند کلستان در

ز جمل خوشن عروس ده که غنیمت

که تو ایلم که بر آرم غمستی با پیوسته

در جلال دو عالم همه یکبارک شده

شاد در دم ز صبا پر که بر منبت

که کج پیش حنت و دیدن کجا پیوسته

ز خطت شیفته شد ملک چشم

تهداد بر طبق دیده اشک صورت حال

اگر بیان صراحی قامتت بیند

من بر سر ایلم که عشقت پیوست

سر رشته نهد من چنان فتنه

تاری کل اندر چین ادا بسته

کل که جبه جگر کوشته با است و لیک

ای باد ده ترا حوت خود در دوزخ

تا تو نبی فکندون من با پیوسته

چو خاست کار بر ساز کند  
 پرورده خویش با سپاسی بنود  
 غنچه رشید عارض بکند  
 فیض الدین موزی از شرای آل  
 بیخ بچو قست و یا محمودهای و فتوحی  
 و شهاب طلوع هم عصر بوده با حکیم  
 موزنی در شیوه مدحت سرای و بیدار  
 سنج و بی کوی هم طرح و هم  
 شایسته بجز اندر حلت سلطان سخندان  
 سلم کز زان در گذشته در  
 واقعه سلطان بدست ترکان غزنی  
 اسیر شده و از ان قطعه که درین  
 باب گفته معلوم میشود که از جام و با خرم است  
 وی مگفت ترکی  
 در بلخ من ترا دیده ام به از طولی  
 گفتن ز جام و با خرم  
 مردکی شاعر و یک لوطی  
 مانده در بلخ مرا اسیر غزان  
 مایکی ساز سخت مخروطی  
 وای اگر من لغات ده  
 سحر آید خرد کس زان طویط  
 در عشق اگر نه اشعار از سر  
 ز رسم که سوی وصل پر پیوسته  
 زبان پیش که پای در دهنی سر نهی  
 شیطیت که خون در جرم عشق آید  
 کو آورده تیردیکه در دست خویش  
 باز آدم ای جان جهان بول  
 مر از لب حاجت و نیاز اندر پیش

و این دو که کم باد هم تنگ بیش  
 دوام کل رضایت تو پر باد  
 و این لشکر بر خستیم از ما  
 چندان بیستی ناز که تا پیش نظر  
 از عشق من و حسن تو آزارنا  
 رکن الدین قبالی شاکر دایره الدین  
 اومانی است و استاد بربانی حامی مایه رجا جرمی در صفای  
 در افتاد و بیکد کرد با جو ملیح نموده اند و این بیت از آنجمله است که  
 استاد بذر را ذکر نمود چه شد سال آخر ای مخدوم که من بر تو بیدار  
 مظلوم بعد از سال خون درین دولت کستم از بهر مراد اول محرم  
 کار من بنده خدمتت و دعا  
 و اندرین هر دو بوده ام مظلوم  
 نه تو مفلس شندی نه من غم  
 نه تو خادم شدی نه من مخدوم  
 تو همان مالکی و من مملوک  
 تو همان حاکمی و من محکوم  
 هست این بیت تطمین است  
 رحمت اند سنای مرحوم  
 برق برتنت چه خواهی کن  
 خواه احسان شمار خواه رسوم  
 رکن الدین دعوی دار قاضی محکم شریک و والی ملک و نصرت بود  
 با کمال بهج و ایشرا دمانی یکانگی تمام داشتند هم نموده اند و او  
 سعید جلال صدر معظم امیر کبیر الدین مرتضای بن شرف الدین مرتضای

در این کتاب  
 در این کتاب  
 در این کتاب

بن برادر پسر منی که باز کرده و ازین مسند علیہ ترقی زرجات یافت <sup>مخلصش</sup>  
 و محوی بوده چنانچه کفر نموده و علم بروی و دلاری نکردی مرا غم خورد و غم  
 خواند نکردی و فادارست بن بود دعوی جرمی است چنانکه کار است  
 حکم کردی یکی زبان و هزاران شکایت مرا تو شنا و زنی که غم بی تمام است  
 شکایتیم ز تو نیست راست باید گفت ولی زجنت خود شکایت مرا  
 خیالت در دو چشم من نشیند عجب بنو که جان در تن نشیند  
 دلی کا ندر زلف تو کم شد خداوندش بر وز من نشیند  
 دست من کبر که این دستها که بارها از غم بجزان تو بر سر زده ام  
 شرم باد ای خون من در گردنت بلز خود نیاز خدا یا اینست  
 چند زری خون بنیدیشی از آن کین هم خون بر من باید که نیست  
 آه من اندر سیم نبود پس چرا معدن فولاد شد سپین  
 منم که گریستم نیکوست اندر عایشه آخر انصاف از شتم نیکوست  
 هرگز گنجت و دولت بیورسی میم در دست و یاریم در برسی  
 کجوم لب لب جاعم پر از پی کمن رخ بر رخ آن بیکرستی  
 راه بر جمله نیکووان بستی سیل غنیم بر همه جهان بستی

چیزی در خون تضایل نیز تصنیفات و رسائل از زمانه در عهد

استیلاي سپاه مغول بر خراسان و اصل طبقه شهبان گشت و این

چشمیت از تبرک انقاس اوست روزی که گشت یابی

دلیل روزگار در عاقبت نگویند و کوتاه دار گشت و گشت

در ازین اشهد بدان کایزد در اجابت مظلوم در نسبت

شکست رخ خوب پروانه کداز

لنهایت مفر صیبت یوانه نواز

در راه تو را نفی نیست گشت

ای چرخ مر از عشق پزار پیچ

بایر مرا نینر کم آزار پیچ

در وقت آن خوب بد اندیش ما

ای صبر اگر نه مرده یار پیچ

رکن الدین محمد کلستانه از طبقه رفیقه نیاد ات حلیل القدر

و کرا خواش کن در چه زمان بوده تبصره شیع در نیاید همین

ختم نمود یاد باد آنکه هر شبی لرزور در بر یار حسربان بودیم

نشاط در همه وقت خوشتر از هر که در جهان بودیم استاذ ابون

ترود کی حکیم انا و شاعری توانا بود زهنی صاف و سپان دانی

خاسته بر هشت سالگی ختم کلام محمد نمود و پایه پایه ترقی بر قرار



استغداد افروز ندیم محلس نضرین احمد بن اسماعیل سامانی رسیده از بیست و  
 شهادت پدرش احمد در هجرت سالکی شخته نماز بود و بیاری احمد  
 بن لیث پادشاه خراسان شد و کمال عدل و سخاوت معروف  
 بود در ایام پادشاهی با وجود جوانی و حصول اسباب کار اافی علم  
 و تقوی بر افراشته طریقه طاعت با حق و انصاف با خلق رعایت  
 در دارالعباده که بر در قصر خویش ساخته بود سال سصد و سی و یکت  
 مرض سل درگذشت عمر عزیزش سی و هشت و زمان سلطنتش سیال  
 بود حکیم رودکی در عهد دولت او زرتشتی تمام فیه مرتبه بزرگ پیدا  
 کرد چنانکه گویند چهار صد شتر اسباب تجاروش برداشتی بس از  
 نیست غلام ترک از و باز ماند که داخل مزرکات او بود بزرگوار  
 ندیم سخنوری استادش اعتراف آورده مدح او ننوده اند پیش از  
 حکیم رودکی اگر چه از استادان سخن جمعی بوده اند مثل حکیم حطاب و حکیم  
 محمود و راقی و غیره که شغری آل لیث بوده اند ولیکن چون حکیم رادر  
 احسان از مقصیده و غزل و مثنوی و رباعی قدرتی بسم رسید  
 دیگران از رسیدن بدستگاه بیان او حاضر آمده اند به شهادت

اسعد ادرود نذیم محبس نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی رسیده است

شهادت پدرش احمد در هجرت سالکی شصت و چهار بود و بیاری احمد

بن سیت پادشاه خراسان شد و کمال عدل و سخاوت معروف

بود در ایام پادشاهی با وجود جوانی و حصول اسباب کارانی علم زهد

و تقوی بر افراشته طایفه طاعت با حق و انصاف با خلق رعایت

در دارالعباده که بر در قصر خویش ساخته بود سال صد و سی و یک سالگی

مرض سل در گذشت عمر عزیزش سی و هشت و زمان سلطنتش سی

بود حکیم رودکی در عهد دولت او زینتی تمام فیه مرتبه بزرگ پیدا

کرد چنانکه گویند چهار صد شتر اسباب تجلیش برداشتی بس از رطلت

و نسبت علامت ترک از و ما زمانه که داخل مزرکات او بود بزرگوار است

نذیم سخنوری با ستادش اعتراف آورده مدح او نموده اند پیش از

حکیم رودکی اگر چه از استادان سخن جمعی بوده اند مثل حکیم حطاب و حکیم

و محمود و راقی و غیره که شعری آل سیت بوده اند و لیکن چون حکیم را در

احسان از مقصیده و غزل و مثنوی و رباعی قدرتی بسم رسید

دیگر آن از رسیدن بدستگاه بیان او حاضر آمده اند و شهادت

عام پیر پیغمبری کو نور عقل روو کی وار نیکیو بود غزلهای من رو کی و از نیست  
 حکیم در شدی گم شدی در بیان عدد اشعار او گفته که شعر او را بر ششم  
 تیرده صد هزار نام فرون آید اگر جوانک باید بشمیری و مشنوی کمالیه  
 بود من را او منتظم آورد و شهرت تمام دارد و رو کی تا پینای مادر  
 زاد بود از این قصیده که صفت جوانی و خوبی حال هفتس در و نمود خلاص  
 این داستان همیشه و خید بیت آن قصیده که بیت شاد است اینجایک  
 رقم جلوه کر شد هر البسود و فر و رخت هر چه دندان بود بنو و دندان  
 لابد چراغ تابان بود همی چه دانی ای آفتاب غالیه موی که حال خادم تو  
 پیش ازین بچه سان بود دور لغت جوگان بازش همی نمود برو و نوبی  
 آنرا آنکه که زلفت جوگان بود بسیار که حیران بری بود در چشم  
 بروی او در و چشمش همیشه حیران بود همیشه چشم زلفگان ایام  
 همیشه گوشه زنی مردم بنجدان بود تو رو کی با ای بت می بینے  
 بدان زمانه ندیدی چرا چیان بود کنون زبانه در کشت و من که کشیم  
 قصار پیا که وقت عصا و اینا بود همی خردی و پیشانی در هم  
 بشهر هر چه یکی ترک نارستان بود با کتیر که نیکی که میل داشت بود

شب زیارت در پیش او نگهبان بود کرا بزرگی و نعمت امیران بود  
 مرا بزرگی و نعمت ز آل سامانی بود بداد چهره اسان بل هزار درم  
 وزیر خسروئی یکجدمر ماکان بود آورده اند که رودک دهمی بزرگتر  
 تو که حکیم ترا جاناست و ازین نسبت کلمه رودکی نموده گفته اند که بریط  
 و رود را خوب تو ختی و باین سبب رود را رودکی نامیدند و این شبهه را  
 از ابو العینک نخبیالیج فرارگفت و درین قطعه صفت شراب و طبع  
 این صفت نموده که رودکی رود بر گرفت و خواست تو حی انداز  
 گو سر و دانه خست آن عقیقی میی که هر که بدید از عقیقی که خست  
 شناخت هر دو یک گوهرند لیکن طبع این نفیسه آن در آن خست  
 و دود دست بگیرد جاشیده تبارک اندر خست این صفت  
 زبده می آرد که چون امیر بصره را مملکت خراسان مسلم شد نسیم باوشمال  
 هرات و اعتدال هوای اولایم طبع امیر افتاد هوای رفتن بخارا  
 که پایی بخت او بود از خاطرش برآه از کان درش و نیت رود  
 سنه ۱۰۰۰ امیر لار و خنجرش بر غایت بخارا کمر نین نماید حکیم این اپا  
 بقانون نظم در آورده بود رود و بنواخت و شوق بر رفتن بخارا

چرخ بر طبع امیر غالب شد که موزه بیوشینده میوار شد و غایت  
 بخدا نمود و آن انبیا است  
 بوی جوی مولیان آید همه  
 یلویار محکم بان آید همه  
 ای بخارا مشاوشن و شاد و خوش  
 تیر سوت شادمان آید همه  
 آب آمو با در شستنیهای او  
 خنک و ملطمان میان آید همه  
 میرما هست و بخارا آسمان  
 ماه سوی آسمان آید همه  
 چون کار و نام زلف او مانده  
 در هر یک جانم آرزو مانده  
 امید کریم بود موسس افسون  
 کان هم شب وصل در کلو مانده  
 انگس که ترا دیده و ترا دیده  
 دانند که تو باد همیشه بر آید  
 و آنان که گرفتار شدند از  
 از بند همیشه تو یابند در بای  
 ای نیکام سجا گرفت و در  
 مشتری خوار ز دیدار تو و ماه خجل  
 کین تو در جان چون مرگ بود زور  
 هر تو از دل چون پنج بود در کسل  
 شوان کردن در ما دیده کشتی ز  
 گرفته زار گرفت و تو در بایه طل  
 کار با تو جهاندار ای در دست  
 ششاد و بشین و جانرا یکماند از بل  
 دل و جان تو خد اراقبل تنادی  
 روان دیده افلاکیان شود  
 این بیرونه تنادی و غم از دل

و مان تیرت اگر قبضه کارها پسند

زبان بر او را و زخم را در مان پسند

رستم درستان تو می اندر بر

نه که رستم نیست در جنگ تو م

مگر خودش بر بست و شش گشت زنا

هر که جان خیر نه کارست خورد

کالتدبیره با حور سپهر

صد سال است پشت از روی او

غرنده کشید و پیشینه از

دیگان سینه مسانه و با

ن و آن ماه روی حوز ترا د

شور بخت آنکه وی بخورد و نداد

ماده شش آس هر چه با د

زمانه را چونکو سنبری همه پیدا

س که که روز تو آرزو است

بجای خفته تیغ نوازه نداشت

جانم طای تو می اندر ستم

نه که جانم نیست با حور تو را

هر جا حور او مانده دارد و سپهر

مردم از می نه همانا که م

جان کوی می به پوز ساز و د

ندان می که کرتر شکی ازندی مکه

آهو بر پشت که کوز و ج غم از

شاد روی با سیاه چشمان

من و آن حیدر می عالی به بوی

نیک بخت آنکسی داد و کوز

باد و ابرست اینچنان فوسن

زمانه بندی آرا ده وارد و مرا

روز نیک کس از کفست غم

روی مخراب بنام دین حیرت

از دولت آموختن حقیقت

نهی بزود و به جمال شریف آرایا

قسم بر آن لاله خرم که از سخن

شعاع باد و نیکوین با و فان خرم

نظر مکتوبه بزرگم که بر دست

تاک که نیست که اهل عالم

چون تو طبع از جهان کبریا

هر و مایه که در در سر کله است

صبر از آن خواهی می باقی او

بسر ای سپنج هم

زیر خاک اندر دشت باختر

بکسان بودنت چه شود کند

زندگانی چه گونه و چه در

هم بجز بگرده نشسته باید بود

خواهی اندک در هزار جهان

در چاه استن طراز

چو پذیرد نه پذیرد باز

تکسینه سبیل رفت و مشک سارا

بهار طرح نهادت شک خارا

اگر ز پیشه چه بیند می و داز

ز خاک کین بزرگس جای کپاره

درستی و نیستی همیشه

دانی که همه جهان کریند

اقت دست اندر درید با چون

خواه ای جان اهرم می تاروی می نیم خراب

تل نهادن کسی نه رو است

که چه از کین نوشتن خراب

که کور اندرون شدن پند است

که با شیره بر تو بناید باز

چون برین را اگر چه هست در راز

خولای از ری کپرتا پسر هزار ۲ شای که پروند زرم از دست  
 رزمین نمود او به شیر بیان تا کشته او از آن سخن مانده  
 تا کشته او از آن کند درین حکیم ابو بکر بن محمد علی الرو جالو و لاوتش  
 در غزنین و نشو و نمای او در نجارا بوده است صدق سخن بوده و را بجز  
 حکمت از ری بیان کلاشس میدبیده شاگرد رشید استاد محمد رشید است  
 و گفته اند سیف الدین منفردی هم آرشاگردان این است و بعضی  
 سیف را موضوع دانسته اند و حکیم روحانی در صوح بهرام شاه اشعرا  
 کرانایه دارد چیت آنرا می که چون منقار از او میشود و چشم و گوش  
 اهل معنی درج گوهر میشود آب را ماند بگاه حسن و رضن ولی تهرمان  
 بلبش چون آتش بر میشود خشک میکرد عطار و ادهان از آن  
 بدن زاین او بحد پادشاهی شود ۲ هست نشان از هوای و بود  
 کشت عطار از کند لطف تو باد آسمانی به آن سیاه کبودین شدی کز  
 افتاد جسم آن ز کار کون در شقایق ما را روی جو خور ز سپهر را عمارت  
 بچو نیلوسر در آب دیده کردن آستان ای نوز شاگوشش تو خندان تهرمان  
 طریقت با قوت چه کوششی بر در چون نقش تو در آید بر روی تو خندان

عاشق جانان



چه سیال تو بگرید بصورت ای و هم پر محسوس تو چون سهر خور را  
 شمسای بکل ناکده و سیم و سیر استاد ابر الموید رونق بخاری  
 سار رونق طرازان بزم سخن گذاری بوده محمد عوفی آورده که از  
 کمال شعری نغمای زمان خویش است و در قوت شاعری  
 یا ابوالمنزل و استاد معنوی و جباری و عمار و قمرین بوده  
 آخر در آل مسلمان و اول عصر سلطان محمود غزنوی را در آن  
 جایست تیغ شاه که دید چسبید <sup>بشکفت</sup> جان کز بود تن جانی همه خراب  
 زان بجای کوه در جرم او پدید <sup>بشکفت</sup> جانمای شنانش جو زده در آفتاب  
 نیندی کشای آفتاب <sup>بشکفت</sup> جو با آفتابش کنی مستتر  
 حیان آرزو کوی که هست <sup>بشکفت</sup> عقیق سیم و سپیل به  
 عبد الله روز به النکتی الا وهو وی محمد عوفی گفته که نکستی نر  
 لطیفش از سر صد عدد و فرو نشت نوح سلطان محمود بن ابراهیم بسا  
 نموده ان است که ز ما هم مدوح اوست که ملک عادل سپید  
 ملک که فضل از ملکانش بیشتر و بیشتر است شیخ روز بهان البغلی  
 شیخ عیاشی شطاح خراب شیر از ما آورده که سید جلینا و حسن شطاح و کادر

ابو محمد روزبهان بن ابی نصیر البعلی معتدای ارباب طریقت و بدایت  
 حقیقت بود در فنون علوم نظیر نداشت و تصانیف او اجماع مشهور است  
 و تیب سیی پاره باشد از اجماع تفسیر عرین و شرح شطیحات و کتاب  
 فی کشف الابرار است ما دیگر سالهای فارسی و عربی که برهنه روزگار از  
 مسطور است و با شیخ شهاب الدین سهروردی در اسکندریه اوقات صرف  
 صرف نمود و از شیخ کرام شیخ علی لالی غسبر نوی و شیخ بیباک الدین سعد  
 یزدی و شیخ مبارک و شیخ ابوالقاسم جاوی با او صحبت داشتند و او فرقی  
 از شیخ سراج الدین خلیفه دارد و در مکة محبت زنی معینه مبتلا شد  
 چون آن نزن از بیجا آگاه گردید شرف تو به دریافت بصحبت شیخ درآمد  
 این از چندگاه شیخ صاحب عرفان از قید تعلق او آزاد شد و مقدمات  
 صفا و تجربه را دیگر باره بر زین سلوک آلا پسته سخت و در سال  
 شش هجری وصال معشوق حقیقی روح مقدسش را بتصرف در آورده  
 سال بعد نقیض بنیاد اندر رسیده بود و روزی حال شیخ روزبهان  
 در زمان سلطنت اتابک سعد بن زنگی و اتابک مظفر الدین ابوبکر  
 سعد بن زنگی بود ابوبکر سعد از اکتای قآن لقب قلع کهنه

و سال شستصد و پنجاه و هشت از سر پر دولت تو گذشتم قشع  
 زور زبان هر شیرازست و او را در غزل بهر لای اشعار حقیقت هر  
 درون حیدری ازان اتفاق افتاد یارب جلتم که هیچ کردارم نیست  
 و زجر مکنه زبان کنتم نیست  
 اما چه تا غم که صبر ندارم نیست  
 جواز عهد سرتا سر بسوزم  
 دماغ چرخ بر سودا بسوزم  
 جوفماهی بسازم یا بسوزم  
 دروین توئی و گرنه بر دوخته  
 سر در پیش تو چون سپید بر سوخته  
 بیاد دوست عزیزان توان ساخت  
 هر خیر که غیر اوست باید انداخت  
 دل بزرگم ز دوست تا جازم  
 کایچه و بصد هر از در مان نداهم  
 وصالی بودی حرکت شبی روشن  
 جان منزلت و زنه روز و رجب  
 عاشق دل و جان بغیر باید برداخت  
 غیرت بغیر دوست هر چه هست  
 من دامن تو ز دوست آسان  
 از دوست بیاد کار و روی دارم  
 بشی کان یار از دل بیاید  
 وصالی بودی حرکت شبی روشن

تو کوی عالم آزاد مرستیته بود روحی شازستانی از شهر مارین  
 بوده دوران جام فصاحتش در زمان دولت طغیان خان بود  
 این پادشاه را لب خیال می بوسیده و بچسب اندیشه سجده می نمود  
 اثری که با ناله ها بر غصه روزگار بقیت این اسب است شکر انیر است

سه بود او را آیار باده ادکاه  
 مرا جو کفایت کلفت ای چهره نندون  
 بروی من نگر و موی من بدین سر  
 ز نور اختر مسعود به ورشتم  
 بسجی همت او ختم کی می بس  
 سینه امی بغض نری مشکین بوی  
 یه الطفر طغان که از عدش  
 سپاه دولت فرسیا رکن الدین  
 ایاد ابرک شنائی که آسمان زمین  
 چه صود اسس آبا که پیش هر دم  
 ز روی انور و دست کرم بیای سخن

زهی طالب آلا الا الله  
 ز دشت هر که ترا خورشید است  
 کروی صبح سپید به شام  
 که کار وصل قوی گشت عالی با خبر تها  
 که آفتاب می در میان ننداد کلاه  
 پیش فردیو ان مدح شاه نیشا  
 بصد هر اسود که با نخبه سیکه  
 که مار و موز زمین را از گرفت نیات  
 برستان قدرت می نندم گاه  
 ز روی عفو تو خون میگیرد ز شعوم کما  
 تو آفتاب سخای و ششم من جو که

شیخ روحی از طایفه شیخ صوفیه بوده این رباعی قطعه از رباع مسکون عالم  
 خیال اوست در راه قاعدت از سخن آینه در هر قدمی نه آری  
 از هر چه نه بر مراد تو خواهد بود کر بخیه شوی بزرگ ریخی داری  
 شیخ دوامی ظریف و شیرین بیان و خبش طبع نکته دان بوده در زبانها  
 اکنون مردم شهرت داشته و آن لقب او را از گفتن این شعر بر کرده <sup>قاده</sup>  
 گفته ای همت تو سپهر و انجم احسان تو مایه تقسم سه خیر می کنیم  
 حکم سه یکی و کبابی و کون مردم حکیم ریگانی خیالی از ریگان ر  
 تازه تر داشته شمالی حالش را جز بقدر سپه نیست شلیخ <sup>ریگانی</sup>  
 چند کار گمان طبعش بسیر بنجه متبع در روده شده ایست باز  
 هر چه چشم ای حجبسته ابرم و ارید بار با بر ریاض بهشت آری  
 پیکری ای ابرو بخند ای برق ای شدر بنال تا مکر و الحیم <sup>بسی</sup>  
 باز کرده نو بهار ما مکر سپه کند گلشن درفش کاویان تا مکر <sup>میشود</sup>  
 کام تحقیق لال زار لطیف الدین زکی کا شغری <sup>توجه</sup> صابری <sup>ب</sup>  
 لایه آورده که مکر او کا شغراست ولیکن اصل او از مراغه <sup>برین</sup>  
 و این شهرت دارد حسب تریف و اندیشه لطیف داشته بیان او <sup>کافی</sup>

ابوالفتح بحال دوستی بوده و لوای بدعت سلطنت سبقتی بود

این ایسات بنجوا سز که از بنجوق طبعش یافت تا کرد ماه <sup>صفت</sup>

از خرد نشان شپت کوی که کرد غایب بر از خوان شپت

یا بر که این چشمه خور سایه او قوله ، یاد در میان شعله آتش و خان

شد مقبرین برین بگوش مگر بر سال حسن توقع فرج شده صاحب قرآن شپت

سز و مغزوی در دین آنکه ملک دین زود در پناه این و ضامن این شپت

شاه کیان بنام ملک سبخت آنکه او بر حق بچار بکش ملکات کیان شپت

آندرون پرده عروس جهان تمام اکنون که نام شاهی او بر جهان شپت

در یک قیاس که در جیشد را بین در صف بار که چو کمر بر سر شپت

چهره شست کفایت که دید زمانه شد زنده باز عالم نو نشسته و آن

شاهان ما همین مدح تو آواز زکی بر این زمانه که شاه و خان شپت

باویدمان که هم کبواهی عدل تو بر لوح عمر تو رسم جاودان شپت

راغی چشم تو هر روز غایب شده دارد در هر شب که کشته چون صد بار

تو نام کشته کمان خود خود در تمام کشته کمان خود خود در

شرف الدین عبد الله زکی بن ابی تراب هم بر امین کی <sup>عبد الله</sup>

اینها فضایل و کمالات همچو قطب فلکی ثبات تمام داشت چنانچه صاحب  
 ناصح الدین بیضاوی که از جمله شاگردان اوست نقل نموده که یکروز  
 از فوت خود گفت که فتوای اندام صحر خواهند آورد در وقتی که مرا غل  
 و زانیه در وقت قلم حاضر داشته باشید که من بلاذن حق تالی حیات  
 نپیدا خواهم کرد و جواب عوام نوشت و این صورت بر شالی که فرموده  
 بود نوشت آمد و او زنده شده جواب آن بنوشت و بار دوم  
 جان بخا هر سه حیات تسلیم نمود و از نجیب او را ذوالموتین خوانده اند  
 و ابوالنعمان طبر الدین عبد الرحمن بن غسینی و قطب الدین علامه از  
 شاگردان اوست و در زمان مظفر الدین انابک سعید بن زکی بود  
 پسر رسل ششصد و هفتاد و نه بدرجات علیین بهشت در پیوست  
 این واقعه در زمان سلطنت انابک ابش فاتون بنت سعید بن زکی  
 بن سعید بن زکی بوقوع آمد که بعد از سلجوق شاهر بن سلجوق بن ابوبکر  
 حکم بلاکو خان پادشاه فارس شد و او را مغر عمر بن ملامتین  
 بنحوست و در سن ششصد و هشتاد و نه در زمان دولت ابالبطلان  
 کاشان از سلجوقیان گفتند با و حیرتی شد و این رباعی از ترک

انفاس عبد اللہ زکی است رباعی در عالم پیوفاد ویدلم کسی

پجارت از خویش ندیدیم کسی زہر بے روزگار خورد کسی

از دست دل خیش نہ است کسی و بعضی را کمان است کہ این غول

مولوی قومی از اشعار ستودہ شعارست و ہموارہ دیوان مولوی

نوشتہ اند بر فرم کہ تا بوت من روان باشد کمان ہر کہ مراد

درین جہان باشد مرا یکور گداز و کو دیرنغ دیرنغ کہ ہر پڑا ہر

عاشقان باشد فوشدن چو بہ پی بر آمدن نگر غیب س فرما

چرا زبان باشد کہ ہم دانہ فرورفت دزرین کہ رست جہان

است از سہلین کمان باشد شیخ زکی از خلفای کبار شیخ نجم الدین

دین روزی در وقت سماع بر کردن محمد الدین بغدادی کہیم غلبہ

مخال بود سوار شد و روی اورا کہ زید خاں کجہ اثر او باقی ماندہ بود و

محمد الدین بدین نوارش او تازش نمودی و این دو بیت از

زہر بے روزگار خورد کسی و بعضی را کمان است کہ این غول

اور ہیتہ پست من شکستہ جو فانش نشستہ بر آتش زہر بے روزگار

نقش خشک و برخ ز خون جگر غرق بحر تفکر و قطرہ در دل دریا



از تخیل و نقطه بصر و فخر دین صاعد جنوشتانی و کلید دار سلطان  
 شجر خوار شاه بود بقول محمد عوفی چون مملکت ما و راه النهر یثیع پر  
 سلطان مسخر کردید زین الدین جنوشتانی بسبب سنگداری بسیاری از ایالت  
 تخت بازگشتن با ارمگاه خویش رفت و در نیمه راه بسیر حجاب جنوشتانی  
 شناخت این دو در باغی ازان جنوشتانی خاموشست این عشق  
 که اشک خمخورد رخ زرد کند کرم بگرفت تا دم رسد کند زین پیش  
 ز دره خود شکایت نکند ز رسم که در درون دلت درد کند آه  
 که مقیم است تا تو زیند کی مرده شوند چون بجان تو زیند از ایچات  
 ایچان نوان ریت که آنش عشق دوستا تو زیند نیتی  
 شعر زینت مجلس علماء و شعرا بود و صاحب بهیچی آورده که چون  
 سلطان محمود بر تخت سلطنت نشست شعرا و قاصد غزالی  
 حلیم عنصری پنجاه هزار دیار صلحیت و زینتی پنجاه هزار درم و در  
 شعر مثل فرخی و عسجدی پست هزار درم و زینتی پنجاه هزار درم  
 مجلس سلطان ابراهیم بن مسعود رسید این بیت او راست که  
 گوشش و کردن نوع و زبان رقم کردید ای خداوند این قبای سیاه

مطر باز آن جوان و با دوه جوانه تابدان لعل می فسرو شویم کامر باز

علم از ساقیان سبیلی کنم یازمخوفتای زلف سیاه

بدل تیره دستها گیریم از گل پسنیل شکفته یکا

بدل بوشس بزره پوشم بر دل دوستان حقا و کافر

علم گریز ز دستش ما جو ملک مان فقیر ز زرم شاهنشاه

حسن و حسن روان ملک محمود ملت و ملک را آتش پناه

ایا شهر یاری که کرد بهت در همی چشم دین را کند تو تیاپی

بود داد تو هر جا را همیشه چون اندام آرزوه را موم یابی

بچون عدو کرد فتنه نشانی تیغ هدی زنگ بدعت نیامی

بگر شرط دارم که در هر سوار شتی را بیدی و شهر کشته

زین الدین سجری استیانی امام اهل ملت بوده و مقتدای ارباب

عرفت در پیش از کوه صنایع لبر زرت و مولدش بجان چو عوی

تت ملت به است که حک نام را بود چون زمان چایش

نامش نشد ارتکاب آن نمود و نام دی که درین حصیره ذکر کرده

مانا صر الدین تسکین است این صر الدین طاهر منیره نظام الملک

بغیر اینها باشد بهر حال چند بیت از قضیده که در هر مصرع او روی و چشمی

لایم ننوده بر روی صفحه نگاشته شد پاپیگرت روی فلک کما

چشم بکت روی بین گشاده برو صد هزار چشم من روی بر زمین دو چشم

بلاسمان پیچاده رنگ رویم با قوت بارشیم مارا بروی آن شده

امید و ایشیم که ز روی اوست فتنه این روزگار چشم بت روی من

کوچره ز زرد چشم اوست بر روی شش تکده فتنه بارشیم که چشم را

مشغول است در روی آفتاب نیکه در بارشیم بر

زور آکب از مک چشم انسان شیت نام مردم آبروی از روز چشم

چشم ز روی غم چو شفق داشت تمام بی روی جو صبح منی چشم

چشم گم کرده باریت ای آفتاب روی محتاج گشت رویم از آن پرچام

ای رخ تو قلب آفتاب شکسته و طره تو قدر مشکای شکسته

در وی تو همور کرده بار که جان زلف تو نیست بر آینه شکسته

غم چو سوز و درویشتر زک جان نوک وی اسرار

صغیرت عالم اطلسم عیده عشق بر در صدر فلک خج شکسته

گشته بمنی تمام فانی و ملکوی و اندر طلبش مدار چند بیت کوی

دینا چو کاست ای پسر ز لب جوک چشم زنگ بینی و نه نویسم

رف السین سالان اگر چه شعری نکتفیه و لیکن روزی دو بیت <sup>خطله</sup>

باو غیبی بکوشش اورا سید و مناسبست موزونیت طبیعی قیامتش

جای پرده که مضمون او را در لوح خاطر خود نقش بست و رطلب منتری گوید

میثوه پدیری که رانی بود یکذاشت و قطع طریق را طریقه خویش نمود

بمانکه بعضی از ولایات را بحرف آورد و اولادش پا در نهان بماند

عجم کشد که ایشا ز آل سماان خوانند و آن دو بیت <sup>بیت</sup>

منتری خود بکام شیر درست دو حذر کن ز شیر کام مجرب

بلبر بکسب و نعت و کام یا چو مردانست حرک و یار کوا

استاد و سپهری ستاره بود که از سپهر بغایت درخشیده با او ابوت

بچو ابوالفضل نجاری معارف بوده و زمان رودکی را نیز دریافته اند

احمد میرزا آن سیان است و محمد عوفی این دو بیت را از او آورده

رد بر رشت زمین و بر کاش بر شاخه حلقه اندر حلقه

جون زینین بایر بوستان افروز تابان در میان بوستان کهنه

نون آلبه در هیجاستان شهر یار سید الدین علی بن عمر الغنیزی از

خیزران و یار خنوریت داود حشر و ملک بن خنرو شاه بن بهرام شاه

غنی نوبت چون خنرو شاه در سینه پانصد و پنجاه و پنج در لاهور در گذشت

نور ملک پسر او پاوشاه شد و بکمال علم و حیا آراسته بود از بس که

عزب دوست و مشرت پیشه بودی خللی عظیم در ملک او راه آیت جو

سلطان معزالدین محمد سام غزنین را تختگاه خود ساخت لشکر بلاهور

گشاید خنرو ملک امان طلبید و معزالدین قاضی او را پسر سام فرو کرد

و غزنین در شلمه شربت قاضی جانید در سال پانصد و هشتاد و سه

در ملک پادشاهان آل محمود بدولت او نیت و نابود شد

دلای کدر عم عشق تو در سب و وفا باشد پسندی از وفا همه بیکسری

صبا باشد سبب ناز از تو بفروشی بجایی بود که کسی تو کی دید که بوسه آید

انسان بها باشد ز لطف چشم میدارم که گوش مردم از لطف تو

چو گوش آسمان از گوش سلطان بر بود باشد ملک خنرو گشاید

جاگرت او را چنان منصور تناسی را چنین جاگرت سها باشد

چو پیاپی آب آید در آن آتش دلم پر تاب کردی رخسار محراب

روم بود تا که مرا محروم از آن محراب کردی ز خون دشمنان تنه



ت او همیشه در چشم منت

عکس قره چشمیت بزرگ دل رخسارش

بزمی سه مار حکمی چون نظر کردم

کان بر حرم کبودین ملک سلیمانیت

بسیار یک بون خرم شد ز اعتقادها

خبریت هم که نه آکت ز سلیمانیت

در بیان عالم مغرول جلد سپکاژ

پیش و فتراته همه پرش است

بجویم که همه خفته اند از بس گل

درست نشد که ز غما قام قلتهانیت

نه کافریم بکمید نه زنیده م

ز غما دیده نصرانی نه مسلمانی

بجانه زناک لکیدی جو فصل بها

ولی سپردی نهنده ترستانیت

پار از این مجلس و در کن

پار ساغول بیایانی بود

پار سا ایامی و مجلس چکار

جای بوم شوم و بر ایرانی بود

حیدر الدین اعمی حال او خوب معلوم نیست این آیات

در شرح جمال الدین ناحی گفته

آنکه جایش سیر در رخ هر جای

عمر و عاقل فرزانه جمال الاسلام

شوق از سهم تو عالی فلک سفله جان

کز خالی فند از سر تو در چشم فلک

بدر سکا لاف خوردند از قدح پیارا

نیکو آن است طاعت زندان

بدر سکا لاف خوردند از قدح پیارا

بشراف القضاة حکیم سید الدین

بدر سکا لاف خوردند از قدح پیارا

بدر سکا لاف خوردند از قدح پیارا

اشعار که بار از محیط طبع هدایت آمین بر کنار افکنده ای تازه

شمالیست تو نو بهار شرم بار و نون از فضایل تو روزگار شرح

و لغزب تو زین خوس ملک تو قیام دین سپاه تو زلف عذار

بلند فر دولت مرآه شمی خرم اعلام کرد ووش که ای شمشیر

وصف جهان خضوع نهر مقتدای طلق مدح نظام ملت و دین افتخار شرح

عبد الملک که زبانی از سینه طبع آن کار ساز ملت بر این شرح

قاضی قضای شرق و مغرب کیست در صد هزار کوزه را خیار شرح

میان قاضی سدید الدین و حکیم انوری کار بهزل و جو کشید بنوم

این قطعه گفت سراج الدین مہناج الجرم صاحب طبقات بریت

که با هم سلطان ناصر الدین علمی تصنیف نموده چون سلطان ناصر الدین

محمود بن سلطان شمس الدین المیتش علمی غوری در قصر فروزه دکنی

بر سر سلطنت هندستان نشینت سراج الدین مہناج صغیر در

مہنت است تبت پادشاه فرمود که زاید و مطلعش نیست

آنست که عالم بزم و رستم گوشت ناصر دین از دین محمود

آنست و سلطان ز البید و شین و خالفت العجا این که عظم



در بود لیتن نامی همیشه کند در قید شهادت افکند در سال ششصد و پنجاه و  
 شش صد تک سلاطین خلیج که فرمان فرمای و بلن بودند باو مشتی شدند  
 بحسب عفات العاشقین تراج الدین رالا هوری نوشته و گفته که  
 طیار از سمرقند است و این رباعی نیز بقوی از جراح بیان آن کرا  
 تراج کمال است دل رابخ خوب تو سیل افتاده است جان  
 بر امید لب ببتاده است چشم لب زید خاکدست حواهر بود کرا  
 وفا که قراران داده است معین الدین سراج و میدان صبح و لاج  
 در نیت پر بوده و سال سر سبز کالاتش از آن جو پار خورده محمد  
 از نور صبح بن جباغ معرفت افزون است کتایت عمار حسن  
 در و سکل خوبی بسیار می آید در دو چشم خیال عارض او و غم  
 تو بسیار می آید ای عهد تو شکسته و پیمان ما درت در مهر دلی ز  
 عشقت و دایع بلا درت عهد تو در فرودن <sup>در</sup> خلیل نبود عهد ترا  
 شکسته تر توان گفت یاد درت <sup>در</sup> دهن ز اشک <sup>در</sup> غم <sup>در</sup> غم <sup>در</sup> غم  
 چون در غم تو شکسته پیمان ما درت <sup>در</sup> دعای که حاکم عشقت حکم <sup>در</sup> حکم  
 لکن حکم عشق یکدست از صد کوا درت <sup>در</sup> پیدولت و صامتو ماندیم زانکه <sup>در</sup> هستی

در وعده وصال حدیث تو ما درست جمال الدین محمد بن علی سمرقانی

و مسلمان فضایل از شعله فاطمش بر تو پذیرگشته ز عم محمد عوفی

تقرب ابواللوک سراج الدوله کو هر قدوش کرانایه شده و بیج

خسرو بن خسرو شاه بی بهر شاه منو که سید الدین علی بن عمر غزنوی

بیز سراج آویخت و جنبیت از بیج هر دو محمد و رقم باقیه بند

چون است روی خورشید بی لوله از حجاب شب بر روی زده در شب زطلت

نقاب شب سیم غماق شب هوا قیاد در غروب ناکه طالع کرد چو پر آب

شب رخسار بر روز معرکه از کرد غیر کون تعیش بدان صفت نه

شهاب شب شاه عرش صبح فتوح تو میکند در آمدن برای سخن

شهاب شب دوش کردن در صف بحر معلق مینود غاه فیروز

غزاند و ز ورق مینود از هلال <sup>عیکار</sup> خرخ و انجم راست چون

نگار و سیا از سراج الدین و الملق مینود سید سراج الدین السجری فکری و لاله

سجری بی در گشته کجیست شمارش از جواهر صلیب و بیج

قمری لب ریز است و او مداح سلطان مغیث الدین محمود بن محمد بن

ملک شاه بود که برادرزاده و پسر دختر لاه و سلطان بخرست

در وقت سال عمر داشت چهارده سال با پویشا همی کرد و در سال پنجم  
 پنجاهت و پنج در همدان بعالم ارواح جولان نمود و در وی سلطان  
 محمود این بطلح فرمود ای حسن ترا شرط آب و می رفت ترا  
 خوشگ تابی سراچ الدین بدبیره انیقصدیه را و در آن با پویشا  
 زاده سیرت با نام رسا نید و چند بیت آن است ای ای  
 کف ابرو چون یک بلک رنگ سالی در آن فریب سهر بلنگ  
 باز اهل بر بتمز خاکت در آورد کرد در هوای آرزو ببری تو چون کلنگ  
 آنلا رینا بر طرب بانک چک و نامی با قامت جو چیک بر خواهی ز نامی  
 من چیک تو جام می بخنک س خک زلف پیش خنک اصل بر چنک کرده  
 آن خنک و خنک اهل ما یکن دمی از خنک زلف کسب و وز می در آن  
 رخسار صورت ز جوی جو مر ترا آئینه دست س سر گرفته رنگ و رخسار  
 در بریح قوام الدین ابوالقاسم حسن در کزنی تصدیقه لازم موی  
 یوی اگشته چند بیت آن رقم خوشرفت و قوام الدین

محمود وزارت با استقلال عراق را داشت پس از ولایت سلطان  
 محمود چون سلطان سخر نصیر الدین را از منتهی رفیع وزارت غل

فرمود قوم الدین را نصب نمود و سلطان طغرل بن محمد اورا بکر  
 پستی که در مدین در مدح او گفته اینهاست تا پدید آید چون  
 کلنار یار همچو موی کشتم اندر عشق آن زیبا نگار موراکه گوید سخن بسیار  
 هم چون دوست وی کرد در روان بس آن منم در عشق یار مور  
 کشن بود در دل ز بجران کوه غم موی دیدی کش بود این زخون در آن  
 یای شک آلود گفتی سویش کزیناد تا بر آمد موی کردان دو این ابدار کرج  
 از کیوی زدت کمتر هم هستم عزیز همچو آن مور سلیب و صدر کار  
 آصف ثانی نظام الملک کز وی شد جو موی پیکر اعدا صنیعیان شد  
 مور و صاحب عظیم قوام الدین که مور در کش هست در زخون  
 چون موی جانان برد بار آما صاحب عفات آورد که هر چه الدین  
 مداح پادشاهان مکران بوده و این چند بیت قضیه است که در مدح  
 حضرت الدین ابو اسحاق شاه ابو الخطاب فرموده و او را در حدیث گفته  
 می کند آنکه بر لب تاب بینی بردون فرود بر لب  
 داو هم بار ابو الخطاب خشم و آنکه است حافظ و نام هر کار که صدای  
 در پیش در با می تر پت زان سبیل پر تاب فیه ما فیه ای تقریر است

شکرین غاب بخت در گلستان خوش از لاله سبیل بر رسید چون

بیار سن او از آب چشم آب بخت پای تکین سراجی را بد بخت روی

قبول بارگاه شاه ابو الخطاب بخت و دیوان او نزدیک به بخت

در روح خطر الدین منشی قصیده گفته و این سه بیت از انجا است

بھی حسن و زلف آینه وی زلف و ارثه سوتا سپنے

نان کرکست پر خارت در دیده که حس نماند خواہی

روی تو گلے بی یمن دیزان ز پی گلنت کلا پی

خطاب درو کل رخت حیت ابر سیبی بر آقا پی

دارم با دزدک عشقت در برون جان من پی

می نشینند که دارم آخر بر در که شنه ز فضل آینه

جشنه زمانه بسیر الدین در یافت آسمان خا پی

محمود شهنشہ ابن سلطان محمود سبکدین تارا پی

از غمت و غمیل ما پی

حقیقت آنکہ در زمان کی پی

ولیکن از نظر کلا مشر مستوان دشت کی پی

و اش سنجیده بود ای باقی موافق ملک نوسم رکاب وی باقی  
 و باقی تو همسان بریم قلعه ایل بد کمال تو سهم تو کرده  
 از چشم دیدبان ملک را عهد شبان عدل برار و ز شایطان بریم  
 بدر سیم خارم را شیر عزم از منیب آبلون تنوعت هم کرده  
 جان ز جسم کالت پچوموم از نکیس اگر نفور شود غر خجست تو  
 بیوز شریف آتش خاور چین چگونه سز خطا عهت تو بر کرم  
 بد دولت تو بمر تلخ من شده شیرین چرا کتم نسیب است تو کوه پیا  
 ز باغ تو کشته دست من کلچین سراج اسفرا می از فضلا و بهر  
 محبت بر تو زده قطعه را از او آورده که در همچو شس ماری گفته  
 زین خضاب هموز تا که موس کونه کون نشود ریش بزرگ سز  
 که تا شبر آن سیاه ای از و برن نشود سراج الدین یزد که از  
 سبب کان نشا حقیقت و معرفت بوده و صاحب عرفات  
 بدت را از او آورده ز بهر کجا سیم این شکایتی که همه  
 بر روزگار از کتم نیاید راست چه سببیا بهنر برده  
 شعر گزان بهر همه انون نیتچه ریح و غناست سکه اند تین لاله که

بیمارش از زرافصاحت باطراوت است بوده این ایات مشنوی بدست

میر بصورت رقم در کشیده شمایل و کمالانش چون بوشید و در

باطن آن نحو شید که جای صغیر اهل منر قاصد شیر کام زود

کس چو کنگ پر سخن نشیند رو سیا و بنین عزیز زینیر

بیت سکت میکند اول الالباب موج اللیل فی انوار خطاب

سر زلفان خلق جهان شید بید اول و پیه بر از آن

نیک ماند که بسله شمت هر چه دیری بر آری از دست

تن غرادر درت سود است وین دو علت تر از آب و هوا

بهرین ملک ملک از نوریت می از ملک است شفا و نصیبت

زبان کشته جو تیغ حسم فاش کشت از نور از اهل قلم

سر مردم زبان سر به بر باد چون تر از سر شد زبان بکشاد

خواجه سعد بن سلمان با بزرگوار و عالی مقام بود مشهور

در سخن از عهد است سمنده که عمان قضا و لا از آن دیار نیست

آنرا خطا باهور آورد نشو و نامی کلین آفایش هر چه است بود اند

بسیار کس بود کفنه در میان اهل خود فرموده

که آغوشی کردم اهل از هر آنست اما خواجه سعد شعر بسیار گفته که در میان است

از همه شعر از ذوق تمام داشته هر که هم که بدست اوستی افتاد اولاد

زبانیکرده یکی از دشمن طبعان برای او گفته شاعر که بدست سعد است

افتاد افکار که منسی بر بند آن افتاد این را می بود و خواجه

دیگر نسبت داده اند که نواری ترا و کرکه است از کو تپو

باری چون در پیست اندر ایمش کرجون خاکم ز پرور رونق

سعد الدین غلبه که طلیفه الکتاب وستان عرفان است

بیش ازین حرمت کیفیت ما ش نپد شد اثحاب و خوش به گاه

بنیاد بر چو خیال او زح نموده اند اینست پیش خیار جهان

تو دست قضا و قدر حسن تا بان در آب انداخته حلقه های رقص

در صین تو پیجوی هر زمان در خلق مسکینی طاب بدخت خوشش و

گوشش تمام راه بیان دارند همیشه اشکارا و بان او

چون سعد زبان پر گوهر اعدا تو چون بدف شکم بر میان

خار پیچ و نثر شعرش هویدا نامی از و بجاست چون حنقا و کینا

سعد الدین حکیم از نیکنان حکمای قدیم است بکینه و کینه



پس سرآمد روزی کار و شوار شود عاقبت اسان خنیش سعاد الدین نظری  
 که هر یک از شاهان ان شجانه خیا نش غرق نشینان خلد برین طرف  
 بود و پیشگی فرودده او را از استناد ان کلام نمرده اند و صاحب  
 عرفات گفته که نیاید او بی نظری عبارت اید و باشد قوت  
 بیچاره پست بگردانسته میشود در ای کرمت شرف ملک دین  
 ای بر خط تو استی کردن نهاد هر روز از ملک خوش نرفت  
 میکند به پیش بیشتر اید از بگردیل هر ای انهای همت را از طرف  
 در چو وی جانب همت شادی فرای و عضه گاه عکس عرشید  
 سینه رو نشت بیرون کشید سایه بازیک از جن بیخ فی انوار خواجه  
 قاضی سعد الدین خراسکانی ما ازار با به سعادت و اهل معرفت  
 و این خراسکان معنی است از حی که بلوکات صفای است و خنزه  
 آنجا شیرین و با مزه می باشد و این غزل از پرورش یافته های کفای  
 است ای ساقی نکل از جر بریزستان شبانه را بر انگیز  
 ای موز اولنواز بنشین با این دل مقیله از مین از زرق ساق  
 که بیرون از و زره میان منی بر بهز از زرق فسانه بل بر از

آن زمان که در سوئی اوست میر  
 وز هر چه نمود وی اوست برین  
 بیخ بود جا بر بکندر  
 در خاک سیاه کاسه مکرر  
 شیخ سعد الدین حمدی نام او محمد است ابن مویز ابن ابی بکر  
 حسن ابن محمد بن حماد و شیخ از اصحاب شیخ نجم الدین کبری است و  
 در صلاح آباء زندقه کوشه نشین بود و او را از اولیا شمرند  
 نقیحات او بیسته که در اشعار او حد و مال سپرده روزی شیخ خوش  
 از قالب ناسوتی عروج نمود و دیگر باره برین یکپوشه دی سلف است  
 حیاشتن شصت و سه سال بود در عید قربان ششصد پناه آرد  
 در آبله از کشتگان قربانگاه عشق حقیقی شد رباعی بر مرکب عشق  
 کسوار بیدای دل بر جمله مراد کاسکار آید دل کردل بود کجا وطن  
 ساز در عشق نباشد چکار آید دل در خنده صبح و کریم  
 شبش چمنی خامس و دعوت عام بهش نیکونامی مجری و بدنام  
 پیشش که عاشق صادق بود در دام بهش کافرشوی لار  
 نکاز اینی دکنه ساوز و ایمان نکر تا غیرت یار و افتخاریم  
 شیخ مصلح الدینی حمدی شهر ازی نگدان حقیقت بر مومنان

و اهل عرفان و ارباب طریقت بر حسن سیرت و تازگی بیان اعتراف آورده اند

در تحسین الیرسلور است که از جمله سعادتانی که انانکب الابر سعیدین نزدیکی

بشیر شدیکی است که جناب معارف شاعر فارس رسیدان نکته پر داری

شیخ مصلح الدین عید سعیدی شیرازی با وی معاشر بوده و در بعضی

تسلیمات آباء خویش نام نامی او را درج نموده و شیخ سعیدی در سلسله افاضت

صوفیه بنظام داشت و از علم ظاهری و باطنی بهره ورده و هموار است

بلا و او صاحب میکاشفت و بیاده بر نایب صمدین شیرعین جیدونیت رفت

در زمانه او شیخ شهاب الدین سروروی مصاحبت نموده در فغان

الاشس آورده که در بلا و شام چند گامی نمود تا بصحبت حضرت السلام

شرف شد و از زلال فغاشس سیراب گشته بران واسطه مضرب

وضاحت و بیاحت را از ایوان کیوان در گذر آید و در حد

ده سال برات عم از دیوان تقدیر یافت طی سال سیصد و پنجاه و یک سال

بیت عالم کرد و باقی عم در گوشه خلعت تو شرفا خلعت ساخت در

بیت کزبیه روز خلعت او را مقدمه دی حججه ششصد و نود و دو

اجابت بقیات در ماه شوال ششصد و نود و یک این صورت است

یکی از شعرا قطعه فرموده همای روح پاک شیخ سعدی چو در پر از شد

از روی احدی مدشوال بود و روز جمعه که در دیای حمت کشت

یکی پسید سال فوت یافتم ز فاصان بود از آن تاریخ شد نص مطابت

شیخ سعدی با همای این تهریزی مشهورست و با عبد الله خفیه شیرازی

و عبد الله بابائی هم از معاصرانست و شیخ را نسبت ادبیت با او

ما ابو بکر بن سعد بن زکریا چنانچه دو دمان بلغری و مهر سپهر رعیت پرور

بود و او کتای قان بن هلاکو خان او را قلمش لقب بود و او پادشاه

شجاع دین پرست بود در اشعارش رعیت محمدی تا حدی کوشش

که در دولت او هیچ آفریده علم حکمت و فن منطق و اصطلاحات حد

شواستی شروع نمودن مسجد و مدارسها و بازارها در شیراز خست

و بجا رفت او اعیان دولت بقعماست خستند تعظیم راه و اهل علم

بیلد نمودی در پنجم جمادی الاخر سنه ششصد و پنجاه و هشت فرق ملک

از تلخ سلطنت غازی گشته بر که ملک باری صل نشانه گشت

گشید و شیخ سهروردی در اقام شعر سر آمد شعرای بتقدیمین و مناخر

از هر سیزدهم و نیم شده ای که گفتی هیچ مشکل چون فراق با

کرامید وصل باشد همچنان شوارزیت قادری بر هر چه بخوای

بجز بدار من زانکه شمشیر بر فرقی آزار نیست شب فراوان

کسی که تاجید است بگر کسی که زخیر عشق در بند است هرگز آن

ره خیرد که تو عاشق باشی شادی آنکه تو هر دو جانش با

عالمی که در آن تا نظر محبت بلند بگمفتند که تو یوم نکراش باشی

بخواند و پیش جان دیده هم که من لغت گرفته بودم و دستم هنوز غایب است

بوت نیکم بوی عجز آنکه یاد کنار سعدی انا زوز که تو دور فانی

بباید که تو کوی کنار چو هست ز من پرس که چرن او دولت است

مانه اینم که کرفاک شود بیکرما کرد سودا بیواز دامن جان فشانم

کرسورت چنین تقیبت در او نه حاشیت هزار عذر بگوید گناه را

بجان سرم از آنم که جان خرم از تو عالم بر عالم که عالم از تو

نه عظیم کند از عشق ملامت کوی تا ندیده است ز پیرش کاری

بدی عسی با دیده ای است که باید تو بتواند که کنیفش نکند

همچو کس با این است لیکن بیکرما مابری بوسه در مایه چو خلد ترا

کمی از خجسته کل اندر میان خانه است که هر مای همان پیشش تماشاست

جواب داد که آزادگان تهنی و شکر  
 شفق فرو نشود صبح دم که گشت  
 زباید اوقیامت بر آورد آواز  
 وین به شب که معجزه در است  
 غم جلیش بدل شربت است  
 آنچنان جای گرفت که شکل بود  
 که اگر سید هم قافله چو گل رود  
 پوچو چینی که جفاکش ز مفاخر بود  
 کتار وزن آتش کده است  
 بر خبت بختیدم و بر خود بگرستم  
 ریسمان پیاچه حاجت از دست  
 فریاد سعدی از دل نامهربان شود  
 آرد بر کس انگشتهاش در احب است  
 من خیال که بر خیال بیرون است  
 ز آب دیده تو گوی تا چو چوشت

ببر و گفت یکی مسوئه نمی آید  
 بنام تنب سلی که افاق افتد  
 چون بت شب بجز ارا بر بوزن صبح  
 آنچه بود ای قیامت نه قیامت  
 چشم من با بر جمال تو شد  
 کفتمش سیر بینم مگر از دل بود  
 اشک حسرت نگشست فر و میگرم  
 ره ندیدیم جو رفت از نظم صورت  
 سیدی از داغ دم پنبه بکش  
 چون نیک بدیدم که نداری رسد  
 دیگر یاد در کند آور که خود ندیدم  
 فریاد مردمان همه آرزوی نیست  
 زمین هر کس بی روی او است  
 خیال را کسی ز برت کس را  
 کتار سعدی از روز که تو در قفا

ساکن شمع بریدیم و شاقق تر شدیم  
 فتنه نشستت جو بر ما تا قیامت بر ما  
 که سر در پای او خوشتر که بر دوش  
 کدا اگر همه الم باود هندو است  
 سجده کا نورا بو بو سجده که شجانه است  
 دوست دیش روز سخن و سخن او است  
 زانکه شاهنشاه عال را عیت است

بسی پیش مکر درو اشتیاق  
 یعنی زانی تکلف بر سودگی است  
 خلا مشن بادا اگر خاتم بر یزد  
 جمال در نظر و شوخی همچنان باقی  
 پاک پیش زار روی خوب ن منج است  
 پادشاهی کو روا دار استم ز بر است  
 با رعیت صلح کن نور خیک خصم است

دین سک بلقمه دوخته به  
 چند روزی که در جهان است  
 به که محتاج دوستان باشد  
 هرگز از شاخ سپید بر خورید  
 کزنی بوریا شکر نخورید  
 که در زادی زاده به به است  
 که سالن به که زین باره خدا

باید اندیش هم نگوی کن  
 زدیست آرد شمین خاک  
 که بیری و دشمنان بجز رند  
 بر اگر آب زندگی بارو  
 با تو مایه روزگار مبر  
 ز مهر آدمی زاده! دو به است  
 گمانی کن امر و زوجه ز منت

نحو ای که صنایع شود روزگار نیاکار و دیده منسرای کار  
 سعد الدین مختار السنوکی محمد عوفی کوئی که نیک نام و ک تقدیر او  
 و دیده سہارا برین بسا یا خضر ادوختی از بروج دولت سلطان بہر شاہ  
 اختر کاغذش تا پیش تربیت یافتہ و سعادت بدامی این پادشاہ از  
 نانشانی باوج نیکامی شتافتہ این چند بیت از قصیدہ لیسکا در  
 مدح سلطان فرمودہ . دوش بوقت سحر جان تو ہم جان تو کرم تو  
 خوفنا ندیدہ ہمچو سہر شو سعد الدین مسعود و دستیار با تاج الدین صدر  
 الشریعہ مصاحب بودہ محمد عوفی کوئی کہ در بہر بہر تمام و اندوستان  
 آن برمان بود و کرچہ در اسلام متولد شدہ بود یا ما پدرا اولت اس  
 پرستی داشت کہ از نیکار و سعادت بہر تپ کرمت کرد و پر  
 لطیف و مقبول از زانی داشت و حمد اکا بر بخارا مجاورہ او مالست  
 حبشی و او را اشعار لطیف و خوبست و قنی نزدیک داعی این قطب  
 و ستاد بجانگی کہ تقا و یکانیت حدوت ز کلک صنع ز  
 آب می بندد کمال عزت او از جلال استغنا سوف و حفت  
 اقباس بندد کہ دست فرقت تو ای فلان دولت زمین . ترا



کجای که در آب می بیند بر کس ز وفا جوی رقم شوا بشنود زین پس بره هر چه  
 بتوان زد خبر ز آینه روی همه می توان دید زان آینه فایده چو  
 بتوان نهد آینه در کاه رفیقت که و سه عدل تو ز بند خرج کن  
 مگر در معرکه هر چه چو تیغ تو بدید چون نیز دمان باز یاند از پی زه  
 سوسه بدین المروی که بیت القصیده کمال بر این تره و صرف  
 روی بوده مداح خواجه عبدالین طاهر فرزند بیت که در زمان حکیم  
 وزارت با استقلال ترا سازاداشت و در زمان بلا کو خان مغول  
 عتقه اند سعید هر وی معاشقش الدین طیب است و  
 نور بخشی حامی شاکرد او مست و سعید در ششصد و چهل و نه بر  
 عالم بقادر پیوست و پویش هر پنج هزار بیت هر سه و این ابیات  
 از آنجمله است بهره روی نگاریم ز ماه تابان گوی و لم رود  
 هر زلف او چو جوکان گوی کسی که روی تو قاشی ز عقل عمومی کرد  
 ای آینه است ساکوز نظم بر بانگوی اگر کرد بد عوی رجوع کو پیش آبی  
 بیانی صدر صد و ده آن نهیسان گوی ستوده غرور و آنکه در جهان کل  
 همه زده ذراتش ز عیش رجوع نهان گوی جهان مبدل است و بود سلطان فضل

لبونجان تبری بر دیار سلطنتی  
 عطار صحرای آند زخت نزدگان  
 از صرمت محمد و ز عزت علی  
 کامروز از محبتشان نیست محنتی  
 یثوان شکست حیرت ایشان جا  
 انصالحون سد و الطالحون حکیم سعید طایفی از شترای مشهورت و درنگ  
 لطیفه بیان حقیقت آبن زبان بلوک غزنویه و سلجوقیه نظام داشته و آن  
 ابیات اشعار قصیده است که محمد عوفی از و ذکر نموده  
 دوست کا همچان نه بماند هر تو می بینی آنچه ان نه بماند راحت بشود و چه  
 پایدار نباشد کریم و زارشش با و دان نه بماند هیچ کل و لاله را بخم  
 دشمن بر چهره سینه آسمان نه بماند سند و کیون فراز قلعه هفتم  
 کاشی پیش باستان نه بماند خنجر مریخ پست کرد و هر شب  
 چون بر آسمان نه بماند صنعت خورشید را که عمل کند بر تار  
 یک اندر ضمیمه کان نه بماند مطرب ماه پید را با از طرب  
 زخمه و سمانه ای نه بماند نیز زشت تر ز موه

ایچ شمشیر و در کان نه بماند جان عزیز میر که انجور و قند است

من در غم این گشته خاکدان نه بماند سعد و راق که او راق کلمات را بر طاق

ملیحه که از شفته معلوم نیست که در چه زمانست دی جید من ما و بجم

بزرگوار بر کردن که خ شایخ زیور میگرد کل در صدمت بر و تیور و هم

میگفت و صبا و هاشم پر ز میگرد بی رو تیور با جان فروشان کلیم

بی عمل تو باشکوفروشان کلیم کردست رسد مر اهل توشی

حوالی که بران عمل در فشان چه کنم سعید صراب و امنایست از سکه

کار از آن از ضرب سعایت و در تلخ بهنی ذکر آن صاحب عیا

و همس نموده اند این دو بیت از جمله سکه کرده ای خیال است

حکایت من پیدل که پیش بار بستم با و است او اگر روزگار بود

شم فدای صبا که ز پیقراری کن حکایتی بران زلف پیقرار بود

خی سگری از رستم و لکن عرصه فصاحت بوده این بیت

سر است که از کان بیان او بر آید هر که را ماکان و صلتش تیشیر

بر است همچون انبوتست دل بر پای جان دارد و شجر سلطان ابن

حامله الدین محمد رجا او نیز مرید شمس الدین تبریز است و تلمذ کرده در

در کتاب انجمن پاره هفت فرمودند که ما سر خود را مولانا جلال الدین <sup>دوم</sup>  
 و سر خود را سلطان ولد و او را در بحر صدیقه مستوی است شهر مولانا  
 این چند بیت از آنجاست چون بهای ولد بروم رسید  
 اغیت الی روم بنید شد پیشش علماء دین سلطان حسین شاه  
 ایشان جان بخش خویشین سپرد رخسار <sup>شاه</sup>  
 چون به این جهان ملال آورد دولتش روی در جلال آورد  
 کرک و ورق از کتاب بار خالی جیران ابد شوی نه جسم این  
 که کینگی بدرسد دل نشینی استاد از این <sup>شاه</sup>  
 سلجوقی شاه آخر آما بکان فارس است و نسب او از جانب مادر <sup>شاه</sup>  
 سلجوقی میرسد و بوفور تیر و شتی عت و حسن صورت اتصاف <sup>شاه</sup>  
 سکی و باد ساری که در طبیعت بهشت در زبان سلطنت برادر <sup>شاه</sup>  
 آما بک محمد شاه در قلعه <sup>شاه</sup> صراط <sup>شاه</sup> مجوس بود و تضرع نامه ز درادر <sup>شاه</sup>  
 بین رباعی <sup>شاه</sup> نشانود در دو خم بند من درانی دارد عیش <sup>شاه</sup>  
 سرفرازی دارد بر هر دو کن تکیه که دوران <sup>شاه</sup> در پاره <sup>شاه</sup>  
 بازی دارد و محمد در جواب او سطر <sup>شاه</sup> چند فریب <sup>شاه</sup> نیز نوشت <sup>شاه</sup>

سلطان خانان محمد شاه را گرفتار ساخت و نزد ملاکو خان ارسال داشت و گویی  
 سر از امر سولی را در دست او سپرد و شاه را بشیر از آن برده و بر سلطنت  
 نشاند و سلجوق شاه او را در حال نکاح خویش در آورده و بیاط عیاش  
 بر سر خویشی در شاطی شراب اندیشیده ملاکت بد کو بیان جنت خویش  
 در شاطی شراب با آنکه عاشق جمال و شفقت وصال بر او بود زنگی دو  
 برقی را بر بخت که رفته ترکان بر نیار بریده و در طشتی زنه است و محفل  
 در آورده و سلجوق شاه در دانه قیمتی که در گوش ترکان بود دست خویش  
 بگرفت و او بر کنده پیش مطرب مجلس انداخت چون خبر به ملاکو خان  
 رسید انجا تهور را با سپاهی کران بر سر سلجوق شاه فرستاد و او تا  
 مقاومت نیاورده بگریخت و در کارزون رفته مسجدی که قبر شیخ ابو  
 اسحق نکازونی انجاست پناه برد بگریخت و آخر گرفتار جنگ مغولان شد  
 و پای قلعه سفید برده روز روشن را از جهان بدین او چو شب خشنود  
 و او در سال ششصد و شصت و دو اتفاق افتاد و پس از  
 آن بملوک چون رود و دمان اما بجان مردی که شایسته ملکوت است  
 بگم هلاکو خان ایالت فارس را تا یک این خانان بن سعد ابو بکر

تعمیر و مرمت  
سیدان و بزرگان  
طی

تعلق گرفت ای بر دلم از ذوق تو بار جهان بر عالم از آنده تو سوار  
جان در یاب هر فصل یک بار که سپید بود که چون بود که در جهان  
چون سلطان محمد در گذشت امر شورت نموده او را از مصلحت دور نمود  
که بر تخت سلطنت عراقش تکیه دادند و شوی منسوب روی و بندگی  
بود اما اقبال هشت و سیر این شصت ماه او را بر تخت و تعلق  
و سلطنت برادر زاده اش ارسلان بن طغرل دادند و پند  
پنجاه و شش از دست تبه کاری این شتی رتبه در کام حیات  
چون خنطل شد ای ایزدی نیاز آخر سپند دیوان است زاده و جهان  
خربند بعد از آنکه ابوالارسلان حاکم به استقلال بود  
نزد دهم حبس پند و پنجاه و هشت و دایع ملک نمود  
سلطان شاه حکم وصیت و ولایت عهد و الی تحت سلطنت شد  
برادر هشتش تکیه با او در امر حاکمیت نزاع نموده مدت ده سال این  
عبدال در میان داشتند سلطان شاه این رباعی گفته نزد برادر هشت  
هر که سمند عشر من بوی کند دشمن ز زمین چیخ من موی کند  
اینجا بر رسول و نام بر بناید کار شمشیر دور و بیه کاد بر جوید کند

اندر این  
بوی  
از این  
تو

تکلیف ملک شاه نام پسر می بود حسب الاشاره پدز در جواب عم خود نوشت

بسیار گنجینه بخش بر آن مارا کاشانه زر کرب و میدان ما

جوانی که حشمت از میان خرید خازم ترا ملک به پیمان بار

سلطان شاه در جواب ملک شاه نوشت ای جان عم اگر چه سوداگر

وین قصه در زمانه در ما گیرد تا قبضه شمشیر که بلاید خون

اقبال که بالا گیرد آورده اند که مدت ده سال میان برادرش صد

افروخته بود آخر الامر تکلیف غالب شد و سلطان شاه در بعضی ولایات

ضرب کرد الی شد در سلج ز رمضان سنه پانصد و هشتاد و سی سلطان

بخش دست تصرف از مملکت بدین کوتاه ساخت و روز بروز که

اقبال تکلیف ارتطاع یافته بیاط سلطنت ملک عراق میر گستر رسید

سایمان کوبدنی که هر بندق کلام او در عرصه شطرنج کمالات فرزنی

بود که شاهان اقلیم فصاحت رخ بر رخ مات ساختی این چند بیت از

ای خیال اوست بجز آنکه در آتی قدر ویت کرد و زرد لعل

صنعت از آن دل خلق مست کرد بفرق جانگرات همه نیست

بهمه خیال و نیازت همه نیست مست کرد فلک در بهسرت تو مثل نبی

محمود السامری

بنو دیکه سلمان که نه بت پرست کرد و حکیم سناسی خورشید فخرش چون

برسط السامی معانی رسیدی به تیغ شواله با کشتای آره سیکه معنی در

مجبوبات تیره تودی ماه بخون فصاحتش در زبان سحر سلوئی بر عین

تسودی رسا صاحب عرفات آورده که انوری در قطعه خود چنین بر حکم

چون معانی مستقیم آخر کرده همچون ما بم و لکن ترنم شرا و نه بران

ماه است که انوری خود را با او سجد و ازین ایات که م قوم میشود معلوم

میشود که در مقام خود ستاسی همچو سانی بودن نه از بهالی بودنت

دل از کار خود انکه بر گرفتم که با تو عیش بازی در گرفتم ز جان سپار

دست انگاه شستم که مهرت را جو جان بر گرفتم با شت ز تو بختی

تا نیم چور و ز آمدنت از سر گرفتم ۲ ترا در لبری دستی تمام است

میرا در عاشقی دردی نه ام است اگر از من بری صد جان لال است نو که

می تو زیم بکیم هر ام است سمانی نشکند عهد تو هرگز اگر جز از تو گای

نی نظام است ۳ از درد جسدین کتین خوارسی جان سچو چه بود

ازین پیاری ای کاش می بردی که مردن بهتر زمین زینت

هزاران خوارسی نه بار شیبی بکوی من می آید نه در جزیره سیبوی



میرزا محمد آید روی او آوردن آنچه از غم او بزوی من می آید

بزرگان دین و بزرگان عین الیقین است

خوبی بخوابی خوشی به مطلبی رسیده و بهر شرفی سپیدی آید چنانچه

بود در صدقه اشعارت باین دقیقه نموده بخدا که برزخ کبود

خون می هست و بود و خواهد بود و در انا جلال الدین رومی فرموده

ترک جوشی کرده ام من بنیم خام از حکیم سرنوی پشنتو نام

و در غزلیات خوشی فرموده عطار روح بود سنای و چشم او ما

از پی سنای و عطار آیدیم در اندای حال که زبان عشق مجازیه

در صبح ملوک کردن قوازه جاری داشت تکابوی بصیبت ارباب و بیای نمود

تا بداند هنگام که ابو آخ بن ابراهیم بن مسعود بجزم خیز بند و ستان

آماده ساخته بود و یکم سنای قضیده در صبح او پرده خسته شتاب

رفتی تا آن جواهر منظوم را شار مجلس سلطان ناپید گفت و کوی دیوان

ایم دار از گوشه کلخن شنید که با سالی خود میگفت بده بگوی چشم این

سلطان بیک غزنوی که مردی ناخستود است و ما انصاف غزنین را چنانکه

شروطت بنیطان کرده در زیر ستان سر و سینه او بشود که در درون

علم ستار

علم ستار

او را سحر نمود و آورد و ملک دیگر خواهد کرد آن قبح بستد و بنویشد و ساق او را  
 گفت پرن قدحی دیگر در جیب چشم سنا یک شایه کس از کس از کس است  
 کزانی چپ را در آهم آورده و نام شعر بنامده و هر روز پیاده پیش املی  
 ایستاده و گش آمد میگوید و نمیداند که او را برای شاعری و هرزه گوئی بنام  
 اگر در عرض اکبر سوال کنند که سنائی حضرت ماحه آورده بودید  
 آورد حکیم چون آن سخن بشنید از حال رفت و ترک هر آنچه شوان ترک  
 نمودن کرد و زهد و عبادت را بر نه رساند که پای بر بند در غنیمت  
 و هر چه روی خلق بدوست نشیت نموده روی بدوست آورد و آن  
 دشمنان دوست مباحدهای بسته از غنیمت ببرد آمد و چند گاه در  
 شیخ ابویوسف همدانی همچو قافیه تطبیح حلقه مریدان بوست و طلقه  
 شده اهل حقیقت و عرفان شد کایاش و با هر آیت بلکه بیشتر باشد  
 شنش مشنوی همه در کبر صدیقه دارد در تقضیل صدیقه الحقیقه  
 الی المعاد کار نامش بلخ طری التخیق عشق نامه عقل نامه آیت  
 امجد حکما و شعرا در سخنین است و فرود شدن خورشید حیاتش در  
 حیات تقوا و کبر است و سعین حسامیه انقالب او در و نعل او

کینه حسن و عثمان نخازی و عاوی و سوزنی و ابیازی تندی و غیر بهم  
 سخن است که تیزی سنان پانش بکشد شستن بشود  
 حسین کندی نموده آورده اند که از معاصران حکیم سنایی  
 صاحب سبب عرضه حکمت و دانش بوده میخورد ای کلبرک روی کز  
 زین زن ای اندوه قرای هر چه نقش رخسارت نگار ایزد است  
 بر نگار ایزدی ناپید شکست بشنوی در جام کلندی تراست  
 تو شده زان شیر و زان می شیر مست قطب فلک  
 شستن آبیانی بوده وطن درد معان داشته و ممکنست که مولدش تیر  
 بین شهر باشد ماری از سمنان پریشانش او نموده این ابیات در  
 جواب نوشته با دشمنان نگردد کسی آنچه بجز تو دور از جهان  
 با دوستان کند معوز با خطه سمنان که صیت او در دامغان  
 تعقل صاحب دلان کند زیند که جویریای خوش او بجای آب  
 بن از دماغ و جله گوثر روان حکیم سبزه کلاه حکیم دانا و شاعر  
 توان بوده گفته اند که بناسبت خدمت سلطان سبزه این تخلص می  
 نموده این رباعی را در صفت آبله رخسار مطاویب گفته که

قطب از سنایی

و نماه تو ای جان جهان این آبله چون ستارگان است نشان  
 تو نشان نکرده ای ماه بدان هرگز است نیکو نشسته پیمان  
 سوزنی ، ، ، ، ، موله ش فریب گاشتن سوزنی  
 در ایام جوانی بصاعت فکر و اندیشه را صرف تحصیل علم و طبقات کام  
 نمود طبعی ظریف داشت و کتب اشعار نهرل و مطایبه مایل به طبع  
 آن روز کار جلال الدین بسرخانه را بچو نمودن سوزنی برانگیزند و سوزنی  
 نیز تا اوک بران بجارایشان عرض او کشاده ساختند از طرفین بر  
 میدان سخنوری در مصاف بودند جلال سخنان نیز در آخر ملک  
 پر سرکاری مردان در آمد و یکی از عابدان شد از جنود حکیم سوزنی نام  
 در آخر عمر بر غم تو به وضوح نوشتید و از مسمیات اعتقاد اصم کعبه  
 پوشید زیارت بیت اسد احرام را با ناسکس حج دریافت یکی از بران  
 او را جواب دید که میگفت مرا این بیت بخشید مذکر چار چیز آن  
 مایه که در کتب تو نیست بنیستی حاجت و عذر و کتابه آورده ام و  
 بحسن قبول که داشتت تصرف در طبع سلاطین کانزد روزگار شود  
 دیوان در مدح ارباب دنیا دار و مکفاره آن دیوان دیگر بر تهرلی و

اهل روزگار پرور خسته چنانچه حکیم سناسی را فرو گذاشت نموده و عاشق  
 را با تصور کرب و غم کسب این صفت مشغول شد و سر آمد آن کشته  
 شد بهمان نسبت سوزنی خلص کرد گفته اند که لاهی بخاری و جنبی هم  
 در سنه ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ در هقان علی شطرنجی از شاگردان اوست در سنه ۱۰۵۲  
 در شصت و نه سوزن دلدوز اهل بیای جانشین علیید آرامگاه آن  
 جانشین در سمرقند است نزدیک بمقدام ابو منصور مازندی و  
 شهاب الدین ابو جعفر عمرفی قطب الدین <sup>علفای</sup> <sup>ارشدی</sup>  
 شمس الدین کبریت آورده اند که سبب علوم طاهری بسلسله اهل طبرستان  
 است چو است بجله اولی که داشت نقش انهر املکوت را بر لوح خاطر نقلم  
 قابلیت نگاشت و جلد دوم را تمام ندانسته بود که مرتبه تمام  
 میافت و شیخ نجم الدین بچو خیم ناقد بر افق خلوت سیف الدین  
 بهخت این بیت را بر زبان ولایت بیان آورد که منم عاشق مرا  
 عم سازگار است تو معشوفی ترا با عم چکار است و دست او را  
 گرفته باطن صحبت در آورده و در همان نزدیکی خرقه خلافت در برش کرد  
 به شخصت ارشادش فرموده و بجایب بخاری از سنه ۱۰۵۳ در سال <sup>ششصد</sup>

پتجاه و شصت بخور الفاس روح پرورش بموم اهل طبعی در بخار و شصت کردند  
 روزی بخانه دروشی بگذشت الفاس چنین بود در روزهای  
 در بدیهه گفت کرم کنه جلد جهان کردستم لطف تو اسیرت کردم  
 گفتی که وقت عجز دست گیرم عجز ترا زین خواه که اکنون هستم  
 تا کی بود این جور و جفا کردن تو بیوه دل خلائی آرزوین  
 تنجیت بدست اهل دل خون آلود کرد تو رسد خون تو بر کردن تو  
 از دیده سنگ خو بجکاند غم تو چکانه و آستانه اندام غم تو  
 دردت کشته و غمت همه نوش کنم تا از بس من بکس نماند غم تو  
 سجان اند شکر ف کاری غم تو خسته علم عظیم کاری غم تو  
 گفتی که غم منست چنین مجنون کرد آری غم تو غم تو آری غم تو  
 مان مردان هوی با جو ان مردان هوی سردی کنی و نگاه داری کوتلی  
 کر شیخ آید چنانکه بشکافد منوی زینهار که از دو دست کردانی رود  
 سیفی عاقل است ، نام او حکیم علی بن احمد است جامع فنون  
 قالیبت بوده و علم شعر را نیکو میدانسته که نماند که شاکر در  
 کاتب است و سیف و انان علماء الدین بکاش خوار زینت است که

محلی آید و بر کردن خود می آرم و این صورت فرخ بعد از شدتی بود که بحسن  
 رای او پیشتر بدست و شیخ حسان او را حاصل شد و متاع زندگانی از  
 سر دور و هلاکت در امان نهاد و او را اشعار لطیف بسیار است از جمله قصیده  
 در بیت که مرقوم میشود و از بیان این عصر نیز مالک مشرقتی نوده بیجا  
 خوب است و مولف این کتاب آلی الحسینی مطلع او را چنین گفته که آن  
 منم که لبیلی بودی که شکر خواستی و آن نوی کر شاخ گل با سرد هم با  
 منم که چون غضب زین فلک نگاه کنم جمال مملوت خورشید را تباہ  
 سر کبود جامم آری ولی به نتایج کبود رخ عدو را از خون او سیانم  
 جان قضیده است از دل من گرفته هر دم آتشی بر جاستی ز آب  
 چشم من جهانی بر سر درستی که ز حال بمن بد آتشی نگارنگدل  
 هم خیشودی من که خود دوش خارا ستی روی چون خورشید او هر کوبد بی  
 در نظر همچون شیداشدی که تو علی سنیاستی آتش سودا زری  
 بروی عاشقان آرزو بر جا باندی که درلم بر جاستی عشق و پیری  
 چه جانی و رسوای بود ره بده بر دی اگر بار دلم بر جاستی انیکه  
 بروی من بسبب است از بسببیم دل بدی نو نیکه که گشته سیاه از

شک بهستی کی قبوستی قدشما و یا بالای سرو کره اشیا از اجزای  
 قد و یا باستی گفتش زلف تو کریم که در دست من گشته است  
 آنی اگر نبیستی گفتش با مادر آندیشه از سلطان بن بر محمد  
 کویم از سلطان کنده و اخو استی نام و نک حنرویی گشته است  
 ورنه در خوازم از آشوب من غوغا استی جامه نام از سودای  
 او گشته کن بود ورنه نام جابله من طلسم و در پستی حنرو خوازم  
 از ما ز ندران کردی طلب کره از عشق تو ام بند کران بر پستی  
 قامت کردون کج آمد راستی ناپید ازو راستی را چشم نتوان دید  
 ناراستی که بعد از اندر جهان بودی کسی کسریستی و در شاهای ملک  
 پا دشته در راستی و که از اندوه شهای بجان آمد دلم خوبه شهای  
 نگردی کردلم داناستی کاره ما خون شود فردا اندازد یکس کا شای  
 امروز بودی آنچه با فرداستی چون درنگی نیستیم اینجا و خواهم رفت  
 که زمانه داشتی بنیم نگو تر داشتی که کسی بودی که بشیم با تاری  
 این دو تایی بر دلم من سر زمان بکناستی چون نخواستیم فرونی  
 بهر آنکه روزگار با زنا خا طلی بر من آمد و کاستی به خدی بر مینا



۱۲۶

آنکه بقریب بود کا خیار او بی پوسته باجورستی این غزل را کرده  
 در آنجا که با سحر کربان با و بخشید می جانی زن کخواستی  
 پادشاه سمنان ارادت شیخ خدمت خواجهمود و دستپاچی بودند از  
 شمس که شکوه مریدیش روز بروز از نظر <sup>فیض</sup> خواجها پادشاه نشان در ترقی بود  
 اورکشاه سمنان نامد و تاج ولایت بلن را بر فرق کاش کشت  
 و الا هر را بیشتر خواجهمود می گفتند صاحب عرفات گفته هر چند  
 تتبع کرد اشار او را خبر در وزن رباعی نیافتم و چندی از ان جواب آید  
 بنجان قلم سجده میشود و در پایض و نود و نهم لغزه لبیک است فلک  
 بنم رسانید و سمنان یکی از قریبای فاضل است تا عشق چال دوست  
 در خانه است طاوس غل کبینه پروانه است زان روز که آشنا  
 بنم با غم دوست هر چه غیر او است پکانه است ای دل  
 تو ز هیچ خلق تباری مطلب و در شایخ برهنه سایه داری مطلب  
 بجزت ز قناعت است خواری از طمع با عزت خود باز و خواری مطلب  
 کاش جو عوان بدو شکر نبود  
 ز دوک عوان خویش و برادر نبود  
 سکا فریاد کند او عواسیف نکند  
 هرگز نبود عوان که کاش نبود

در راه چنان رو که رسالت بکنند	در راه چنان رو که رسالت بکنند
در سجده اگر روی چنان رو که ترا	در سجده اگر روی چنان رو که ترا
هر کوی فدا پشت بر دین آرد	هر کوی فدا پشت بر دین آرد
مستوجب صد کرده و حساب آرد	مستوجب صد کرده و حساب آرد
مردان هر شایسته بستی نکند	مردان هر شایسته بستی نکند
آنجا که حجره ان حق می نوشند	آنجا که حجره ان حق می نوشند
خواهی که ترا ثبت ابرار رسد	خواهی که ترا ثبت ابرار رسد
از هر که نیندیش و غم زرق نخورد	از هر که نیندیش و غم زرق نخورد
درویشانند هر بهشت ایشانند	درویشانند هر بهشت ایشانند
خواهی که رس وجود تو ز کردد	خواهی که رس وجود تو ز کردد
وران چنان با عجب میکند زرد	وران چنان با عجب میکند زرد
جام طرب زیاده ریز آید	جام طرب زیاده ریز آید
زین پیش که دزد و کون آثار نبود	زین پیش که دزد و کون آثار نبود
حسرت و عشق و ما بسم می بودیم	حسرت و عشق و ما بسم می بودیم
از یاد جدال مرد مطلق خیر	از یاد جدال مرد مطلق خیر
در راه چنان رو که رسالت بکنند	در راه چنان رو که رسالت بکنند
در سجده اگر روی چنان رو که ترا	در سجده اگر روی چنان رو که ترا
هر کوی فدا پشت بر دین آرد	هر کوی فدا پشت بر دین آرد
مستوجب صد کرده و حساب آرد	مستوجب صد کرده و حساب آرد
مردان هر شایسته بستی نکند	مردان هر شایسته بستی نکند
آنجا که حجره ان حق می نوشند	آنجا که حجره ان حق می نوشند
خواهی که ترا ثبت ابرار رسد	خواهی که ترا ثبت ابرار رسد
از هر که نیندیش و غم زرق نخورد	از هر که نیندیش و غم زرق نخورد
درویشانند هر بهشت ایشانند	درویشانند هر بهشت ایشانند
خواهی که رس وجود تو ز کردد	خواهی که رس وجود تو ز کردد
وران چنان با عجب میکند زرد	وران چنان با عجب میکند زرد
جام طرب زیاده ریز آید	جام طرب زیاده ریز آید
زین پیش که دزد و کون آثار نبود	زین پیش که دزد و کون آثار نبود
حسرت و عشق و ما بسم می بودیم	حسرت و عشق و ما بسم می بودیم
از یاد جدال مرد مطلق خیر	از یاد جدال مرد مطلق خیر

ایضا

دین باطن اردان به عجاب خیر است  
 سیرت مشرب و لوقه مشرب است  
 غای که بگوی عشق با بر کرد  
 بر خلقه انا در حق که کشاد  
 کو که از سر جوگان سلوونی که در  
 با دشمن دوست فعل نیکو نیست  
 با دوست چو بدی شود دشمن تو  
 فرسوس که عیش و کارانی محبت  
 ز نهار شوره غم هنج محوز  
 بی عیب حق نیست برضوان مطلب  
 خدای که وصال است چو بی زنا  
 تمام و بیخ عشق میسر نشود  
 هم دوست طلب کنی و هم خواجه  
 در حضرت حق نظاره کردن نیست  
 اول کرد و نور سبب نبود

چون جان زنده از و انا الحق خیر  
 خاک رده با قیمت عین بر شکند  
 عالم شود و ز شوق بهر شکند  
 همه علم انا برین بهر که داد  
 پارس کتف است منی که نه  
 بدی کند آنکه نیکیش عادت است  
 با دشمن که نیک کنی کرد دوست  
 اندیشه درین برای فانی محبت  
 کین بگذر و سه زوره زنده گانی  
 بی سوره و بی نازایان مطلب  
 انار دل بهج مسلمان مطلب  
 در حضرت معشوق مطهر نشود  
 آری خواجه اولی سیر نشود  
 و ز مردم بدکاره کردن نیست  
 آنگاه از بار باره کردن نیست

ای دل غم ببار و ناله ناز و نوحه  
 عجز از غم یار هر چه حاصل کردی  
 علی که حقیقت در سینه بود  
 صد خانه پر از کتاب کاری ناپسند  
 شاد دل آگاه که این دارند  
 کجی که زمین آسمان آتش است  
 آسان آسان چون آسمان آتش است  
 زنان می که غذای جان شتاب است  
 مار از دو کون تکیه کا میس نماید  
 که سنجید سپهر خرم کرد  
 غم می کن که کجی هر جای  
 سر رشته بدست یار و جان بر دست  
 باریه حیات حیوان بهر دست  
 از هر لب نشسته اطفال حیات  
 ما هم که پیش دوست ما ما هم  
 خون جگر دیده خونبار شوی  
 حال آنکه سیت که سیت  
 در سینه بود هر آنچه در سینه بود  
 با یک کتاب مانده در سینه  
 سر رشته عشق مینویسند  
 تا در زنگی برهنه پایین دارند  
 وین شربت شوق در گمان شویان  
 یکم عمر بصد نه ارجان شویان  
 نورش و تم ترک کلا میس نماید  
 در دیده مانیرک کا میس نماید  
 غم می را چار هر ستر می باری  
 دم بازون قدم رسته می باری  
 از دایه ایر شیر باران بهر دست  
 از یک گرم شربت جهان بهر دست  
 ما هم که روی خود کسین بتا میم

در مملکت آن رود که تا فرمایم  
 از سپید تن دانه جان کرد جدا  
 مضور کجا بود خسته ابود خدا  
 وز کوتر اگر رسم شسته باشد گل تو  
 مسکین تو و سیه های پیمال تو  
 در دام افی اگر عوزی دانه او  
 دیدی که چگونه حبست از خانه  
 صد سال وفا کی بکافات حفا  
 یکبار خطا کنی همه عمر خطاست  
 روشن کردم پیش خودش نهیادم  
 که عیبیان هیچ نیاید با  
 خود لذت این عشق نام هست  
 عشق من و معشوق مرثیت زوال  
 در دیده خلق مردم دیده شوی  
 هم با تو عشق کنند در چیده شوی  
 در مملکت آن رسد و که او را شایسته  
 در صورت کمال آن مسلک دریا  
 در حضورش بود و نگارنا الحق میگفت  
 در مظهر آسمان بود منزل تو  
 که مر علی نباشد آنقدر دل تو  
 بپوششین باش پیکانه او  
 چون تیر ز راستی کازان کرد  
 حقا که همه مدت مخلوق خطاست  
 صد سالی جو تیر با کمان با شنی راست  
 در پیش آینه خویش صبقیل تو ام  
 در آینه عیبش چند آن هم  
 عشقی از م پاک تر از آن زلال  
 عشق تو که آن میرود حال با  
 که حجاب قول فعل بچیده شوی  
 زینهار چنان بگو که که فعل ترا

تومی دیگر فتا حیدر دره دین	۲	جمعی متشککند و قومی بنیقین
کامی حیدرستان بدیه نه است	۲	نماگاه منادی بر آید ز کین
عقلم شد و صبر رفت و هوشم گشت	۲	عشق آمد و کرد خسته بر جانم
بجز دیده که آنجز دشت دریا گشت	۲	زین واقعه هیچ دولت دستم گشت
نه چون کران آدمی اشکال گشتند	۲	رندان می خستند با قبال گشتند
آنست که از جاه بغزبال گشتند	۲	علمی که بدرس و محبت معلوم شود
بر دشتن رشن با آسانی گشت	۲	کبریت چون زن که پنهانی گشت
این کفر از اسلامانی گشت	۲	ایانش هزار بار تلختر کردم
موری بدو منزل گشتند خرمین	۲	بروزه ششم بچندم بین
تاریکی سینده برده ختم بین	۲	کله قشیر ز قرص خورشید گتم

از طویان شکرستان این عالم قدیم است  
 و هند و شاه از این بیت را پسند آورده کجا تو باشی کردی بچهر  
 جوانی هست با چه خطر هر کجا بود با کند هست چه هر بقدر و با شد  
 و کند می از یاقوت است این بیت را بعضی ارشاد خواندند کجای نبرد  
 از گشته شاعران فصاحت بیایند و این رباعی

تتمت علی روی سستی که گوشه کرد میدان ضاحت است

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در هر روز که در هر روز که در هر روز که در هر روز که

در صفهان بروز کار تا تک شتر کیر اورا ملک الشعرا می نامند و میگویند

باشعرا ای رور کار در کجاست شتر سجدی و مردی شتر زبان بود همان

عبد الرزاق و محیر سلفانی را بخواه گفته و در مدح ارسلان طغرل برده

ملک شاه سلجوقی معالی لطیف تبسم آورده و طغرل پادشاه خوب صورت

نیکیو سیرت صاحب شوکت بود و در بزم فضلا نکلتا گرفت و شعر خوب

گفتی اما شفره قریب ایست از صفهان که درین زمان اورا شکر

میگویند چنانچه خود در ترکیب بند در مدح طغرل گفته اما این صفت را بر موی

اشعار شرف الدین زیور شرافت می بخشیم در زمینی که انور می

در صفت عمارت گفته او نیز عاشقانه خوب ادا نموده از الهام

لعل تو چون انجمن روح اقربا به بوی زلفت جو شیم سحر اندوزی

و عده وصل تو چون موم کل طبع افروز به دیدن و تو چون غزل روح اقربا

غره شوخ تو چون طبع همان فتنه است حلقه زلف تو چون در مرقم حادثه زلف

در نور حضرت غولبت نم و کر بیند حاکم دست تو آند ملک صغیر کسین

زندی بوی تو جان زنده تا بختی چه رسد هزار جا فدا تا جانین من چه رسد

کلار چه چشم و خوبان خط چمن است غلام حسن تو شکر تلخ چمن رسد



ز اشقات نظر تا به پیران جبر  
 برای دوش خورشید اجمن جبر  
 ملک بیدیه کشد تا به برهن جبر  
 زم و سبز برآمد از عقیق کیش  
 بیر سن شش آید شود آرزو شش  
 نان ریش و لم افتاده جاده قش  
 نیست با اینهمه بگذره غم کارش  
 غمزه عربه جوی و مژه و شمشیرش

ز تهنیت کرد و ز نازکی جبر و  
 شمشیر و شمشیر و شمشیر و  
 شمشیر و دولت دین نیکو با عیال  
 شمشیر و شمشیر و شمشیر و  
 حاکم ارکان نام که کار ازین  
 برین بود از ما خلاص هر کس  
 جام آمد لب و کار یگان از غم  
 که از ملت دستور جهان سخن برند

خط تو عالی بر روی آفتاب کشید  
 ز شرم رو تو سر در نقاب غایب کشید  
 رقم ز مشک باوراق آن کتاب کشید  
 قرار بر سر آتش با خیار کشید

رخت و سبیل برین شاکتید  
 عین کس غنا چشم مست تو دید  
 رخت ز برنگل و یان کتابی رخت  
 کجای آن زلف بقرار رخت

روزگار بجز فتنه چشم نتوان داشت  
 کنون که چشم تو آیین روزگار کشید

رخسار تو پهنیت که سپی بهار

قد تو نالیست که طوی کر حمار

آسایش جان کل موجود توی ۲

کدر غزنی و صفر رخ و زلف کتم

حربین عالم آیین مهر و وفا کو

آرزای پندتا که عارفانستند

جهانکار از اهل دعوی و لکین

مرالابق سوختن می شمارند

ضدایا از ان خوانکه از بهر نیان

آرزومت الا بطاعت بیجستی

اگر در بهار بدخواستی ندانم

ماه کردون ز خجالت جو برت نیگردد

زهی غلطیم خطرم کس بهان بیاید

بر رونق اور شک بر صد کلزار

همه میوه که از رو کن صد دریا

معیشوق نکو میت که معبود توی

میدانکه بهانه است مقصود تو

درین بانغ رویند مردم کی گو

اهمدم مردم دند مردم چند اگو

ز دعوی شمشاد بر خیزد کو ۱ کو

اگر صادق آتش و پوریا کو

بناوی اضییب من پیوا کو

بس آن تیغ خود و عطا کیم

و کربلی بسامیدی آتش یل کو

از تراری جو سر موی شو ستر

که تیزنگ جو پهرنت خرابه رو قضا

لطیف شکل طاق و شمشیر جو تختاب  
 بر سیری جو غراب بفرخی جو مسا  
 شمشیر و شمشیر در روز و شب  
 نکاویری که تک بکند روز با و صبا  
 زلف پیاد داده بر پالم بند ۲  
 بان نشوم کشاوه بر پالم بند  
 شمشیر و دیده سر و کرمی نشوم  
 بر خیز و سیوی باوه بر پالم بند  
 شمشیر و کماله بن فضل و صاحب شترازی از جوانان ۱۶۱ فسختوری بوده  
 تاریخ جمع که بنام سلطان محمد ضای سیده تمام کرده از خواهر نقیسه طبع  
 اوست که در تک صبیح تواریخ است یک سایه بر من افکن ای کار  
 سایه افکن کاندز جهان مزارم بر سایه تو مسکن ای طوق کردن  
 جان کیسوی شب نیت ضم شبی که سازم زلف تو طوق کردن  
 از بس که چکانم خون آن دو دیده کوی هزاره زخم کان شامی شده ۱۵  
 از کارگاه کرده و کس رشته نیا  
 تا بروش نیاید چشم هزار سوزن  
 کرمین چشم جو اند کو تیز در میان  
 پیجاره است حیران کشته است کود  
 در خانه کتی با صبح حشر با دا  
 قدیل دست را از آفتاب رون  
 یا و ایام نال تو ز لوح دل من ۲  
 بهر و فلک و کروش دوران زود  
 قلم مشوق بوی زشم مهر کشید  
 که همه که شلی جان برود آن زود

نفس بد بجز از طبیعت بد  
 نکرده باز ترک جسم زبون  
 نرود چون سیاهی از رخ رنگ  
 تا تو بر تداکش کی بود رنگ  
 شیخ ابوعلی شرف پانی می صاحب عرفات گفته که در حلقه اهل صفای  
 اسد کوی عمر صد تقا بوده و هزار بیت دیوان دارد شرف و ابوعلی  
 محاص میکند چنانچه خود فرمود ابوعلی دم تو حید میرنی خوش باش  
 چون ابدان برای بزهد خویش سازد قبا عیشی که بر دهن سر  
 ز کارخانه شوقش ملائمت طراز اصل از ولاست عراقت اما  
 وطن در پانی پت داشته باش الدین بزرگی و مولوی دو می پیکاری  
 و دبستی و بختی نموده ملفوظات او متعارفست و در آخر عمر غرق  
 در باری مشاهده شده پیکس را تاب دیدن او نبود و هر که او را دید  
 بهیوش گشتی و یا خاکستر شدی وقتی شیخ علاء الدین خلجی رفته نوشت که  
 علاء الدین خلجی خطوط دہلی را اعلام آنکه حواجہ سرای عشق بر سبب  
 در بید فقیر خدای اطبا بجز ندو که عشق بلرزید اگر او را پسندید  
 و الا نه بخت دہلی حوط دیگر خواسته خواهد شد و مناسب این بخت  
 آنچه فرموده مدعی دراک زبان همچو لکن گشته در از وقتت که

لا اله الا الله

چشمش جوهری شمع اندازم و خط مقدم درین را گویند و این است  
 بیخودیت که از این بر بیان اوست نازی بیکدم در خرابات  
 شایه ز روی سجودی نه قیامی ز تنگ کفر و ایمان در گذشتیم نه نام  
 چو چرخ برون از بهر دو کاهی میمده ای سپهر کخسته کاری بسوزد  
 از حنت که هر سودای خامی شرف ز نار شسبیت یکی شد تو خا  
 خواجه شو خواهی غلامی کمان برم که عشق تو جان بنیازم در  
 که کونه کونه غم عشق تو مرا آرزو کمان کرده من عرش را می شکنند  
 چرا ای کمان صافی بیا هم درد و دلم بچشم بودی و سر نه حاجت  
 در و سیاهی آن شوختم پیدا رم عشق باشد بعافیت زهر  
 عاشقان خیر و کام در ره زن - کریم در کرد عشق کرد چون نخست  
 ز در زده و زن ۲ که عشق نبودی و غم عشق نبودی حیدر  
 سخن گفتی که شنبیدی ۲ پمار شد دلم ز پی ناروان او نه  
 بیار اشفا اگر ناروان دهد ۲ قبولم کهن ارا هر چه هستم  
 اگر غم ز راهم و ریت پرستم بی دارم درون سینه خویش  
 هر روز شب من آن بت می پرستم و در جوخه و صبح در باک آید

در این حدیث

مخاوم بشود که ما یک بنیم همه  
 از استادان این کتب است  
 در صنایع و بدایع شهرت قوی داشتند و در روح افشاران وزیران  
 شمس بن حسن نقال قصبه که در واقع صنعت کار بوده و در  
 آن نیست. زاعتماد هوای <sup>بجای</sup> شهر بار عروس صبح صرا میسر  
 صفه بار و ایستاده چندی بی اشتیاق است اما هر وقت  
 حاکم اسلام صبح ملک و ملک مالک ملک آرام ناکت محمد و آدم  
 دم محمد اسم علی مرآتم و کار علم و سعد تمام مدرس حکما در حصول در  
 حکم معلم علما در حصول علم و کلام نثر از ادب فضل است و در بین بزرگان  
 در یاد دل بوده و بدنی امانت چنان بیان می نمود و از روزگار بای انبیا  
 نظمو آند از جمله ولایت فیر و زکوه را از ضمیمه تصرف میوزحی بر آورده  
 سخن عوفی گفته که او بیکر <sup>بموتی</sup> مشهور بود و در ابتدای خلافت نبوی از  
 خوارزم مجبوس بود این شعر را بخوارزم شاه فرستاد <sup>در ضمیمه</sup>  
 کیا عوده ام انبل ایمنی من هیچ ندارم که درین بستانی زنده باشم  
 پنجش تا با زنده زندان تو از شک چنین زندانی و چون از تو  
 خلاص شمایم <sup>بموتی</sup> در صبح پاوشاه انشا نمود <sup>در ضمیمه</sup>

تفتیح حکیم کو سگلی و روحی و توالمی می نموده و اثر مجله گفتنی  
 خیرل امیریت صاحب اسعد دین نود دولت تخم پیدا و فتنه  
 قیامگرو پیدشا و عجان جلال الدین که جان شل او در کنار  
 یکجا حاراسک عنان کرد و کیرکاب کران پشاور و  
 زهره زهره فلک بدر و تیزه کرسوی چرخ بکندارد  
 این کران اقلتان ناخوش را از برای چه کار پیدا رو  
 چون از دزد سیم تان کم این روسی زن انکار و  
 بکات او پاک در قلم کرد اند او را بالاک بسیار  
 شرف الدین نیازی صاحب عرفات از و چند پتی ذکر کرده و گفته  
 که انا و الح و اشقرا و خیری و کز نظیر نسیده شورش تاپره خاک  
 بود کویا از نو بیازان شیوه شاعری بوده اسم محمد وحش از  
 بیت ریخت کفیا که علیست پیشش دولت انور که معنی  
 امانت چون لم از عدل تو پای ظلم دایم در بند و دوست رفت  
 در هم شرف الدین منیری با فضلی بی رایت و زبان و عطا باست  
 در شش مکاتبات او مشهور است و اقلیم عبارتش از نازکی شاعر

۳۱۴

وصفت اشعار کلمات شیرین را بسته بوده هماغی طبعش کمال  
 سایر نظم شاعری افکنده چون خود بود چو پیر اور و هم  
 سیه و موی بسید آوردم چون خود کفنی که نا امید می کنه است  
 فرمان تو دردم و امید آوردم ملازم جمال الدین عبدالرحمن  
 صفائی بوده و جمال الدین هرگز از رستایان صفائی نماند  
 عجمی گوید زبان او می گفته و او زبان شعر مکفته شقیق بلخی  
 شمس الدین موکد نسوی میری بزرگ مقدار فاضلی نیکو ساری  
 این عجمی گفته که با درزی بسری در پیشا پور بسری بید کرده بخیه زارش  
 بروی کارش افتاد و چند کاهی رشته حیاتش صرف و ختن عشق  
 او شد و این رباعی طاهر است که بر قامت صفت او بر درخته حسن  
 که درزی بجزان منی از شلخ بریده جامه بیرون آمد و دل از کوه  
 دل و دین کرد و آنکه حوسر و شستن بین کرد و کفتم سخن تلخ ملک گفت  
 آن خود چو بلب رسیدن کرد و در موج ملک عماد آید این گفته حاجت  
 نظران بزرگ اعدای جلالت پیشه جو احوال نظم عیب کی دو چو

شعبان



فتنه یک بار و بدان نام تو مرهم بیمار اهل را کند اگر ام نمودار و قهر تو کجا  
 بر سر آرد کجا عادی خود شیر کی اندیش از حمله راسو صیقل  
 انصاف تو آینه دولت نموده یکس عکس جو آینه و زانو قاضی  
 شمس الدین منصور ابن محمود اوز رحیمی المشهور بصدر الشریعہ  
 خط کلمه کوه خیزش بر بهمت خط استوای فضیلت و حکمت موافق  
 ستر استان حالش آب و هوای حقیقت پرورش یافته با نظم  
 نثر او در ایوان فصاحت و بلاغت کتوده در علم طب و حکمت  
 سر آمد اهل رسوم بود چون نخستین پایه روزگارش محبت و کل فدا که  
 بر آند بود ثابت تا و ک محنت نیاورد و تیر تیر بید ف با اختیار  
 خط انداخت و بکس تقدیر درست آقا چون بان خط خوش  
 آب و هوای رسید پوشید حکمت و طبابت منزلت تقرب  
 خطاب کرد غاشبه احترام بردوش بستند او تن فکند صاحب  
 شکرده دولت شاه آورد که قاضی شمس الدین طیبی بر آواز هکام  
 و فصل صدر الشریعہ رفت و صدر الشریعہ در آتش قضیده گفتند  
 بعد از آنکه طلبه را درس گفت این قضیه را خواند قاضی شمس الدین

از مجلس خاست و بدیهه عیاب گفته بگذرانید صدر الشریعه و ...  
 و ختین بوده و قصیده صدر الشریعه نیست ...  
 شربت من و تو آواز خوس سحری خاست زدم بر ...  
 که بر خاست بیایه یکی پای ...  
 در ساغر مینای رنگین خور و انداز ...  
 ای داده تک آهو و بر چه دل این من اثرت جسد ...  
 ساید سینه کردن دلمایده دوش کز همه سینه کرده ...  
 نوزده مشرق شده محجوب ز غیرت ز آسید دست کبوت جو آلو ...  
 در عشق دو شفق لوی نوح نوح من ز اندام جوط سر قوی تو در که ...  
 رفت آنکه در ایام خزان خون زان بخت و زیاد خزان خشک شدش ...  
 در پیش خیر و امروز زمان نیست که میزان فلک را حملوست چو پروین ...  
 چو صدف پله لولو کوهی که طبق دارم از خورشید پروین می رگشده نکور ...  
 فشرده ترازو بر روی طبق مارستان خفته و لزان کز باد خزان ...  
 خشک شدش سینه و بیلو روزی که نه پیغم خست ای سر و خزان ...  
 چون خسته می نامم هزاره که کو کو قمری پوز کو کوزدند رو نمید و ...

۳۱۷

بیشترهای در از آمده همچو ابرو من کو  
همچو کسی خوانده که با لب چو گاه

خز گاه پیران ماه کتر از رخ نیکو  
ای آهوی خوشبوی هم از شوی و شکست

تو در جسته چون ز کس رخا تو آهو  
از زلف تو یکو بهب چنین و خطا

تو بنید بد زمان و نیاندید  
چون با خن مایان شد دوده بید

همگروه مکن پیشین غنچه جا  
در ای جهان چه کین سقش فلک را

در آرنده کت است با تون و بازو  
بشد کمر با و کتا و ند سراج

میران خطا لب بفرمان تشنگو قاضی شمس الدین محمودی و انجمنی  
و فصل و شاعری بوده همواره از شرح باران نصیحتش درین دنیا

طاعت رستی و از ز کس زار دیده یمن اشک بر من شکفتی محمد عوفی  
سرستایش بر بنوده و در نعت سایه نشین سدره رسالت علیان

الصلواته من اهل الهدایه ایات آید از جو بیار بیان او بتو در آید  
این به و بیت دو جرعه واری جو بیار است او سخن گفت عقل حسین

بختش از خدای تلقین کرد آسمان کعبت من زمین یارم در شی کو بر  
زین کرد که رسد و دیدار موی نیرند جا رویت طور سنیامیکشد

خج رعنا تو عاشق میشوی غالب بر روی زیبا میکشد

بی‌پیدی و کاری که کند هر وی کارش بود همیشه شایخ ضرابین  
 صبح بلوغ در بازار ابر برضما می‌گشت در پشت ابر برضما  
 همی تو تیار چشم خورامی‌گشت شمس‌الدین بلخی الباقلائی در محفل و نشو و  
 و منده خوشستانی صاحب محل خوش پانی بوده از بلج که وطن او بود  
 سمرقند آمد و از زندیان مجلس نظام الملک صدر الدوله وزیر سلطان <sup>صلا</sup> <sup>الدین</sup>  
 خوارشاه شد محمد عوفی گفته که چون سمرقند رسیدم چهارم دیدم که  
 هر یک در فلک فضل اقبال کشتی فیروز بود که همه در خدمت صدر الدوله  
 کاشی <sup>بیش</sup> <sup>بول</sup> قاضی شمس‌الدین عبدالکریم طبیبی دوم شمس‌الدین  
 باقلانی که ملازم آن درگاه بود و سیوم شمس‌الدین عمید چهارم شمس‌الدین  
 قاله وقتی صدر الدوله را صبحی بهم رسید هر یک آن سحر از مرگ <sup>بیش</sup>  
 خورشید <sup>کند</sup> و باقلانی آن رباعی گفت دست تو کار نو بهار گرم است  
 زو کردن جرخ زیر بار گرم است بروست تو کرمیت بگویم آن صلیت  
 ای گلین بود خار فارم است قاضی شمس‌الدین محمد عبدالکریم طبیبی نویسنده  
 طبیعت و نیکو شنایم بوده در ابتدای حال جوانی از طبیب بهری آمد  
 و طوره نشو و نادر آن شهر خوش آب و هوا می‌بود در طلقه <sup>در</sup> <sup>صدر</sup> <sup>الدین</sup>

کبریا سپهره در ارض افاد علوم می شد و در سفین گوهر نظم با یکدیگر  
 ترکیب بود و تا آنکه از بزرگان علما و فضلاء خراسان شد و از زبان  
 سیرالدوله وزیر سلطان جلال الدین خوارزمشاه کرد  
 چند بیت از قصیده ایت که در شرح آن دستور جلالت نشود  
 بر صفح برین دستور گذاشته بیا که هر زحما رکب نقاب است  
 زلمت در سرفلت نبفته تاب انداخت پاله در میان از می طربند  
 که در دمان ریاضین هوا شراب انداخت طرب سرای شنشاده کل  
 چست که عنذیب دروناه رباب انداخت زهی نبفته خطی گزین  
 طره تو زمانه سایه طوبی بر آفتاب انداخت جبهه شای بلون که در  
 رنگ آمیز زهر محاسن دستور کامیاب انداخت ۲ رو که کاک  
 تو شد حاکمک دلبری عارض کلگون بر آرزو عینری بو که در  
 رخساره من بر عرو و بشیر که از طرف کل سینه برون آوری  
 ریشته اشکار سینه لعل تو فقل ندی روزگار بر سر سغری  
 هیچ شتی نگذر و ننگنه رویتو قافله روزی سوی جان رهبر  
 کنی جرفه ای تنغ جبار از دست بر در عرش سید وصل ما تو کنیم و آدر

تازی خوش کام او با صبارا جو خواند  
 شغیفه بیقرار در زخم دردی  
 آخر کشید درخش غائم ازل  
 ۲ خطی که در حالک حسن فکند خصلت  
 بزلف او صبا بکر از بهر آن وزد  
 تا در جهان بخلق برایش شوق  
 ای لیر کی بوی شیتان لغتو  
 هر صبح در مزاج هو تنگند نخل  
 نین غم که جو سیم ناید ستا  
 کردیم چهره زنگ بسما بی زبل  
 خیرای گرفته روی کل از عارض خوی  
 تا باغ عم تازه کنیم از سیم می  
 از یک مد که زهت خساره تو کرد  
 لطف بهار نقب شیشه در زناوی  
 از ز کس سیه دل جاو سوال کن  
 کین جور تا جدت این عیوه تا کب  
 خضرای پیر حسن ترا اخر آفتاب  
 یکبار موی تخف سوی آسمان در  
 تانا فکیم در افق ساغر آفتاب  
 تا در کنار لاله کنه عسیر آفتاب  
 حطاره فرغ جمال تو مکنه  
 در دیده در کج این منظر آفتاب  
 و الا نظام ملک محمد کج یفت  
 در کوهر حدس او منظر آفتاب  
 از بهر استماع نواهای کلک  
 دری جید بزیر چشمیا کرافت  
 کرد پناه راه تو تش علم زوی  
 طالع شدی ز چهر جانتر آفتاب  
 از خط غالب تاثیر تو مانده است  
 ۲ دروادی غم نایب خسته آفتاب

بسیار است که چیزی نگاشته  
از طریقه قاعده مشک خطا هست  
بر روی آنکه بر سر زلف تو بگذرد  
تا اهل حق بر کن که جان را بر روی  
هم کشیز و از هر غم و شد سبک دید  
بسیار غیر تو با سر و حی و حیوان  
بر روی هر وقت در این راه خط  
از وجود بدی تو در دست ملکین رحمت  
هم از طلا و نقره شکر بریدند  
دل و جان همه حسن تو شده حسن خود  
چرخ کردن عین الکمال دشمن سوز  
بهر حسن کردی بی بر آستانه تو  
بجای شعر کجاست میفرستادم  
چو شعر خوانشی از من بهت عالی  
کسبای فلک بی پایت

۲۱  
زین خانه شش گوشه وین پر تو  
وز جبهه تو حسروایم ضیا گرفت  
شد ندی که تنگی عالم صبا گرفت  
صد سپهر صیب دریا عطا گرفت  
کو در راه انجمن خون کند نازت  
بیا فزیده نظیرت خدای بی مانند  
بگرم و سرد و عیاقوت فارغی ز کزانه  
حکرت شکاف جو تیغ و کز کار چو بند  
هم از طراوت نظمت چنین بریدند  
که شسته را بر آست آب را سید  
که یک حسود بر آتش از هزار آید  
که آستانه شوام هست بهترین سوکن  
اگر زاده طبعم تو میشوی فرسند  
بشد کن همین و چو س شاه بسند  
سرست درین عرضم کنم بر آید

جون از سر شمنت بیان آمد درو آید شطلم وقت شد

امیر شمس الدین غالب در زمان سلطان سخر سلجوقی بمصوب امارت

ترقی نمود و محمد عوفی او را با شمس دیگر از تدیان مجلس صدر الدوله و وزیر

جلال الدین خواند شاه شمرده چنانچه ذکر شد بهر حال صاحب فضل بود

این آیات در مدح طغرل همچو شهاب از آتش بیان ضمیر او و پیر آینه

سپیده دم جو بر آورد شمشاد شرق سپاه

رزوی صبح جدا کرد شمشاد شرق سپاه

نخار من ز بدل رودن عشاق

فکند دهن شیرینک زلف بر رخ ماه

هزار بار نوشتت عبده و فدای

بریده باد زلف نیلگون قدری

که کردم باه خفاف بیعت

چرا نکردم کم نام همچو دین شام

در هوای ملک چرخ کامران آید بی

و در محیط عدل ابرویشان آمد عیب

حافظ اسلام سلطان سخر سلطان

انکه از چرخ بلند سحرستان آید بی

پادشاه پادشاهان جهان کز رای او

عقل بر سحر ز بلخ است جوان آید

علیم شمس اعلم جوهر تیغ زبانش خضر برج و انشراح فصاحت بود

و کلمات بهجوشش کو بهر خسته بلاغت محمد عوفی گفته که او بار زبان



۳۲۲

صدر الشیخ تاج الدین عمر بن مسعود هم عصر است و این سه صفت چون سه  
 گوگرد نسطرا تیر لذ فلک بیان اوقات عارفان خردوی پس با سحر  
 شد بینه بر فرود هم و دروغ ریزم هر شبی پروغنت کیر ایهم گفتن یا  
 اندرین دورتن تانشیند کرد این دشتام بر سپهر منت که حکویم کیر  
 اما حی زنگویم کیر ضر ما کی با غایه در حد در کس و کون زنت شمس الدین  
 به شهاب الدین و حانی جامع هر قسم از فتون فضل و مهر بوده در زنده است  
 پیکر سخن صاحب سخن اعجاز خردوی بودی و او مداح خسرو شاه خسرو است  
 و تاشش کرو زراء عصر نیز بوده صاحب عرفات آورده که او غیر علی  
 روحانی این آیات از انعام روح بخش اوست برای حرص شکم  
 خوار و ایسه جگر خرد خوری نه ساز تمام غصه غم بسوی لقمه نمه کن  
 جو کاسه دهن زهر جریه نمه کن جو کوزه شکم غذای جان و دل از  
 قوت علم حکمت کن که قوت ضر و افزایش این غذا هر دم بخردی بسا  
 محقق راحت و مانع بسازد بروی از شر و نظم خیل و چشم کند لطف عباد  
 زنج و تاب و وف زهر صید معانی و زوگشای ایهم برای سحر  
 نشیند و خندان صمیر زنگنه یاره و از بند راهت کن قائم بنال

لطف بیارای چیده الفاظ بنوک خانم فکن مجید او خم اندر خم سخن بیاری  
 صبا بن پیش نکته کوی وجود که از دعای حاجات و کیم از زبان قلم بر  
 که کوب سلطان کل رسید از راه که ساکنان چین را فرود زود و چون  
 گرفت کردن شایخ از شکوفه در زبور شغف روی زمین آرنفشه در راه  
 سمنبران گلستان و کلر خان چین ز زبر غنچه چشم میکنند نگاه  
 خون کی لاله رادین است که شکر صلت ایام عمر او کوتاه اگر نه لاله  
 اندیش خسروست حیرا حلق پذیر شود و عمر و دستش نگاه جدا یک  
 گلستان بهر فخر الدین علای دولت سلطان عزیز و شایخ امام شمس الدین  
 محمد بن محمود الدیابی در لب باب عوفی بد کورست که مدت امانت و  
 قضای پیشاپه ربا و تعلق داشت و چند گای در خوارزم و الی و مسند می  
 پیشف بدرسه سلطانی بود در مدح شایخ الدین خجرتی که سر آمد علای روزگار  
 بود شمار بسیار دارد ای صفت حسن تو همچو علم بی شمار و علم شایخ  
 همچو علم پیش از نعل لب او شده است تشنه بچون و لم ای عجب آخر کرده  
 شده او آبدار خط تو همچون نبات سبز ولی بانگ نشاء تو همچون شهاب  
 تلخ ولی خوشگوار فصل بهار آمد و باره که تازه کرد نوح و نوحه کا

در دین فایزگار صفحه ششم ذکر صبار برش ساعد سیمین رو کرده اند  
 سیوسن آزاد کرده صدر جبار ادعا از بی آن بر کشاوت  
 یاسین چیار وقتی امام جلال الدین خوارزمی بمولانا شهاب الدین خرقی  
 نامه نوشت که مطلقش نیست نامه گزینا بدین جناب نویسنده  
 لایق آن از کجا جواب نویسند که جهان عکس گشت بس در معنی  
 دیوتو سوری را اشتباه نویسید هست کواه من آن حدای که او را  
 شیخ جهان مالک الرقاب نویسند کار ز روی من بدان حال مبارک  
 گشت فرون زانکه در کتاب نویسید شمس الدین دیوانی محمد عوفی کفیه که بی زنا  
 عالم بوده و نفسی سالم داشته و با سلطان طبع لعلاج خان راه شنای  
 و خدمت تمام داشته در زمان او نشسته عظیم پیداشد این رباعی را  
 گفت شاه که از شیر فلک را بیم است خسرو فرورستم جل  
 جم عظیم است ای دیو ستم رو که سلیمان آمد وی آتش نه زمین که  
 بر بیم است شمس الدین محمد بن نصر سکر خطبه بلاغتش بر بیم نظم  
 نثر هم مایه اشک مضای عرب و عجم بودی بقول محمد عوفی خطیب دانا و تمام  
 ادا بود و اهل بیستان وجود او می نازیده اند و صاحب چند تصنیف بوده

بنا بر حکم جمیع النجریین است که جوهر شریعت و طریقت را در و آب زنگ طریقت

این رباعی گوهری از ان در یابی نالامال است در عالم با این

کسی در عشق تو من باک ندارم نفسی درمان ولم که هست در نای عمرت

موجی زده در باد آورده سی شمس بن طغان کرانی طعنا نشاء کنت

مخوفت و ماه فلک طریقت و حقیقت بوده محمد عوفی آورد که چند شوی

پروخته و هر یک را در بیان حقایق مظهری ساخته و تصنیفات بسیار نیز

دارد و همواره سجاد و بی بی شاد در خانقاه سلطانی شهر اصفهان

و این بیت از جوپان او شخایت که از زبان قلم بکام رقم جلیده شد

تن شد کران ز مهرت دست از غم سبک شد دل شد سبک ز عشقت زهر

می کران و شمس بن نصیر الدین محمود بن ابی توبه جو از زمی تا

پدرش وزیر سلطان سنجر بود و جمعی بسبب دشمنی احصارت الدین کت

برو ساد و شمس الدین ابو حفص معارض او شدند پدر و پسر هر دو در جاه مجس

شدند شمس الدین این رباعی گفته و کار در نیتا و تا آنکه هر دو در سر

نفس گیر شدند وی بر پدرم نزد خداوند وزیر احمد زمین و پدرم

ایمیر که سبزه جوانی کم گیر یارب تو خجای برین پسر فقیر امام

از می در پاری و تازی داده محمد عوفی گوید که ز نیت الزمان از جمله  
 بیخات اوست این از بحر خفیف از آن طبع لطیف نمونه ابیت  
 بدو تو به زمانه آمد عشق تو سر تا نه آمد صبر از دل من کرانه کرده است  
 باع تو در میان آمد خواجه حسن الدین پی از صدر نشینان محفل حلال و کمال  
 بوده سر اور است روت آینه رخ جانت کفر لطف تو پور است  
 شعر تو دل بر دیده حجاب رفت و همه را بگذار بچانت شمس الدین  
 شاه آردم هر دو از زمره مردمان آگاه و عارفان صاحب جاه است شکر  
 حکمت و معرفت را طوطی خوش بیان بوده آورده اند که از شو شتر است  
 و این بیت از کفزار شکر ریز اوست برای آلت جان ساخت کرده است  
 همین زن را تو کوی آلت آلت روان کار و نما را شمس الدین مبارک  
 شاه بن بلاء السکر که مبارک شاه تخلص می نموده و با محمد عوفی در یک زمان  
 در دست برداشت شاه غزنوی نموده و این ابیات چون انجیات از طلاست  
 و قوم کلا بیان او در مدح عنایت الدین بر آمده جان سخن تو ذوق جان  
 دارد شیر نیان لب و زبان دارد عاشق چه شکی مگر مبتدائی

۱۶۵  
 سحر شبانه  
 وقت بدر که  
 به جای این  
 در آن حالت  
 در آن حال  
 در آن حال

کین منضج حسن را زبان دارد • شنبه سیر مبارک از نعمت بیکین  
 سیر سیت که دولت جوان دارد این کوکب به جوانی و دو  
 از بزه کی شنه حسان دارد فرامده حسروان عیاشات الدین  
 که لطف صفات عقل و حیا دارد کوکب زفلک سبک فرود زرد  
 که نفسی پرو کران دارد نیو فسر شیخ اولمه حیا  
 رخسار عدو جوزعفران دارد و در مرثیه ناصرالدین عثمان این در باغی  
 از تیغ زبان و لکتهای جواهر آساده رخشان ساخته کی تیغ توفت کج  
 دایره ایسلام از کفر تو نانوئی دارد سر بر کن و نیکر که زم که تو حیان در  
 پای ابله جبه بزندگانی دارد و له فی صفت الفرس نیز کاجی که کر زجا  
 بر نشیند کسی و گوید ما نارسیده هنوز ما باغ او رسیده بودی با  
 شمس الدین هستانی شهریار شهرستان حکمت و منزلت بوده این دو بیک از  
 خود کاشتهای دهقان حیا اوست بر دل ز جور عشق تو نیکر چه می رود  
 بر تن ز روزگار شکر چه می رود بی تو ز جوی فصل زویت آب عیاش  
 از دید ما ز حشر تو کر چه می رود و شمس الدین بن حاجی بجهستی و تو فصل نصیب  
 که خلق بود شهر روم رفت و ایجا منزلهتی در بایه فصل خود نیافت این قطره را زور

میانه شش ساخت خطه روم آمدیم خطه هند شنوده بودم کورا  
 بجوینت است دیدم الحی و دیدم حجتیه در کاهمی که با علیا است او  
 در شب ششیا نیست ندیدم از همه پوسکان در که او سبب بجزای که  
 کار او میمانیت درین فکر با عقل خوشتن گفتن که سیر خیر برای او  
 داناشیت بجانب دیدم کیشب جمال فرودی که گفت شمس این حد ششیا  
 در حقیقت که تویی من هم از محمود دوست گفتن در خاطرت همانا نیست حجتیه  
 در که محمود زاولی در یاست چگونه در بیاکان از گرانه پید نیست ششم بر  
 عوطه روم ندیدم کنایخت منست دکنه در یانیت تو شاد ز می و  
 بجا اول گذران که در خرج بگم ضایع است شمس این حاجی سهراب  
 لطافت طلبش از حساب آفرینست و سبب قهر فضایش بر فراز کنگره  
 کردون این ایسات در بگوئی از اهل زمان گفته در خدمت ای صید  
 فلک مرثه در دست کوزهر سحر از دهن مار بزدود چون دست برسان  
 بیل حبت بر آرد حال از رخ زنگی شب مار بزدود پیراهن در دوی  
 چون حبت پوشد از کون برهنه دوسه شلووار بزدود در حین  
 کتد شمسکی خا تار یک چونگاه ریاگاه زدیوار بزدود طراز زرد

دستار و لیکن او خود هر طراز دستار بزدود غدار زوینا یکی  
 نماید او خود ز یکی حب و دیار بزدود تقویم کس را در محسب بر خوانند  
 امسال گذشته کت و پیار بزدود و زانکه بهر زیارت پی نوبت  
 از مرده سخن و ز کفن آمار بزدود که در ویری گذرد چونکه بختین است تا  
 جلیب است و ز نار بزدود صحبت ولی انبی آن رفیق کج کو نعلین پی  
 احمد مختار بزدود همیشه که آن مرد که بد سیرت بد سخن خورشید و مه آرا  
 کنند و وار بزدود او کتختش بخت صوابست ولیکن ترسم سن و دوا  
 پیکار بزدود شمس الدین جناب دی شمره شجره سیادت و شکوفه شاخ  
 جلالت بود نهال ولادت و تر تپش در خاک پاک تربت نشود تا فیه  
 این دو بیت در نعت سید الابرار علیه التحیه و السلام اذان منتهی لب کلام  
 صفی ایام جلوه کر شد ای سر سلطنت بر که و بطیازده عکس رایت پیا  
 برکت خضرا زده با وجود تو شود وجود و یغش ازل نقش نرنگ  
 وجود آوم و حرازده <sup>سم قندی</sup> صب صبی شمس الدین اگر چه حال او گاه بود منظور  
 پیش از نشتره و لیکن صحایف از مصنفات اوست در علم کلام و او  
 صاحب فضایل بسیار بود صاحب کفحه السعادت که تا لیکن رسید



بخت درمی انقطعه را از نو ذکر نموده دستشان سپر بند کر نشیندی

که از نو دست تیر او به پیر چو رسید کاوش با حق حق دام او پیر بگرد

بما در او بگردم هم پیر بکید پیر اولب و دندان پیر شکست

پیر او سر فرزند پیر برید همچین کس را کرد و نزار و نیاید

انسی کو بخدا و به پیر کردید ورتو او را کنی لعنت من میگویم

لعنت ایله برید او علی آل زبیر و ایضا صاحب تحفة السعادت اقام

زور را چنین آورده فار و زیاده ستا هزاران فانه کیر طویل منضوبه

خواجسته شمس الدین محمد صاحب دیوانه از قبضه از دور است از اعمال حرمین و

دشمن حجج البحرین کرم و عرفان بوده و بسیاری از ازا زادن جهان سلطه

احسان او گرفتار بوده اند و در وزارت و جلالت ضرب الشل بزرگان

عالم است و دشمنان کبتهی کتا بهادر سالها تا نام او پر خسته اند که از جمله

شمنه کاتبی است و شیخ سعدی در حق او و برادرش خواجده ملک صاحب

تاریخ جهانگشا قضاید در بابش کرده و در تاریخ العنی آمده که بغض کل

حیراء بلایا عظیم از ساکنان بلایا و روم بر کار شده این جهان بود که استجا

فان بر اهل دیو خان بسبب زیادتی و دوست انداز محین الدین بر

کتابت شد در روز ۲۳ جمادی الثانی ۱۰۸۰

کاشی حکم صل الکاء روم فرموده خواجہ شرف عرض رسانید کہ حکیم فاضل  
عام نمودن دغلاف شریعت و عدالتت این کلمہ از تلامذہ منوودہ در  
بلاد فقہ ازان مسکسان بچطاشد و خواجہ شمس الدین پیر بر سر  
وزارت بردوش کشیدہ جدا خواجہ شمس الدین عبداللک مستوفی سلطان  
محمد غازی شاہ و سلطان جلال الدین بودہ چون ہلاکون از بچون در  
گذشت وزارت خود بآن کافی الہام داد و در زمان اتقا خان  
دہشت و فرزند او ارغون را محمد اللک کمر اہ منوودہ با خواجہ شمس  
اتقا خان مدت ہفدہ سال در ایران پاوشاہ بود صبح چار شنبہ ہشتم  
زی حجہ سنہ ششصد و ہشتاد و ہجداں در گذشت خواجہ شمس الدین وزیر  
او بود و برادرش مگودا را و علی شرف اسلام در آمد و احمد بنان لقب  
بافت و وزارت بر خواجہ قرار گرفت و خواجہ شمس الدین بیایا  
امر وزارت بر فاست برادرش عطاء اللک تیر بیاری داد  
امور مملکت مستقیم شد و چون ارغون خان بس از عم خود احمد خان  
بر سر یقینازوہی قرار گرفت خواجہ را بر صدر وزارت استقلال  
داد و عاقبت او را بوقان خان و غیرہ بچون اتقا خان تہمت زدہ

کلام جانش را بجایستی زهر بار شیرینی حیات بر آوردند و این واقعه در  
 سال شصت و هشتاد و سه اتفاق افتاد و بعد از آنکه در ریشیه اودان  
 کشته شد گفت که عالم را بوجد آورد در عالم شمس از شفق خون  
 بجکیده تروی بکند و زهره کینو بیری شب جابه اساید کرد و در عالم  
 روز برزخ نفسی سرد در بیان بدرید کونید که وقتی مجد الکلیان  
 در بی با و دستار او نیز جواب فرمود هر دو ترتیب سرد و سرد  
 و کشته شد در بحر غم و غوطه خوانم خوردن پانزده شدن یا  
 گری آوردن خصم نوی قولیت خواهم یا رخ کنیم روی بدان  
 بگردان یر غور شاه خون سا درون بس غمخیز روز کلا  
 باید خردن این کاکه پای در سایش داری هم سرخ کنی بدن هم  
 کردن هر تیر که از قبضه تقدیر برون شد کی شاید ازان تیر بتیر  
 صد کرد هر طلک که بر اهل جان کردم ازن پیش پیش آمد و احوال ما  
 هر چه برگرد یا تر امن و فابیا نورم یا ز تو من خطا پامورم با تو  
 و کانم صند که جبار او فابیا نورم بکه امین دعوات خوانم فیت  
 تاروم آن و ما پامورم و در ریشیه قره العین خوشی بهاء الدین محمد

مهر ۳۳۲

صاحب دیوان گفته فرزند محمد ای فلک هندویت بازار زمانه بر ما  
کیمویت از حضرت قد العت پشت پدر محمد نام بر ما  
در ماتم توجیح در آمد بخروش من در غم تو چگونه باشم خاموش  
نبود بستنی جام پدر ای جان پدرم پدر کردی شوی در جواب پدر  
جایز می نیز رباعی فرموده در زیر نام بدر آمدین مسطور شد خواجس  
عبدالملک جوینی ، صیوان محمد شمس الدین محمد صاحب دیوان است  
ایشان ولطیف بیان بوده در روضه الصفا مسطور است که چون  
ابوالارسلان بانگش خان بچون رسیدند آن بزرگ در مع سلطان  
این ریویع فرمود و سلطان بدوق آن حسنی عظیم تمام روز نشناط  
بشراب بگذراند و آن رباعی اینست لطف شرف کو هر مکنون  
سجود گفت رونق همچون برود حکم تو یک لحظه اگر رای کنی سودای  
مجال از سر کردن برود چون چرخ دلیرت ایام بهار عیشیم  
باید و شقایق بیکار در این جای سزه کو تنغ برو انداز بکای قطر  
کیمسنگ بیاریم خاک سر کوی آن بت شکنین حال می رسیم شقایق  
نمید و حال سپار از رقیب آمده در کوشم گفت میخورم غم ما و فایک

محمود بن محمود بن علی بن ابی طالب  
آن عهد بوده این ابیات را در معجزه شاه گفته

سید عقیق مین خراج تو چون کربا کرده دل مرد و زن رو تو از  
خوشین سخت نقش بهر بو تو از فیض خویش ساخته مشک

قاعده کفر و ظلم زلفت تو و قال تو قاعده دین و داد در که شاه  
ملت تو را پناه خسرو شاه این شاه عدلش حقین نورانه تافته در

چون کند اندر سوا نایع کانت غرور صف کشه اندر هوا از فی طومر  
محمود بن محمود بن قادری و فرزند او را در بیت و بدل شاد بروج و تن

شاه الدین طاهر بختانی از فرزند شوران و رضاحت کسرتان بوده لقی  
الدین محمد او صدی در عرفات آورد که دو هزار بیت دیوان او نظر

من رسیده این ابیات فصاحت نو ازان هزار و ستان کلشن  
پخت است ای از رحمت گرفته نه نکشت در دمان سودا پو مین

کرد نکشت در دمان از محبت تو هیچ دل آزاد کی مشور چون بنده  
کشت قدر تو در بوستان کاری نیاید از لب و دندان تو ان خرد

بلکه میری بدین و فکر میجویی بدان میجویی ندان وصل ترا بود ز برنج آرم  
رنگ

جو بر رخم ز زینند نام غم نو خدا یگان حشمت بجان ستانی از آنجا که  
 است کرد افتد کجتر شاه جهان ستان بی حشمت مانه قدس  
 فلک و یک این پاکیه نیافت بنه پایه یزدبان در سینه حسود و نور  
 زانکه گینه است آن گینه بزیکه از آن سینه چرسان ای بر در صلات  
 ایام پرده وار بر ما کبریا تو اقبال یسبان کر ستر من رسیده  
 بوس حضرتت از بخت نام ما ایم از روز کارگان حبه آنکه روزگار  
 سالد و روی بیای حبه آنکه دور رخ بان در بیان انتقصیده  
 سیدت که از روضه طبع او بروادی روح سعد الدین وزیر پورده  
 مژده روضه شمس آورند مسکسیم که در منتر جهان خوش زبان عظیم  
 چه دولتت که دل مست کس ز لعل سرور چه در حشمت که جان پاره نشد  
 ناز و غیم عالم از نفس من راحتیت شکر بکتبی اردو لطف  
 لذت عظیم ز صیبت قامت هم کور همجو حلقه دوال نسبت  
 چشم ستم کور با وجود دیده هم اران که صفا ال بسته هم در صفا  
 از آنکه صدر کرم تانده شد ز صدر کریم وزیر شاه نشین خدوین کرم  
 صدرش را سعادتیت رفیق سلامتیت قدیر جهان کرده

بعد تو زنده شد چه عجب که خوب خشک شود جا فوز دست کلیم نصیب  
 ز دنیا بپوشید بپوشید نصیب خصم تو در آخرت عذاب الیم ولی که بول تو  
 چون الف تینا جو کاف باوزانده آسمان بدو نیم ملک شمس الدین محمد بن  
 نیم که کرت ۴ اول ملوک کرت است که بر سندا مارت نشیت و او  
 زاده ملک کن الدین است و او را از فرزندان میر غزال الدین است که امیر  
 غزال الدین از بنی عمان سلطان غیاث الدین غوریست و زیر و نایب سلطان  
 بود و الی دار السلطنت بهرات شد حکومت قلعہ حصار و بعضی ولایت  
 غور را ملک کن الدین داد و چون ملک کن الدین در زمان امیر غوری  
 شکر خیز بر ولایت خراسان با ایلچیان جنگیز و لشکر دخول معاش نمود  
 کرد و آنرا دیوار جنگیز خان نیز حکومت غور را یافت و کارش قوت  
 گرفت و چون در سنه شصده و چهل ملک کن الدین در که نشیت و  
 ملک شمس الدین بر عاری و نشیت و بر سظم د انکیها که در حکما نوده بود  
 منبطور زمانه مو قان کشت امارت بهرات و غور و خراسان و سمرقند  
 و قندهار و سیستان با توابع با او مقرد شد در زمان بهاکو خان و او الی  
 سلطنت اتما خان نیز حکومت امارت بهرات و توابع اشغال نمود

بس از مدتی بممالک خواجشمس الدین محمد صاحب دیوان باردوی ابقا خان  
 آید چون ابقا خان از در بچیده بود دیگر حضرت باز گشتن بیست و در آن  
 بخوبی خوریز اصل از عمل حیات باز ماند مولانا وحید الدین بسند  
 فوت او گفته بسال ششصد و هشتاد و شش در شعبان قضا  
 مصحف و در آن جوینگریست بفال نیم مقدم ایراسیان محبت کرد  
 برآمد آیت و شمس کو برت فی الحال ملوک کت هشت نفر بود  
 قدرت ملکشان کبید و شتا توده سال و ملک شمس الدین بحفل و دانش  
 و شجاعت و سخاوت و حسن آداب اصفاد هشت رمزی از پیش  
 آمدند خود را درین رباعی ادا کرده ای دل طمع از دست عالی کس بر بختی  
 بخت کام زن نه بخت در دهر و چیرست پسندیده دل یار و نیام ما  
 غرضنا حال برون نکوسه هشت اربود سمر باشد برون روم شکر نوره  
 بار صرا باشد مذباده ارسرت ار یک کلمه برست افقه خاک پای شجاعت کرد  
 سز باشد با بن من بود دست بسیار شست باد و سزین بیوم در کباب  
 شست پر سیر از آن غسل که باز هر بخت بگریزانان که بزه است  
 آن به که خرد مند کناری کیزد یا گوشه قلع و حصار تی گیر می خواند

ایران



۱۴۹۱

تجارتی بود ستاعلم شوریده وادی کبر و ملک شمس الدین کبیر بن  
 ملک شمس الدین کبیرت ملک عیبت پرورد و او کبیر بود کبیر الدین  
 کبیرت و در سال ششم و هفتاد و هفت با شارت القان  
 حکم حکومت هرات بدو تعلق گرفت و فرمان القان او را بوقت بدین  
 نزد او رسانیدند کبیر گفتدی در تاریخ شاه مری آورده که  
 در پیش محمدرالدین در قلعه محبوبس بود امیر نوروز التمس جرم  
 کرده این ایات مشنوی گفته نزد امیر نوروز و ستا و مراد  
 خیره کش طرف دیوانه البیت که از وی بهر خانه افسانه البیت  
 هیچ آفریده نمی ننگرد سخن در جهان آفرین نکند و جمله ایچا  
 بجد از دایته و یا یکروز آرزوهای توت با نیم نزدیک تو شمسار  
 ز کردار این در ناسازگار شمس الدین نیازی طبیعی بی نیاز داشته  
 و حاصل و برک منمش بود گوشه که سسکس را ازین رباعی توان داشت  
 بیکان که حاصل سرد و زکوره شکسته دم آبی سرد مایه گرم  
 از خودی صرا لید بود یا خدمت حوبن خودی صرا باید کرد مولد  
 سالدین تبریزی عالم امر از حقیقت و سناک اطوار طریقت بوده

در خدمت شیخ ابوبکر سلسله یافت و شیخ رکن الدوله که کتب معروف نموده

و چون بدو اشارت توحید و تجرید شنودتی هم در خدمت کتب

کتاب کلمات نموده و سبوح و ارباب است عالم صورت

نسبت ارادت مولوی معنوی حیا به مشهور است و ماه بعد آمدند

صاحب طبعی زاکت آفرین بود و این

شهادت می نماید تقاص در دول گفتن چه حال چو خرم سینه

بعد عاریا که همین درد دل در نامه کنجد مکر در خون بسیا لایم صبارا

شمس این کسی از بزرگان زمان خود بود و خواجه عبد القادر مجلس خود

این طبعه تا از او ذکر نموده فرصت عمر در من صحت در حال

دست نگذارد قدر وقت فراغ بشناسد خط خویش از زان

برود و پیش نام شیر از غای عارفی بوده که از خود شنای کج نامی

رسیده حیا بجز از زنت او این معنی تراوش می نماید

شناس که شنای خدا که خویشناسان بی دیده شناس

یکیم شمالی در شهنشانی در شهرستان فضل و کمال از منتهی

بوده و هوای شمال طبعش در پرورش نهال خیال استعدال شکر



تو ز نیاز دست آنکس بر سرت ز کرم را چه کشد و سخا نامی که در حق  
 من این بهر تیغ تو هر دم هزار در معانی پیرو در تو آفتاب در  
 کان که سخن جز آفتاب گوهر کارا که پرورد شد در کجای با  
 مهری نام ز سبده گلان جناب تو می برد لیکت از ره کرم  
 دارم امید آنکه روزی بیاختارم <sup>بیاختارم</sup> <sup>بیاختارم</sup> <sup>بیاختارم</sup>  
 مدتی اختیار ملازمت اختیارالدین علی روز بهی نمود و او <sup>بخطیعه</sup>  
 و بیخ او سروده ای سپلوان کام رو اختیار دین ای طلق هزار  
 کشتن انعام تو هوس خون در دل عدوت پیوسته چون نظم  
 شوره نیلا ز بیم تو هم ناک آبتوس مانند کندم از چه زغم سینه بان زهر  
 از اسپای خنج نیاید می بسوس شد یکدی و مکه سنده بشوریده است  
 زین ختر مشعبه و ایام جابوس همتش ز دروغ و غم صفت حال او دروغ  
 نالید نشن نه فاشه پیدای از خروس تا خدمت و دلح کند حضرت  
 آید بدو که تو بماند پای پیر <sup>امام شهابی سلطانی</sup> <sup>امام که</sup> <sup>فان بود</sup>  
 در سلطان عالم خیال در عاشق مشربی طبعی تقاضا طلب <sup>دین</sup> <sup>دین</sup>  
 بلاحق آشنائیت و شاهد حالش این چند هوس فرزند است

تذکره سادات کرام (۱)

۱۱۹۸

بسیار حسن و زلف و زنج کاکار من سنبل تازه بر گل و برگ

بسیار چشم کلمه بوسه زان لب موسوم گل گشتن

بسیار سدر بن عرومانیکه بدت و عده ترا هم زدی

بسیار درج جان بدست مر تن ابرک بلا ز من سایه صفت

بسیار در در کاکار من سایه دوتی فکن شهاب الدین محمد بن شد

بسیار کردن و کوشش عروسان فضل را از کوه های بیانش زیور جاودان

بوده و این چند بیت از قصیده زویف گل را در بدج حسن و عکس

بسیار شاه بن مسعود که آخر کار پادشاهان آل محمود است ادلموده

بسیار شکر دولت محمودیان در سال ناپضد و بیجا و بیخ و

شده و عیاش الدین سام غوری صدر این امر کردید ساقیا در ده

بسیار پر لذت و دیدار گل و زطرب رخسار عود بوز چون رخسار گل اگر

بسیار در اجون آفتاب از مشرق سائغر برآر لهور انبای صبح از مطلب

بسیار است شامان تاج دین حسرت کس آنکه تابان شد در کس

بسیار کتیم شتو اکل محمد عوفی آورد که وقتی دوستی و دوستی کل بیگ

بسیار روی خربست و انقیطعه را بدیه انشا نمود شاخکی چند ز کس عیاش

اس کبیر

د

اللهم صل على سيدنا محمد وآل سيدنا محمد

کلکلی چند تازہ چسپدہ آنندہ دیدہای بی چسپدہ وین ہنر ہنر ہنر  
ای دہدہ در حزان زہجہ کمالیت بہار چشم دارم زہر شکر شکر ہنر ہنر ہنر  
نی دیدن جمال توای نور چشم من ہنر ہنر ہنر ہنر ہنر ہنر ہنر ہنر  
روز گرم گذشت گرم را بیوستان اندر میان سبزہ کنندہ اشکار چشم  
و فرشتہ شعلہ حیات شہاب الدین رسال پانصد و نود و ہشت و ہفت  
شہاب الدین خالد فرزند حیلانش درستان فصاحت و بلاغت  
مدت آفرین زبان جوش نیر بسیار نکلین افتادہ نکل چندہ کارنگہ آن  
فصاحت پراکندہ ساختہ اینہاست ملک الموت از این طبیب  
می بشت کہ بار کا خدای کہ جبار از خلق خالی کرد اندرین کار  
کم شدم سہ و پای یا ہنر شغل و در کن اورا یا ہنر اخذت و گرفتاری  
ہنر محبتی پراہدیم در دست گرفتہ جوب ارزن رنہارنگہ  
گرفتہ بیروزہ نظارہ بروز ہم و برین پرسیم انان میان بکیر  
کیں جویت چسپرازند برارز لغتہ زینت رو سپہ ہنر ہنر ہنر  
محببتہ رہن زین شیخ ابو الحسن الشہید السلیحہ از ہنر ہنر ہنر  
سامانت و سامان فصاحت با کاشش بی اندازہ بود و ہنر ہنر ہنر

بسیار نازده محمد عوفی گفته که استاد شهید را شعری نازده  
 در روز پنجشنبه در روز پنجشنبه و در هر دو میدان سواری نور خواجه  
 با بسته اطراف که ابو محمد عبد الکاظمی روزی تالیف کرده  
 مشتمل از او آورده است و استاد در دکن به پیش دستی او  
 در مکتب او این دو بیت فرموده کاروان شهید فانی  
 پیش آن زمان رفته که وحی اندیش از شمار دو چشم کتب  
 و حساب خود هزاران پیش آنچه از اشعار شهید مطبوع است  
 محمد عوفی ذکر نموده و از الجمله این دو بیت است که در مکتب  
 خراسان آبر سعید ابو الحسن نصر بن اسمعیل بن نصر بن علی بن  
 جهان کوخت را آورده که در جهان کتب بزرگوار است و او را  
 مانند دانش در بیخ آبی از آنکه بی بیاسی و لیکن از تو نیست  
 بی بیاز حاسته میام کنج بچین بار و از ما تو رو نیست  
 در تالیف کتب کساه بیست ۲ جای ادب با هزار کس تنه است  
 در تالیف کتب کساه بیست ۲ جهان ناز که به بودی بلده است  
 در تالیف کتب کساه بیست ۲ خردمند می نیایی شادمانه

دانش خوانسته است کس و کل ۲ که بیجای شکست  
 هر که او است است خوانسته است ۲ وانکه راجع است  
 دو ششم کند از افتاد بوی آنه طوس ۲ دیدم صعدی نشسته  
 کفعم جبهه بر داریکه ازین میرانش ۲ که از هنر نیست که هموار افشور  
 شهاب الدین ابوالحسن طلحه ۲ که از کسای عالی را نوبها  
 مایه دادی و جیب حورای سپار از دم جانفستزای فصاحت  
 سارا و دستاد می گشتی چتد که از پراهن پوسف خیاش و زید  
 که در باغ جانرا معطر می سازد و از اقام شهر باغی بیشتر می برد  
 زهره آنکه نه پنجم می سسای را ۲ کنارین جو سسای نشد  
 زرف در پیماندر زریح فرقت ۲ کنارین که به سنی در و کتاره شک  
 جو شک من ز صفا رنگ روی او ۲ کم ز بهر تسلی دل نظاره اشک  
 آنکه کمیدی فارغ و ساکن است ۲ بر خاست جواندرو هوا نیست  
 آنست که بند جز را بکند ۲ بند سر ز لغتویا  
 یاوت زوید تا پنجم تا جگنی ۲ در پای علم تو از خستیم  
 در هر که تو که خستیم ۲ دید است از تو بود در خستیم تا جگنی



از رنگین توکل سفینا وز دست  
 کل را تو چنان خوشی در سر انگشت  
 دست ز عم فرقت آمد بخروتن  
 بخت نیست بدارت دوش  
 جان رفت زیر ستم سلام تو جود  
 دسوخته شده عده خام تو جود  
 دیده ز وفاتشان آواز و گریه  
 غمناک بهم از توبه که شاد و گریه  
 دشمن ز تو ای دوست بمن رخسود  
 ای که در غمت ولی بود و نبود  
 صانعان پیدا شد هزارا بخت بریر  
 از جوهر تخم برین تو بر صبح جهان  
 خالق را آفرین باید که نقش کاین  
 امرا از خاتم قدرت مصور کینه

هر چه شکر تکلیف او چون بنده کان  
 حلقه ماه نو اندر کوس ~~انحصار~~  
 کیمیای خوش از بهر آسیا جوید  
 و من کا ترا جو جیب ~~خج~~  
 نهایی غزال مجندی محمد عوفی گوید که شهابی شهاب فلک  
 و زیبا ترین او ثقه طبیعت را چنان سنجیدی که در و ذره قطعه نگریدی  
 و یکی از طایف طبع او آن بود که هر مطایفه که در حق او گفته بودند  
 با دوستی و حکایت کردی از او شنیدم که وقتی از مریضی را رفتم بر آن  
 السلام این دو بیت در قدم من گفت . شکر استوده عالی بود  
 که از آن بود در دلم حسدی چون شهابی رسید باز از مری  
 شکر من را رسید چشم بربا و گفته که وقتی شکر حکیم در پیرا آمدی  
 میگردد شکر الدین خاله این دو بیت بگفت . فرزانه شهاب  
 دستور افاضل را تو بخیر پیشرو غیب باشد چندان نکت  
 در گفته در است این طرف که چشم تو جز غیب نباشد این  
 قطعه را در حق ظاهر اندر دل و زیر هر است گفته ~~ضمانت~~  
 سینه پر از شهاب و اوت بودین که گاه جو دگفت آب بجو کانتیم  
 که سینه آن خود بر فلک برد ایام . کان مبر که سر از خطرتان

ز شش شش حینه کعبتین نشان نبرد  
 ز شش شش حینه کعبتین نشان نبرد  
 زهی دماغ سه خود کبر این کجا نبرد  
 زهی دماغ سه خود کبر این کجا نبرد  
 که تا بنیرم دیک از تو را یکا نبرد  
 که تا بنیرم دیک از تو را یکا نبرد  
 که کبریتی تو از میرا بر این نبرد  
 که کبریتی تو از میرا بر این نبرد  
 خیال شهرت کفار از میان نبرد  
 خیال شهرت کفار از میان نبرد  
 زدام تو کجید را یکا و جان نبرد  
 زدام تو کجید را یکا و جان نبرد  
 عید همه کس روی جو خورشید نبرد  
 عید همه کس روی جو خورشید نبرد  
 طغرای مثال عسر جاوید نبرد  
 طغرای مثال عسر جاوید نبرد  
 ستاره فلک نکته وری و سخن دانی جوده این نبرد  
 ستاره فلک نکته وری و سخن دانی جوده این نبرد  
 خیزی چیدست که از بیخ خیال او برافین سپان تا فضا نبرد  
 خیزی چیدست که از بیخ خیال او برافین سپان تا فضا نبرد  
 در خروشد اندر نبرد فرود از کبند لاجورد و خروشی خا نبرد  
 در خروشد اندر نبرد فرود از کبند لاجورد و خروشی خا نبرد  
 بگرد آید بچرخ اندر آید بچرخ ۲ که هم جلیل از نبرد  
 بگرد آید بچرخ اندر آید بچرخ ۲ که هم جلیل از نبرد  
 بر آب سیاده فکته جوی کفر النون و بخت نهی نبرد  
 بر آب سیاده فکته جوی کفر النون و بخت نهی نبرد  
 خاکت زمین فرود چون قارون شهاب الدین نبرد  
 خاکت زمین فرود چون قارون شهاب الدین نبرد  
 احمد بن مویب الدین سم فندی فاضل عالی نبرد  
 احمد بن مویب الدین سم فندی فاضل عالی نبرد

بود شیرینی در کلامش همچو بلخی در بادام حشیم تیان سرشته بود

استعاره بجاخت باللب لبران غشته در ضاعت

عالی مقدم است نسیم از اوکی از روضه شش میوزید

عوض مطلق دیوانش بزمین قضیه را آسته بود بر در محاق

بودن عمر ضایع کردنت خاک آن در بنو آب مبدی کاش روخته

زان که بیان هر که بر کرد روزی باشی آسمان بر پایی او بود

زجاج چون نیست آنکه اثر کشت سبز آسمان از فضل او هم عطار

خوشه دارد هم قم با خرم نیست از من و تو کس نه تریه است گلش با

و انگش شکر که طوق ماه نور پر کردنت در کد زرین عالم کند مزلج برود

که جفا می و دل هر ابا زرن از دست مرد دینی در دل با شوق کام دل با

زانکه دین و کام دینی بجواب و غنیمت حله جنت کسی دوزد که هر روز

ن چون بلیسک اول چو حشیم سوزنت خواب خرگوشی جل کفایت است کرد

الحذرین بیسپه راه روی میز فکند هر کجا نوریست در عالم نیست

هر کجا سوزت کستی زن شیونست هر که شصت اصل انداخت در کرد

خسته کرد و که چو ماهی روز و شب در جوت تیره کی اچیت روشن شود لکن هنوز

کز آن عین خیر غزل تا بر شستن چو طشت  
 بر سر کبکی شاعت حجره هوا بکمر گرفت  
 کافورم که ریح خود بر یک مسلمان فایز  
 با گوشه ای ترک کمن سیاهی بسین تن  
 ز خندان تو چون گویت چون کان آفتاب  
 ساز چون سازی تو طرد دل رفتار  
 وقت راست بهرم مزاج شیر با شک  
 ز بابت می نیاید ز رخ عاشقان گفتن  
 سزود نامزدین حسن و شاداب شرف عجب  
 خداوندی که دستش کز رخ دوستان راست  
 چرخ از صحبتش طفرایده ایم اندر کم  
 جهان عاجز شد از عدلش جهان در همه محرا  
 ای اعمال جناری که اندر عرضه کتبی  
 باید کرد سبایت سپهر قوت دورا  
 اگر قدرت کنی بختی بختش این  
 کز آن عین ما را سر ما اندر کشت  
 آن همه سینه زرق طر پر و پرت  
 ز عین عالی و نامی برشت  
 نیمه نانی مخورم تا نیمه جانی برشت  
 سخن را خاک زد در چشم من را جا که بر  
 هر چه در پرده است و پروین در آن  
 بهیچین بختی تو ملاحت را در آن درتن  
 وصال است با جام خلا ف آب بار  
 جواز هیچ سملحات یکبخت زبان  
 که دستش در کانت طلوعش در آن بسکن  
 عدو بندی که تغش کرد شهنشاه  
 هر که در داز هیبت شهنشاه استین  
 با لاله در وین است سوسن  
 هر که از ظلم و فتنه یار دینت بچون  
 در یادگر بودی درت جهان در همه سنور

کز آن عین خیر غزل تا بر شستن چو طشت  
 بر سر کبکی شاعت حجره هوا بکمر گرفت  
 کافورم که ریح خود بر یک مسلمان فایز  
 با گوشه ای ترک کمن سیاهی بسین تن  
 ز خندان تو چون گویت چون کان آفتاب  
 ساز چون سازی تو طرد دل رفتار  
 وقت راست بهرم مزاج شیر با شک  
 ز بابت می نیاید ز رخ عاشقان گفتن  
 سزود نامزدین حسن و شاداب شرف عجب  
 خداوندی که دستش کز رخ دوستان راست  
 چرخ از صحبتش طفرایده ایم اندر کم  
 جهان عاجز شد از عدلش جهان در همه محرا  
 ای اعمال جناری که اندر عرضه کتبی  
 باید کرد سبایت سپهر قوت دورا  
 اگر قدرت کنی بختی بختش این

وگر کردون کشد کزین بگوشش کوشش نیکین در از روز که از بهیت ز پیران

فروش جان از درها بر آمد خان اهرن ظفر جبین در آجین یاب در آن

چه ای سوزان شده میان جوشش در دل این همی جویش خون از حلقه شک زره پیر

بر آن گوت که آب روان ریزد ز پر و زین - زمان تشنگان کا ام چون محل در آن

بزی خود مغز سو و همچون سر مرده باون جو اندر رسم دل بی بان کوبال کوه آسا

چو اندر کتیه پوستی بدان شیشه شیر آون تخت از کعبین کا عجم هاک کعبین

سپا زده شد میدان مهر مهره کردن جهان از کشتور پشمن زراعت مندی سر کوهی

که گش روی نه پند میزد در که مده من خداوند از رکاشد پیش تخت تو خان

نشانه بوده در هر فصل و فتنه کشته درین فلک بر کلکشان با ظرافت با نشان قام

روان نظیرشان عینش صرد با بختان الکن ندانم با کجا رفتم می دالم کون باریک

بجکم عقابان در فکندم میدان کوه تون مثال بنده و صدر تو در آشنای آن

همان پویه آستان با از اند چنین ابرزن الائنات صبح دهر سازد صبح شاد

کی مرماه را یاره کی خورشید رازرت بشیر از طریق عمر راه و

بافضا از زمین کجا پنج دشمنان کن شهاب البین ممره بن جمال البین

بد و انی صاحب عرفات آورده که در زمان دولت سلطان کردین

پسر دین سلطان شمس الدین سرآمد فاضلان عصر بوده و او را حضرت  
 المازنی شریف و مسلمات یعنی سرای خود اشارت بجای آورده  
 در بدو او ان مست بر خیزد شتاب همزه نشین  
 در شعر مرغان دلی را نوا و در شعر بصفتای مشکلی التفات می نمود  
 همچو این مقصیده بی الف که فرموده  
 منزه بر کسین پیش دارا عهد  
 در سنگ بوده کش کرد نشستن خیر بر روز اول شب هجرتو بدل کرده  
 در شرف دولت خورشید دین بود زهر پهلوی وجود مجد ملک علی  
 که نیست همچو علی بچیز بوقت خطر ز شرف لفظش دروین گرفته صد  
 ز بیم بدلتن بود کشفه حجر بچشم معنی بدین در عروس فکرت بین  
 که جز صنعت من نیستش در کز  
 زین چونک بود به بود خست تم  
 ز طبع خرم شیخ سخن پذیرد زین  
 زینج و محنت طبعی گشت پرده  
 بگو کرد بی تربیت سخن گستر  
 از زبان کرده شکاف در می کام بیان  
 در عهد عقل راهی درس که صفت  
 نیست بر حکمت ز رموی مجال علمها  
 مسعود و ملک سلیمان لبوری را کمان  
 آنکه سر نه چید از درت بز در کش

کشت موری زبان چون سوسمار مع خوان در رهت چون موی بچوای پور  
 ماه با چون دو نیمه کرد از تیغ زبان دید اندر لقمه و صحر  
 اه معده است این چون گزین رده خوان و لم همچو پده تورست  
 نهنه آستین موری میان مختصر موی سه بوست پای مور در چشم جهان کیست  
 که باشد در میان چه باشد در نظر موی شمع چون مور در است همچون موی برین  
 ازین با کرده در سبکین لبش هرگز از موی چو موران پایال خود مداد از موی  
 که بر سر و راق میگویم زهر موی چراغ دوده بر زمین که از حکم موی  
 دل موری پلایازد از دور که موی محمد آنکه بی مهرش زوید برشی هم که  
 ز مورو مار و وحش و طیران موی کندش چون شود میان موی صده موی  
 سمندش چون جولان و صبح موی خطی چون موزنطی چون شکر آورده ام  
 بجز احسان بخشش در نمی آید در موی هر زمان این بر کرک شرفی طهر خوا  
 آن که با سبک میل و کرک وقت آسمان نلیکون باله شم را کرک سبک  
 روزگار نیز و نش صبر را با کرک ار شیخ شهاب الدین بهر  
 صاحب نفحات از آن آورده که نام او بچی بن حشمت است و در حکمت متعالیه  
 و اثر اقیانوسیک دانا بوده در هر یک از آن تصنیفات لا اله الا الله و غیره



در این مکتب بسیار مشهور داشته اند خواجه رفیقان او در راه دمشق که  
 در آنجا در هر جمعه خرم خرم میزدند و او مصافحه میکرد شیخ اصحاب خود را پیشتر  
 در آنجا که او را منی نیشد و دست جب شیخ را کشید دست از نشاء  
 جدا شد و زن رختن گرفت ترکان ترسید و بگریخت شیخ آنرا برداشت  
 و بیایران رسید و دستری مسدلی بود امام نامی گوید که بدان کار را  
 ناپسندیدند پس علی که بچنین کار باکتاید و هم در تاریخ یا فنی مذکور است  
 که در آنجا در عقیده و اعتقاد حکمای متقدمین ائمت زده میداشتنه  
 چون بجلب رسید علی تقبل وی فتوی دادند بعضی او را مختار ساخته  
 میان انواع فخر و چون وی ریاضت عادت داشت اختیار کرد که را  
 بگرشکی بکشد طعام از وی باز گرفته تا بمرور عمر وی بسببش با  
 جاسی و هشت رسید بود و این قصیده در سال پانصد و هشتاد و  
 واقع شد و اهل حلب در باب وی حقیقت اند بعضی گفته اند که بعد  
 از آنکه در آنجا از وی ظاهر شد اما سنا باین را عیش عقلش  
 چنانچه می بود وی باید که عقل بر علم غالب بود و در آن طایفه که در عالم  
 سراج دومی بگفته و فرود آمده مقتیم شد و از عالم ربانی سخن

میگویند اما همین عالم ارواح است که ربانی پیدا کند که میکند  
 و خدیو از جذبات بروی نهد و نام دی او را در عین کبر و از عالم  
 ارواح به عالم ربانی کشد تا محبت یابد که جذب از جانب مجنون است  
 پیداست چه آید ز هوا و هوس لیکن شیخ مقتول مقبول اهل  
 تصوفست و از تصنیفات او حکمت است و هیاهو است که  
 علمای عقلی را بر آثار جانوش مجتهد است تفسیر  
 در قدرت نام بوده و این چند رباعی و او در زبان فلاحان  
 ذکر نموده که کیفیت عشق حقیقی از وی تراود بجز تو شایسته  
 از دیده کشاد خوناب دل که با لبم از دیده کشاد باید جو  
 اندر من حالی که در آید لبم از دیده کشاد بخشای بر آنکه جز تو  
 نیارزش نبود جز خوردن غمها تو کارش نبود در عشق تو حاشا  
 باشد که در بام با تو و هم با تو قرارش نبود آسایش  
 جمله موجود تو می محبوب نکونیت که محبوب تو می کرم با خط  
 رلف برم دانی که بانه است مقصود تو می شیخ شهاب الدین  
بیکری سهروردی نسبت او بجزقه بعم خود ابو جیب سهروردی  
 از جمله بیک کانت ان است در مستط خلیقه

پیر پست بخلیفه رسانیدند که وی هر روز دو ختم قرآن و طلیفه دارد و  
 هر روز دو رکعت نماز ادا می نماید خلیفه حجه از موم او را طلبید خلیفه  
 در در و در رکعت نماز ختمی بجا آورد که هیچ وقت نماز او از موم و اوت  
 فرونگذاشت این دو رباعی اندان خاتم نکشت هر بیت ولایت  
 سرای است وجود عدت است سرمایه شادی و عمت او است همه  
 بودید سروری که بی بینی او را روزی از سر تا قدمت است همه  
 سینه ابوالدین و الدوله المله و الدین صاحب الوتکافی وی پروردگار این  
 سده الکتبت حجه عوفی الاستکفافی در عالم استیفا بر جبه بود که  
 عطار در در خدایت او بجز کردی و منتهی فضل او را تقریر نمودی و سبانه  
 استکفاف را در علم استیفا ساخته و قانون حساب را در درج  
 بنوده و فضلی بی پایان داشته این چند خط حجاز و در شکایت  
 پیشنده هر چند که زمانه سر ارم بلید است در کشت این کار هم  
 بجز نیست بجز فضل و کار همه شکرت است فی بای ناستی و ختم  
 شکایتیت در جلد رفت عمر بهره جنان گرفت انیس - اصل واقعه دیگر  
 حکایتیت بجز و عود من بشد در مننه جنین باشد کسی کور ادرم

mundane or monotonous, almost appearing imbalanced. Mir Ilahi has often described the name of the certain text of his time here or referred to them keenly in this manuscript. He has also made use of reference as seen in the names of his predecessors. With a lot of generosity he has referred to their works, giving them their due place. He has recorded several secondary details of poets in this manuscript too. For example he has recorded that how Farukhi's Diwan's commentary was written by him. He has written about Sheikh Jamalludin, with the fact that he lived near Hisar where people used to rebel quite often and King used to send his army to sabotage such uprisings. In this anthology Indian poets and writers were also included like Sheikh Hamiddudin, Sheikh Abu Ali Sharif, Masood Bin Saad, Alauddin, Nizamuddin etc. This anthology has names of poetesses and gives them recognition to a great extent. More than poets and writers, musicians, artists, architects, sufi saints, religious scholars are also given due space in this manuscript. This how it proves to be a rich reservoir of information of that age, it is not solely a literary anthology but rather serves as a treasury of other creative information with all vividness.

Nizamuddin Allahabadi, Syed Hadi, Sheikh Jamali, Amir Syed Sharif etc.

This manuscript can be quite challenging when it comes to reading the text written around the margins. At some places these important text inscribing margins are broken or have imprints of moth infestation. Often the script of writing on margins has been notified as *Shikasta* Script. After a thorough analysis of this manuscript in my personal collection defines that this anthology is the first edition whereas the Berlin Manuscript is second part or edition of the same work. In my personal collection I have found out, as mentioned on its colophon that Ilahi intended to write in this first volume about classical poets or ancient poets. And second volume was to be devoted to poets of medieval periods and third volume was to be dedicated to contemporary poets of his age. In both the editions first few pages are obsolete and not present therefore to establish a sure shot fact is challenging or not possible. With the help of my personal collection of this manuscript's colophon justifies that actually this was the layout of his anthology. The colophon confirms that the anthology was first time calligraphy-ed in 1065 AH and Ilahi died in 1064 AH in other words it can be confirmed this anthology inscribes the time line which shows remarkably shorter time difference in the demise of Ilahi and the completion of first volume of the manuscript. What is important to observe how Ilahi was not mentioned on the Colophon as the '*Late Ilahi*' as its writer/poet. At some points it is convincing how written inscription or corrections on the margins were made by Ilahi himself. May be the facts can be discernible but the volume in my possession is rare and very significant. Because it has a well-defined colophon, and it is complete and it was written in Nastaliq script with utmost care and precision. It does not have calligraphic mistakes either. This manuscript contains 728 names of writers and poets. In Berlin Manuscript the volume starts with Ibn-e-Yameen and ends with Humayun. But in this manuscripts seven poet of last Persian alphabet 'Ye' has been written or catalogued. Like Yusuf Bin Mohammad, Yusuf Bin Nasar, Yusuf Hamadani, etc. apart from this, its colophon describes the date of calligraphy and about the author. It also states how this *Tazkerah* was to be written in volumes. The personal manuscript contains approximately seven hundred pages. Every page has fifteen lines. The script of writing is Nastaliq and poets names are written with red ink. At the time of binding the book this anthology was divided into two parts. Here pages have gone really old, and bears the marks of moth infestation. The script was inscribed with great skill and cares making it appear very clean and crisp. It looks like it was written by one calligrapher who has a very skilled and seasoned hand for recording or inscribing throughout. There are no evident errors in the text which is remarkable. Due to these internal evidences it appears that this manuscript was written under the supervision of the author himself. Sometimes at various places the quotations and selections of verses or choice of poets are rather

Ahmed Gulchin Maani, who was Persian Poet in his anthology, has shown ambivalence regarding the lack of reference of this anthology. This is rather unique that Mir Ilahi's poetry was quite famous with people but still somehow his readers were not aware with this anthology. It is considered perhaps due to lack of completion, people were not aware of its existence mainly because it did not get published at its due time. Owhadi despite of being a humble friend of Ilahi and an anthologist he was unaware about *Tazkerallahi's* existence. This could have been also possible that during the life time of Owhadi, Ilahi did not start to write this anthology as per say. It is recorded that Owhadi passed away in 1040 AH and in 1042 AH Mir Ilahi migrated to Kashmir. It raises a poignant question that how this anthology got included in Noorjahan's personal book collections. It is known that second part of this anthology (maintained in Berlin Museum) preserves the writings of Bi Lali Isfahani, who was the calligraphist and the custodian of Noorjahan's personal library. Emperor Jahangir died in 1037 AH and Begum Noorjahan died in 1054 AH there is no contemporary evidence of this manuscript during the stay of Ilahi in Kashmir. Neither there is an evidence of poetic statement or detail, about this anthology. This manuscript has covered a fascinating journey from Noorjahan's collection to Nawab of Awadh to Museum in Berlin. Whether the journey is real or wondrous it is stated that this anthology is composed by Ilahi himself or it was calligraphy-ed under his instructions. This manuscript holds personal initials of Ilahi for sure.

*Safina-e-Khushgo's* writer has described the name of this manuscript without any reference. It is possible he might have seen or heard about the existence of this work. But this vital reference directs our attention towards the existence of this manuscript. There was a strong confusion regarding this manuscript because people might have written about it with another name which was *Khazina-e-Ganj*. Despite this various literary scholars have mentioned it as "Tazkirah-e-Ilahi". Ilahi himself has mentioned his work with both the names. But the emphasis has been laid on *Tazkirah-e-Ilahi* for sure. Dr Springer in Berlin Catalogue has recorded 400 poet's names, after a more in-depth study it is known that the correct number of poets is 533. This anthology is very crucial because it contains poets, poetesses, scholars, religious scholars, Sufis and artists etc. In Berlin Manuscript there are three hundred and forty nine pages known. It also has at least 27 blank pages which are not inscribed at all and forty pages are partially written. It has few beginning and closing pages which are also missing which shows a lack of colophon. It appears after great probe that this manuscript might as well be the very first and most authentic edition of this anthology. Several pages were left unwritten jotting the names of some poets and writer so that they could be filled after notifying correct information's on them. These poets for example were-Khwaja Hafiz Sheerazi, Allama Jurjaani,

towards the side of his philanthropic personality. His faith and order of believes did not entail him to harbor aggressive or staunch belief. He valued humanity, compassion and good will for all mankind. He had firm belief in all four Caliphs of Islam. He loved the aspect of Prophet Muhammad's (PBH) life and practices; he has considered him as an example of his own moral conviction and devotion. "Zikrussaliheen's" writer Abdul Razzaq Quadri has established linkage with Shekh Abdul Qadir Jilani who was a Sufi Saint. Despite all such fact one cannot assume that he belonged to any particular faith system. Several verses from his Ghazals proved that he was not a Shia. It was known that he belonged to 'Naqtavi' beliefs which created a lot of contention in his lifetime and propelled him to migrate to India. In Iran during the reign of Shah Abbas Awwal all Naqtavi faith practitioners faced challenges of execution on mass scale. Ilahi was a zealous activist of this order of Naqtavi Faith therefore Ilahi had to flee from Khandhar and he arrived in India to save himself. Naqtavi was a movement marked by having deep trust beyond the Monotheism of One God which has its firm root in Islam. This order of Faith believed in the concept of cosmos and Life after death. They were also known as "Passi Khani". That was the era of Mughal king Akbar who was also known for his liberality, this is how several Iranians took refuge in Hindustan during this time. Ilahi has hinted in his poetry towards this new faith system. After arriving in Hindustan, he grew more firm towards his Islamic faith and identity.

In this personal manuscript the colophon states date 1065 AH of its completion. It is a bit confusing a fact, because Ilahi died in 1064 AH as stated above, but it is quite possible that his death took place in 1065 AH. To a great deal this manuscript justifies that Ilahi himself has created this last Manuscript. There is one more possibility that this manuscript was copied from the original a year after his death. In this copy of manuscript there is no mentioning of calligraphist and the place where it was calligraphy-ed. This manuscript has shown Ilahi's name as the writer of this esteemed anthology at several places. There is no second copy of this manuscript known or found in the world, to confirm the date of its formulation and other valid information about the manuscript so far. This is the only surviving copy of the manuscript which has been preserved. This manuscript has been written with a lot of precision and writerly skill because it was written by only one writer and it does not bear any sign of error in the text. At certain places around the margin some corrections have been found which indicates the possibility that this copy has gone under the scrutiny of Ilahi himself. This is somewhat bewildering, how many historians have talked about his poetry but did not write or speculate about this anthology. Dr Springer in his catalogue wrote:

*"The book has no preface and has never been completed it is therefore perfectly unknown."*

Collection of Poetry is comprised of at least five thousand Verses in which several poetic forms are evidently present. The major portion of his work has recorded Ghazals in them. The manuscripts of Ilahi's Diwan are also present in Berlin, London, and Rampur (India) as a collection. Ilahi was self-aware of his poetic expression and caliber which he talks about in his work as well. He claims his own Diwan as the best among other Diwan of his time. Various critics and poets have talked about Ilahi and his poetry as one of the supreme. Like 'Shahjahan-Naama', 'Kalematush-Shauara', 'Serve Azaad', and 'Lobabul Albab' etc.

"Zirkus-saliheen" has jotted down wrongly that Ilahi came to Kashmir twice. His first and last journey to Kashmir happened in 1042 AH and he stayed there till 1064 AH. This is how he stayed in Kashmir for good twenty two years and here he died and became one with its soil as well. Three of the most eminent poets of Iran migrated to India and became the dust of the Indian earth; they made three wondrous cities of India as their memorial. Like Sheikh Ali Hazeen liked Banaras, Mir Ilahi made a choice to inhabit himself in Srinagar and Naziri Nishapuri lived and was buried at Ahmedabad.

Taqi Owhadi came across Ilahi's verses in Agra and prophesied he would be an acclaimed poet of the future. Later on Mohamad Saleh Kamboh has also praised Ilahi greatly. Mir Ilahi has written 'Hajwa' which is a poetic form also understood as a lampoon. The date of Mir Ilahi's demise is greatly disputed. 1064, 1063, 1060, and 1057 AH amongst all these notified dates the most apt and accurate date happens to be 1064 AH. Mohamad Tahir Ghani Kashmiri, the most famous poet of Kashmir, has recorded in his Poetic Epitaph the date of Ilahi's death as 1064 AH the tomb stone on Ilahi's grave justifies his date of demise as 1064 AH correctly. In 2004 I was a visiting professor in Kashmir University which gave me an opportunity to locate and visit his grave. His grave was adjacently located near the tomb of famous Sufi saint Sheikh Bahauddin Ganj Bakhsh. Here several Mughal royalty and eminent people of the court were also buried; this is how the graveyard holds tremendous importance even today. The grave stone on Ilahi's grave has fallen from its assigned place but it has been restored and given its due place near the tomb of Sheikh Bahauddin Ganj Bakhsh. This grave yard is known as "Kalanmazar" situated in the North-west from the main city. Also it is near Qila-e-Magar Nagar outer wall which is in the solitude of 'Khoh-e-Maran' (Maran Hills), this makes it the oldest grave yard of Srinagar. There are seven notable verses accompanying his epitaph.

In the light of this anthology there is no certain evidence of his religious practice and beliefs. His poetry has certain level of echoes of his faith system and set of beliefs. He was amongst those who were followers of Hussaini faith. Hence it can be established that he was a free thinking mind who was more



Mahabat Khan he worked under Nawab Zafar Khan Ahsan. Zafar Khan was himself a poet and he valued other fellow poets as deeply. Zafar Khan was called to Agra from Kabul. This marks the very first year of Shahjahan's Coronation and being an Emperor. Shahjahan started to ascend his kingdom towards the Southern India in which Zafar Khan accompanied him for these overtures. In 1040 AH some of the Deccan states fell under the kingdom of Mughal Dynasty under Shahjahan. After his victory to mark its celebration Mir Ilahi wrote a panegyric in his beloved Kings' Grace. Mir Ilahi's contemporary Abu Talib Kalim also wrote a Victory Ode in praise of Shahjahan. He nominated Zafar Khan for the governorship of Kashmir and Zafar Khan requested to bring Mir Ilahi with him to this new destination, which was accepted by the King as well. This is how Mir Ilahi reached Kashmir where he gathered a lot of respect. Zafar Khan's father Khwaja Abul Hassan was the previous governor after his demise Zafar Khan was promoted as the governor of Kashmir to take over his father's position. Zafar Kahn died in 1073 AH in Thatha which was located in Sindh. Mir Ilahi was very fortunate that he lived under the patronage of Zafar Khan peacefully for a long time.

Mir Ilahi's early life was marked by homelessness from one place to another. But in the later part of his life he lived prosperously and peacefully. He lived later days with exuberance and harmony. He considered the peaceful valley of Kashmir which exalted him with the vision of this world, beauty and with serenity of hereafter. This place was a home for luxury and comforts both equally. The climatic concerns were similar to Iran, fresh orchard fruits and dried delicacies of fruits were found abundantly. Ilahi established a poet's Commune. In 1050 AH Ilahi constructed a garden called '*Bagh-e-Ilahi*'. It had a beautifying harmony of trees, flowers and tranquil canals. Here affluent and wealthy gentry of the city would come for excursions. This garden hosted the most ancient 'Chinar' tree (maple tree) till it decayed in AD 1932. The trees' branches have been known for spreading across 48 feet in approximation. In "*Bagh-e-Ilahi*" eulogy, Ilahi himself wrote a long narrative poetry called 'Masnavi' in its praise. This garden was located 10 Kilometers away from Srinagar in North direction. Here remnants of Shahjahan's era and kingdom were present as well. Pandit Anand Kaul's book "Archeological Remains in Kashmir" had recorded incorrectly that Shahjahan constructed this garden for the amusement of his Begum Noorjahan. With the wretches of time the ruins of garden are lost over decades, now human inhabits the very ground, the description remains recorded only in the pages of books.

Ilahi in his poetry wrote descriptively about scenic beauty of Kashmir. Especially in his Masnavi "Faiz-Bakhsh Bagh" he has presented a very soothing and alluring picture of this terrain. This Masnavi's Manuscript is preserved in Srinagar. Second Masnavi's Manuscript is also present in Srinagar. Mir Ilahi's

a known center for knowledge, learning and culture of his time.

His father was a man of repute and he was well known for his nobility. His name was Amir Hujjatullah Hussaini. Dr Springer and Dr Story have recorded his name as "Hujjatuddin" in his famous catalogue. He was also known as literary figure of religious scholarly repute. Ilahi was deeply influenced by his father's achievements and scholarly zeal. His early training happened under his father's guidance. At the age of sixteen in 1010 AH he travelled all the way to Sheeraz for perusing further education. He was there for three and half years at Shahdai's Khankhah, which was a known seminary of that period devoted to learning and educational pursuits. To a great extent he received further education there and learnt tremendously. He received an opportunity to explore 'Diwan' of several poets which inspired him to formulate his comprehensive selection of poetry. From here he developed a taste for poetry which helped him further. Sheeraz was green with the fertile knowledge of poetry in its rich exuberance. Khwaja Hafiz and Sadi were some names which emanated from this land. Numerous collections of poets were available there from which he gained maximum benefit.

In a Tea House his poetry got introduced and he received chance to recite. There few people desired and were keen to learn about his belonging and history. A reference has been marked in his poetry that he visited Kaba for holy pilgrimage. Other than that no certain fact of his holy visit can be stated assuredly. In most of the historical accounts his exodus to Hindustan in search for a livelihood is clearly evident. But the truth remains in Mir Ilahi's interest in individual faith because of which he travelled all the way to Khandhar. Being a 'Naqtvi' which was a new faith commune, he was exiled to save his life and hence travelled all the way to Hindustan leaving behind land of his origin. Later Khandhar's Governor Mirza Ghazi Tar Khan bestowed his protection onto him. From Khandhar he travelled all the way to Agra. Jahangir was the ruler of India in that period. Hindustan was hosting a lot of poets from Iran ever since, because of this very influence of Persian poets the land of Hindustan saw a deep interest and developed its rich poetic traditions.

Mir Ilahi in 1021 AH After a brief stay at Khandhar came to live in Agra. He remained under the employee ship of Mahabat Khan since 1022-1024 AH. Here Taqi Owhadi kept him in a jovial company at Agra, which resulted in literary exchanges of poetry and knowledge. It proves to be a very peaceful and delighted part of his life which was spent in Agra considerably. He had received favors of Royals and Emperor equally. This made him known and famous because of which he was ushered into the royal court of Jahangir. He wrote eulogy in praise of King Jahangir in his poetic work. He had barely stayed for three years when he went back to Kabul. And there he remained in Mahabat Khan's employee ship. After spending some years in service of

written evidences there are gaps in extracting his personal details, which remain ambiguous to a certain level. Taqi-ud-din Mohammad a well-known anthologist is known as Ilahi's contemporary and friend. During the days of their stay at Agra they grew very intimate and close to each other. He has recorded in his famous anthology entitled "*Arafat-ul-Ashiqeen*" that his name is Mir Imaddudin Mehmood Bin Mir Hujjatullah Asadabadi. Sirajuddin Ali Khan Arzoo has seconded this statement or certified it for more coherence; he was a well-known scholar of his time. It is seen in many books the name of Mir Ilahi was mentioned differently.

It is known that Mir Ilahi was an inhabitant of Hamadan. It has been recorded that a Physician of the similar named arrived in the era of King Akbar, where Jahangir bestowed upon him a title of 'Royal Healer'. Overlooking these references Ilahi himself has recorded his name and father's Name in the colophon of this personal manuscript. "*The writer of this manuscript is Ilahi Imaddudin Mahmood Al Hussaini Son of Amir Hujjatullah Asadabadi Al Hamadani.*" This writing justifies his paternal place of birth and belonging of name is evident, this does not leave any cleavage for any doubt. Asadabadi was a suburban space located in Hamadan. Mir Ilahi has noted down beautiful details in his poetic work about Hamadan.

Abdurazzaq Qadri in his book "*Zikrussalaheen*" has recorded some facts about Ilahi's lineage. Mir Ilahi from his father received traditional education; afterwards he travelled to Shiraz and Isfahan for further education. He accumulated detailed knowledge in Arabic and Persian Literature. This has increased his interest in poetry and hystorography, but he reached the heights of admiration for his poetry and poetic expressions. He was indeed fortunate that he in Iran, Afghanistan and Hindustan got the patronage of affluent and the royal equally. In his poetry the names of his benefactors are evidently present. Like Jahangir, Shahjahan, Zafar Khan, Mahabat Khan, Ghazitar Khan etc.

Mir Ilahi was privileged that he belonged to the era of Jahangir and Shahjahan. This happened to be the golden period of Mughal Sultanate. This was also the era of prosperity and peace, which harbingered scholars, poets, writers and '*Umra*' (Amir or lords of the time). Apart from these mentioned literary icons calligraphers, Sufi saints, architects and many other specialized aestheticians were known to this age. Ilahi's contemporaries were from Iran, Hindustan and Kashmir like—Ghani Kashmiri, Mohammad Jaan, Mullah Shah Badakhshani, Tughrai Mashhadi, Taqi Owhadi, Hakim Haziq, Aqa Razi, Talib Amli, and Sirajjudin Khan Arzoo Afi etc. Taqi Owhadi's friendship was a known phenomenon in his life. In this anthology readers will find a clear reference made to him. There have been several poets named "Ilahi", but the most prominent name happened to be of Mir Ilahi. The place of his birth is Hamadan which he has mentioned in his poetry and anthology. Hamadan was

## Preface

Jaunpur has not only been the seat of Sharqi Sultanate but an admirable custodian of literary and cultural heritage also. It was a store house of knowledge. 'Tazkira-e-Ilahi' is the third amazing academic achievement of the soil. The first and foremost was "Almusannaf", which is the rarest and the only existing manuscript of the world, published in volumes from Beirut. The second discovery was 'Diwan-e-Hafiz', the oldest manuscript written during the life time of the poet. It was published from Tehran, under the patronage of the King of Iran. I feel honoured that the National Mission of Manuscripts, New Delhi has been pleased to publish 'Tazkira-e-Ilahi' in two volumes. This is a wonderful gesture of the mission in restoring the priceless text of high academic value.

I submit my heartfelt tribute to my revered elders for restoring the literary heritage in their innovative writings. Anthologies are unique contribution of historiography of creative cognizance of poets and writers. The luminaries not only started writing Tazkirah but also managed to leave voluminous literature on biography and critical approach for the judgement of poetic art and thoughts. 'Tazkira-e-Ilahi' is an impressing contribution in two volumes. Imaduddin Al Husaini, poetically called Illahi son of Amir Hujjatullah was a Saiyed of Asdabad near Hamdan. He was an eminent literary figure, learned scholar, who flourished in the first half of 17th century. His valuable and voluminous Tazkirah, written in India has mainly Persian Poets and some of Indian poets as well. It is of adequate notice in many of biographical dictionaries of the 17th century and 18th century of repute like Maulana Mashhadi and Mir Ali etc. Ilahi also wrote about Mir Bulbul Baaz Dehlavi, the falconer of Humayun. Its importance is unparalleled and hence it needs a special attention. The work is divided in two volumes. The editor's copy of the manuscripts has two parts, while Berlin Manuscript has been contained in second volume.

My special thanks are due to Prof. Dinesh Singh, Vice-Chancellor, University of Delhi. But for his generous academic support, it would not have been possible for me to publish this manuscript.

I am grateful to Prof. Dipti S. Tripathi, Director, and Dr Sanghamitra Basu, for their enlightened inspiration and co-operation on this project.

**Abdul Haq**

Professor Emeritus

Department of Urdu, University of Delhi

Delhi

15 December, 2012

New Delhi



## Foreword

*Tazkira-e-Ilahi* is a 17<sup>th</sup> Century work by Imaduddin Al Husaini. He was originally from Iran but later in life, he made India his home. He passed away in Kashmir and was buried at Srinagar. This work is an anthology of literatures who wrote poetry as well as those who wrote prose. It provides extensive information on the life and work of creative writers. *Tazkira* is an important text because it provides authentic information on authors and their work. It is a unique feature of Persian literature where scholars have undertaken to write *Tazkira* the example of which has not been emulated in most of Indian languages. Especially in Sanskrit there are hardly any works comparable with *Tazkira*. Authors in Sanskrit literature hardly provide any information about themselves thus very little is known about the person who writes the text. *Tazkira-e-Ilahi* contains information on more than 500 authors. The number varies from one manuscript to another because it is believed that the manuscript at Berlin contains only 400 entries (it is yet to be verified). Prof. Abdul Haq owns a rare copy of *Tazkira-e-Ilahi* on the basis of which he has edited this work. It will be published in two volumes. It is hoped that this publication would be helpful to researchers of medieval Persian literature of Iran as well as of India.

This Mission is grateful to Prof. Abdul Haq for having undertaken this massive work. His commitment to bringing to light an important text will surely inspire a generation of scholars in undertaking this sort of work.

M/s Dev Publishers and Distributors deserve our sincere appreciation and thanks for the beautiful facsimile production of the manuscript. The beauty of the manuscript is enhanced by the borders designed round the folios, which almost merge into the original. For sheer aesthetic presentation, I am sure this will be another landmark in Mission's publications.

We would deeply appreciate feedback from scholars which helps both in planning and production. We look forward to bringing to light many more texts in future with the help of dedicated scholars.

**Dipti S. Tripathi**  
Director

28 May, 2013  
New Delhi

Published by:  
**National Mission for Manuscripts**  
11 Man Singh Road  
New Delhi 110 001  
Phone : 91 11 2307 3387  
e-mail : director.namami@nic.in  
website : www.namami.org

and Co-published by:  
**Dev Publishers & Distributors**  
2nd Floor, Prakash Deep  
22 Delhi Medical Association Road  
Darya Ganj  
New Delhi 110 002  
Phone : 91 11 4357 2647  
e-mail : devbooks@hotmail.com  
website : www.devbooks.co.in

**Rs 2000 (for set)**

**Prakashika Series No. 6**

ISBN 978-93-80829-16-6 (Vol.6)  
ISBN 978-93-80829-02-9 (Series)

First Published 2013

© 2013 National Mission for Manuscripts

*All rights reserved, including those of translation into foreign languages. No part of the book may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted in any form, or by any means, electronic, mechanical, photocopying, recording or otherwise, without the written permission of the publisher.*

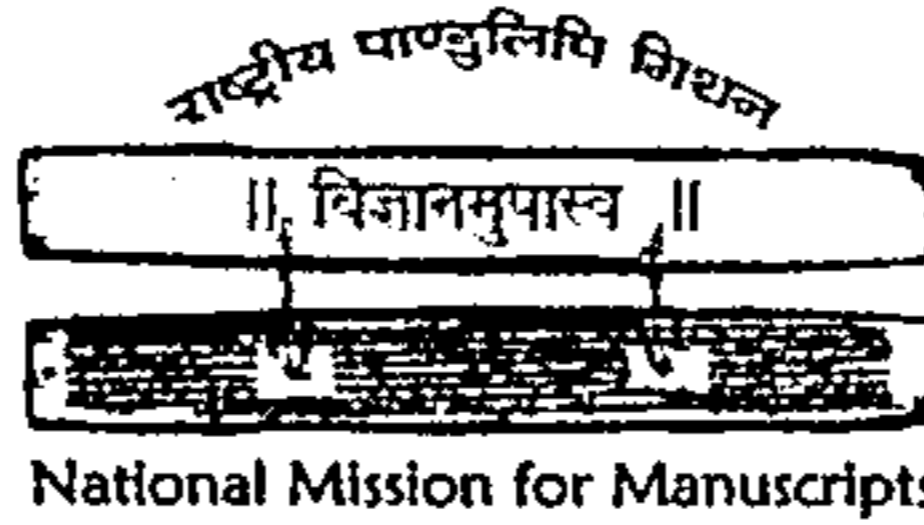
# Tazkira-e-Ilahi

Volume-I  
(Part-I)

*Mir Imaduddin Ilahi Hamadani*

Edited by  
**Abdul Haq**

*Professor Abdul Haq*  
*Professor Emeritus*  
*Urdu Dept.*  
*University of Delhi*  
*Delhi-110007*



**National Mission for Manuscripts**  
**Dev Publishers & Distributors**



# **Prakashika Series - 6**

General Editor  
**Dipti S. Tripathi**

## **Introduction to Tazkirah-e-Ilahi** (*The Only Available Manuscript In the World*)

—Prof. Abdul Haq

Mir Imaddudin Mahmood Ilahi Al-Hussaini Hamadani, received royal patronage and pursued a well-recognized place in his poetic endowment, but despite that he never wrote his biography or wrote details about his personality. All his life he has spent considerable amount of time jotting down people's biographies and their literary achievement, despite this he remained much reluctant and estranged from his own biographical details. He did not even put in records his actual date of birth. Somehow it has been known that during this era noting down facts about themselves was not considered a noble aspiration by the "Shurafa" clan. Ilahi Hamadani himself was the custodian of values and moral aesthetics of his prevalent time. Due to the influence of royal company his temperament and his character was nurtured to refinement. In his demeanor, self-respect and higher regards was a natural phenomenon. About his date of birth there is no evident or categorical statement which can be determined properly. In his anthology at one point it is written clearly that he arrived in Agra 1021 AH where amidst some of his bosom friends he tasted wine for the very first time, at the age of thirty. Keeping in mind this chronological detail one might as well speculate that he was born in year 994 AH this he has noted down in his anthology in connection with Maulana Agahi's description.

This statement justifies his date of birth and reflect ample light on Indian culture and the custom of drinking to a certain extent. This was his foremost folly which did not leave him till last days of his life from which he could not abstain. He spent his life in drinking or in the company of wine. Ilahi wrote his *Saqi Nama* (Ode to the Tavern Keeper) in which he has depicted a very intoxicating or ambrosiaiac quality of the beloved wine.

Some of Ilahi life trajectory is evidently present at instances in this anthology. This throws light in a partial manner on his life and persona. Although real picture of his life is still in-ponderable, still these pastiches are valuable and encouraging for his readers to know his life. All these minuscule signs and appropriations are important footstones to understand Ilahi's art and thought. As with his intoxication one would get to learn a lot about his characteristics and his mannerisms.

Mir Ilahi's parentage and place of birth projects minor differences amongst the various Persian writers. It is strange that how despite all contemporary